التماس

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود ہے اور فہرست اسکی ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ مذکور سے مفت ملتی ہے جسکی معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ میں کتب متعلقہ مذہب ہنود درج کرتی ہین تا کہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجود کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب متعلقہ ہنود اردو بھاشا

دیوی بھاگوت کا پورا ترجمہ مسمی بہ بھگوتی اتہاس
ترجمہ پنڈت پیارے لال مترجم اودھ اخبار
سکھ ساگر- ترجمہ بارہون اسکند سری مت بھاگوت
از رای مکھن لال
بھاگوت منظوم - از منشی جگناتھ خوشتر
گنیش پران منظوم - از منشی شنکر دیال فرحت
شیو پران منظوم خرد از منشی شنکر دیال فرحت
سورج پران منظوم - از لالہ خدا بخش
گیا مہاتم - مترجمہ منشی لال جی
اکادشی مہاتم - از لالہ رام پرشاد
خلاصہ ترجمہ بھاگوت پران - از منشی سکھ لال
گلدستہ حقیقت نظم - ترجمہ سری مت بھاگوت کا
تمام کتاب ایک قافیہ پر نادر الوجود کتاب ہے از منشی سکھ
تخلص بہ احقر لکھنوی -
ترجمہ پوتھی جانکا بھرن ترجمہ لالہ جگوپال عرضی نویس
گیتا مہاتم و گنیش - از منشی رام سہاے تمنا -
مہابھارت منظوم - از منشی چھوٹا رام شایان
رامائن تلسی کرت - اردو بھاشا -
رامائن بالمیکی اردو بھاشا سات کانڈ مترجمہ منشی شیو دیال مختار

گورلواہ منظوم - از منشی رام سہای تمنا تمنا لکھنوی
بجرنگ ساٹھکا تصنیف ایضا
رامائن افق با تصویر دوارکا پرشاد -
متھلا مہاتم - اردو ناگری مترجمہ راج کمار دیونندن سنگھ
بھت اپدیش - از منشی لالجی واصلباقی نویس بارہ بنکی
رامائن فرحت - منظوم از منشی شنکر دیال فرحت
جانکی بجے منظوم - از منشی شنکر دیال فرحت
سیتا سوئمبر منظوم از بابو گورنرائن
برج بلاس - سری کرشن جی کی لیلا ہے
پریم ساگر نثر ترجمہ دہم سکندھ بھاگوت کا مترجمہ لالہ سوادیال
ایضا منظوم - از منشی شنکر دیال فرحت
کتھا ست نارائن مسمی بہ دافع عذاب از منشی جوالا شنکر
کتھا ست نارائن منظوم - از جگناتھ سہاے
ایضا مصنفہ جگناتھ سہاے
ایضا مولفہ بجناور سنگھ

کتھا چرتر گیت

اننت کتھا - از منشی رام سہل تخلص مبارک
پرہلاد چرتر منظوم - مترجمہ لالہ گردھاری لعل کھتری
سدامان چرتر از منشی جگناتھ خوشتر
سدامان چرتر - خرد مسمی بہ منظوم مفرح -

کتاب
مہابھارت منظوم
باتصاویر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نیا اُس قلم گلفشانی پہ سب ‏— بہار رضا میں ہوا فی ہے سب

دکھائے ورق تختۂ گل کا رنگ ‏— ہر یک قلم بانگ بلبل کا رنگ

کہ لکھے اللہ کی صورت ذات ‏— سنو جس سے سر غنچہ کی بات

سکھائے سخن کے کھلیں بال و پر ‏— لکھوں وصف فرمانده بحر و بر

نگارندۂ نقش لوح و قلم ‏— خداوند ملک حدوث و قدم

علیم و خبیر و سمیع و بصیر ‏— کریم و رحیم و غفور و قدیر

وہ رتبہ دیا قطرۂ آب کو ‏— تجلی سے ہے داغ مہتاب کو

دکھائی خداوند قدرت کی شان ‏— کہ مٹی کے پتلے کو بخشی ہے جان

جہان میں وہ پیدا کیے گلعذار ‏— فرشتے پری حور جن پر نثار

لب و چشم و رخسار و بینی و گوش ‏— [illegible] جان و عقل و ہوش

کف دست ساعد شکم سینہ سر ‏— و ران و بازو ناخن پستان کمر

بنایا سراپا میں ہر عضو خوب ‏— نہیں اس کی صنعت میں دخل عیوب

عنایت کیے دیدۂ دوربین ‏— کہ آئینہ ہو حال ہر یک زمین

جو ہی خاک سے چرخ تک جلوہ گر ‏— وہ سب ان آنکھوں کے پیش نظر

سب کھیں قدرت کے اس سے عیان ‏— کہا جو نہیں کچھ ہوا اسکا بیان

نہیں کچھ سماعت پہ ادراک و مدار ‏— جو آنکھوں سے دیکھا وہ ہی آشکار

عیان تھے جو شکل صنعت گری ‏— نہ کیوں ان اعضا سے ہو برتری

جو صنعت ہے جو علم ہے جو ہنر ‏— ہوئے چشم و انگشت سے جلوہ گر

عنایت کیا فضل سے وہ کمال ‏— نمایاں ہے حق کی قدرت ذوالجلال

عطا کی وہ مٹی کو عقل و تمیز ‏— ہوئی شکل یوسف جو ہر دل عزیز

دیا جنبش قدرت سے ذرون کو نور ‏— زمین پہ چمکتے ہیں تا شہر و ہور

ضیا بخش رخسار خورشید و ماہ ‏— جلا ساز رنگ سفید و سیاہ

مشیت کو اسباب ہونا پسند ‏— ہوئی بے ستون سقف گردون بلند

کیے برج گردون پہ آراستہ ‏— نئی صورتوں سے ہیں پیراستہ

کوئی موج آبی بصد دلکشی ‏— کوئی خاکی و بادی و آتشی

عطارد زحل راس بہرہ ذنب ‏— یہ جلاد گردون پہ جیب شب

مہینا تھا ذیقعدہ کا نا تمام — کہ تاریخ تھی آٹھوین وقت شام
الفصل کا سال ہجری مین رنج — ہزار و دو صد اور ہفتاد و پنج
سب اسباب عشرت کے موجود تھے — غم و رنج و اندوہ نابود تھے
زمانے مین تھے جنکے یہ نور عین — میان انھین عیش و آرام و چین
یہان آصف الدولہ عالیجناب — شجاعت کا چمکا ہوا آفتاب
یہ نواب اُنپر سر افراز تھے — وہ سرکار عالی مین ممتاز تھے
ہوئے دستکش اور رضا سے چلے — ملین تین ہٹکے کرتے ہوئے
سعادت علیخان عدالت شعار — ہوئے مسند آرا بعز و وقار
یہی لکھنؤ جو آباد تھا — دل ہر طفل و جوان شاد تھا
شجاعت مین تھے نادر روزگار — ملازم ہزارون پیادے سوار
جو نواب لائے بنارس سے فیل — روانی مین غیرت دہ رود نیل
رقم کیا کرون خلعتون کا حساب — بدل را سے خوش وہ عالیجناب
مین اس بحر کا در شہوار ہون — ملے آبرو جو سزاوار ہون
کیا کشور نظم مین انتظام — رہے جب سے رنگین خاص و عام
فن شاعری مین بھی ہون نامور — نہ کیون نظم پر ہون تصدق گہر
پسند زباندان ہے اپنی زبان — سند جانتے ہین اسے نکتہ دان
رقم دو مین احوال ہین طبعزاد — عیان حسن و عشق کے اتحاد
چہارم ہے اک داستان ہی کلام — فدا جسپہ ہون سنکے سب خاص و عام
شب و روز کا جاری تھا وہ فیض عام — کہ آگاہ جس سے ہے عالم تمام
بنائے ہین عالی بہت سے مکان — بلندی مین ہمسر ہین آسمان
پرستش کو آتے ہین سب خاص عام — نہ کیون نامور ہون وہ عالی مقام
کچھ اوصاف استاد تحریر ہون — ورق نظم سے رشک تصویر ہون
تخلص ہے مشہور عالم اسیر — نہین آپکا ہندوستان مین نظیر

بلا خیر وہ پنجشنبے کا دن — پہ پیشگی [illegible] آب و دان پہ قرار
یہ سایہ تھا جو رشک ظل ہما — رہا ہو انا طبقہ آسمانی جہان کا بلند
پتا جد اعلے کا لکھے قلم — کہ [illegible] نے بھی با عزت کہا
کرون اطلاع انکے بھی نام سے — کہ ہر اک رہ خدمت ہے پر آفتاب
رعیت نواز اور تھے دادگر — تر جا نظر آئی آخر استقامت بہم مزد
نگین منقش عنایت کیے — خطاب انکو رائی کا اعلی دیا
ہوئے جبکہ نواب جنت نشین — ہوا لکھنؤ جسم سے اندر نگین
رعیت کو حاصل زمانے مین چین — تھا کاوش ظلم سے شور و شین
صفت کے جو مد نظر ہون بیان — نہ کیون لعل ہو مختصر داستان
یہی رائے بخشی نے فوج کے — ستارے چمکتے رہے اوج کے
عنایت کیا پھر دیا یہ وقار — ہوئے فیل پر انکے آگے سوار
جو باتین ہوئین اُس وقت کی بیان — تو منظوم ہوا اک نئی داستان
خدا نے کیا علم سے بہرہ ور — بنا فیض سے اُسکے صاحب ہنر
قلم نے کیے روز مرے رقم — کہ مداح ہین جنکے اہل قلم
کیے ہین نئے طبع موزون نے کام — کہ جیسے شیرین ہے اپنا کلام
قلم نے کیے چار قصے رقم — کہ وہ نظم عالی کا سمجھتے ہین نام
ستی کا ہے اک مثنوی مین بیان — اسی لکھنؤ کی ہے وہ داستان
نجوم اور علمون سے بھی ہون خبر — مگر دمبدم ہے خدا پر نظر
کیے ہین بنا مسجد و باغ و چاہ — زبانون عالم کی ہے واہ واہ
جو ہندو رہے سند وہ جی کا میان — بنایا اسے پیارے نے یگان
جو ہے مورت اسمین دلارام ہے — سری راج راج اشری نام ہے
ہے منشی مظفر علی انکا نام — دیار سخن مین وان حکم عام
سخن کی ہے اقلیم زیر نگین — نہ کس طرح قبضے مین ہو سرزمین

سنا شاہ نے بھی یہ شیرین کلام
سلیقہ سخن کیون نہو خاص و عام

مجھے بیٹھے بیٹھے یہ آیا خیال
کہ لکھے کہین دل سے نقش ملال

عیان ہو جہان کے نشیب و فراز
نمایان ہو سارے مشیت کے راز

تجسس تھا اسبات کا رات دن
پریشان تھی خاطر مطمئن

تصدق گلستان کی اسپر بہار
نمایان ہو سب شان پروردگار

ہر اک بات ہو اسکی رشک چمن
کھلے جو ہو خوشبو سی غنچہ دہن

جو پوتھی مین تھا ہی رقم حرف حرف
بیان شرین ہو وہ حال شگرف

تماشا ہو اس ہندستان کا حال
کہ درکار ہو اسکو فرصت کمال

فقط جا بجا دل مین ہر شے غریب
مہابھارت اک ہو کتاب عجیب

ہزارون ہوئے ناظم با ہنر
سنے یون نہی سفتہ پر یہ گہر

یہ قصہ جو ہے نثر منظوم ہو
کہ زور طبیعت بھی معلوم ہو

کہ مشغول ہو [illegible] صبح و شام
کہ مطبوع عالم ہوا اپنا کلام

غرض دل ہی کچھ پانو نہین ملول
نہایت تعطل نے کھینچا ہو طول

وہ احوال ہونا دربدر روزگار
کہ پڑھنے سے ٹھہرے دل بیقرار

کوئی بات مطلب سے خالی نہو
کوئی مدعا لا ابالی نہو

تصور مین تھا ایک دن ناگمان
جدھشٹر کی یاد آگئی داستان

کرے خاطرم اسکی گلگشت دور
خزان تفکر نہ آئے حضور

کیا ترجمہ خوب فیضی نے صاف
کوئی حال لکھا نہین برخلاف

وہ ہشتارہ دفتر ہے انبار ہے
مضمون مین سیر اسکی دشوار ہے

ہزارون مین ہوگا کوئی نیکنام
پڑھا ہوگا جسنے یہ قصہ تمام

سوا اسکے قیمت کمیاب ہے
ستارون مین مانند مہتاب ہے

میرے قلزم دل مین اٹھی ترنگ
کہ ہو اب صفت آرائے نظم جنگ

لٹاؤن وہ مین گوہر آبدار
کہ ہو نقد جان سے ہر اک خواستگار

قلم ہو روان جانب داستان
کہ مشتاق ہین اسکے اہل جہان

خیابان اول یعنی آدپرب متضمن احوال کوروان و پانڈوان کہ بست ہزار و ہشتصد و چہار اشلوک است مشتمل بر چند چمن چمن اول در ظہور کتاب مہابھارت منظوم

ہمہ راویون کی زبان پر کلام
سنین لیجے اب اسکو سب خاص و عام

وہان ایک [illegible] تھا عالی مقام
کیا جگ کا اس جگہ پر اہتمام

نیمکھ شہر ہان آئے سوت انکا نام
پدر لومہرکن انکا عالی مقام

غرض سوت نے یون کہی تر زبان
کہان تو اقرا تھے ای مہربان

سنا سوت نے زاہدون کا سخن
کہے گلفشان ہو کے غنچہ دہن

پسر پانڈ کا ارجن نیک نام
ہوا اس سے پھر ابھمن خوش کلام

[illegible] تھا اس جگ کا
بہت جمع تھے زاہد و پادشا

مہابھارت [illegible] زبان سے بیان
[illegible] فارسی سے [illegible] داستان

بیاس [illegible]
جوانی پہ ضعف [illegible] کمال

اودھ کی [illegible] مین [illegible]
تمہارا ہی یہ باغ ارم کی بہار

جو بارہ برس کی وہ تعداد تھی
مرتب عجب بزم زہاد تھی

ہوئی زاہدونکو نہایت خوشی
سر بزم تعظیم و تکریم کی

ہوا دور اب جو مرا انتظار
سبب یہ آنے کا ہو آشکار

ہوئی جگ مین تجکو اتنی درنگ
نہ رہا جلد انکا ہر گز نہ ڈھنگ

پریچھت [illegible] سے پیدا ہوا
تو جنمیجے [illegible] ہو پیدا ہوا

ہوا اس [illegible] کہ تجھے بیاس
وہان انسے راجہ کی التماس

[illegible] تکلیف فرمائی ای جناب
تو ہم فیض سے انکی ہون بہرہ یاب

جو بیشم تھا شاگرد انکا وہان
کیا اسنے اس داستان کو بیان

نہایت تھی انکی دلمین امنگ / مگر اس سبب سے ہو وقت تنگ
کھیشٹر تھے اک اور عالی مقام / کرشنہ سو انکا وہان نیک نام
مقام انکے رہنے کا وہ نیمکھار / عبادت پہ ہر وقت انکا مدار
کہا ان سے وہ مضمون ہے آبدار / تصدق ہین جس پر گہر شاہوار
وہان اور عابد بھی تھے جلوہ گر / وہ بولے کہ ای سوت عالی گہر
زبان مبارک سے ارشاد ہو / سنین ہم وہ اعجاز دلشاد ہو
سناتے ہین سوت انکو دیاستان / کہ مشتاق تھے سامعین سب وہان

چمن دوم در شمار اشلوک و فائدہ شنیدن کتاب مہا

بیاس انکو کار سے ہے کلام / مصنف ہین اسکے عالی مقام
کل اشلوک فرمائے ہین صد لک / کہ آدین سے سی لک ہین پشپ پلک
رقم پانزدہ لک کی مشہور ہے / فقط تیر لوک اس سے پرنور ہے
سنے چار دہ لک نظر سے نہان / وہ ہین قوم گندھرپ مین بیگمان
ہے لاکھ انسان کے پیش نظر / کتابون مین اسباب کی ہے خبر
سنو اسکے سننے مین مطلب ہین چار / قلم لکھے ان فائدون کا شمار
کھلے پہلے انسان کا باب عقل / ملیا ہو سب طرح اسباب عقل
ترقی پہ ہو دوسرے جاہ و مال / نظر آئے ہرگز نہ شکل ملال
سوم آرزو دن سے ہو کامیاب / دکھائے ترقی کی دن آفتاب
چہارم ہے سب سے وہ ور تر حرص و آز / عبادت سے خالق کے ہو دلکو ساز

چمن سوم در بیان سیدن اسباب جگ ماران

پریکھیت نے اک روز بہر شکار / اٹھایا ہرن کی طرف راہوار
ہرن چوکڑی بھر کے پنہان ہوا / پریکھیت نہایت پریشان ہوا
سمیک ایک عابد تھا بیٹھا وہان / ہرن کا پریکھیت نے پوچھا نشان
وہ عابد تھا بحر عبادت مین غرق / نہ بولا کہ ہوگا ریاضت مین فرق
پریکھیت کو فرط غضب سے وہان / نہ باقی رہا دلمین کچھ خوف جان
کہ اک سانپ بیجان آیا نظر / نہ تھی پر اسے عافیت کی خبر
جو لوک کمان سے اٹھایا اسے / قریب اس رکھیشر کے لایا اسے
حمائل کیا اسکی گردن مین آہ / لیا اپنی گردن پہ بار گناہ
رکھیشر کا فرزند عالی مقام / کہ کہتے تھے سینگی رکھا اسکو تمام
جو آنکھون سے دیکھا یہ احوال زار / گلو پر پڑا مین ہے افعی کا ہار
طبیعت نہایت ہوئی خشمناک / دعا اسنے کی ای خداوند پاک
ہوا جب سے سرزد یہ کار زبون / نہ کوئی چلے اسکا مکر و فسون
جو تھپک تھا سانپ سے زہردار / ابھی سات دن مین ہو اس سے دوچار
شش و پنج کچھ دلمین اصلا نہ لا / تجھے اسکو رستا فنا کا دکھا
رکھیشر عبادت سے خالی ہوا / یہ حال دعا اسپہ حالی ہوا
پسر پر نہایت ہوا خشمگین / بنی موج شمشیر چین جبین
کہا اپنے فرزند کو سخت و سست / کہ یہ بات سرزد ہوئی نادرست
رکھیشر جو تھا صاف روشن ضمیر / وہ سمجھا بلا ہے دعا کا یہ تیر
وہ راجہ ہلاک ہوگا اسکا ضرور / پڑا زندگانی مین اسکے فتور
پریکھیت کو آگاہ اسنے کیا / کہ فرزند نے داغ دل کو دیا
پھرے اسکا تیر دعا ہے محال / تجھے زندہ چھوڑے قضا ہے محال
جو راجہ کو یہ حال روشن ہوا / دل اس غم کدہ اغون سے گلشن ہوا
یقین تھا نچھوڑیگا تیر دعا / نشانے پہ آئیگا بیخطا
کیا جلد تیار دریا مین گھر / نہ ہو جسمین تچھک کا ہرگز گذر
جو وہ ایک ہفتے کی میعاد تھی / قضا کی بدل ہر گھڑی یاد تھی
جو دریا مین گھر بن چکا وہ تمام / کیا اسمین راجہ نے جا [illegible]

لیا زہر آلودہ دندان سے کام
کیا دم زدن مین وہ قصہ تمام
مکین نے کیا ترک دنیا مکان
روانہ ہوئی خانہ قالب سے جان

جو کھینچا اسکا تھا نور نگاہ
ملا تخت شاہی بنا بادشاہ

چمن چہارم دربیان قصہ کدرو و ونتا مادران رتق سپران خود

سنا عابد نے جو یہ حال زار
ہوا مثل سیماب دل بیقرار
کہا سوت سے کیجیے یہ بیان
گیا کاٹ کر پھر وہ تچھک کہان

کہا ایک عابد تھا عالی مقام
عیان جرت کار اسکا تھا نام
جو تیرہ اس عابد کی تھین لڑکیان
ہر اک وکش بدر تھی بیگمان

وہ کشپ جی فرزند برہما سے تھا
ہر اک ماہ طلعت کا شوہر بنا
غرض ان سے وہ دو کو کرتا تھا پیار
ہزارون کنیزین تھین خدمتگزار

جو کدرو و ونتا تھا دونون کا نام
کیا انسے کشپ نے اکدن کلام
دلون کو تھا ان سے جو مرغوب ہو
جو دنیا کا اسباب مطلوب ہو

وہ مجھسے کرو تم خوشی سے طلب
تمنا جو دلکا ہین شوق سے تمکو سب
کہا اسنے کدرو نے اے شہریار
پسر تیسے مین چاہتی ہون ہزار

وہ ونتا جو تھی دوسری گلعذار
کہا اسنے اے شوہر نامدار
مجھے دو پسر جائین خوش جمال
پسر ہو زور مین قوت کمال

جو شوہر نے دونون کا مطلب سنا
اٹھایا وہان ہاتھ بہر دعا
نشانی نے پائی جو پہونچا شتاب
اسی دم ہوئی وہ دعا مستجاب

ہوئی آئینہ شان پروردگار
دیے ایک عورت کو افعی ہزار
ہوئے دوسری ان سے بیضے نمود
شمار انکا دونے نہ تھا کچھ فزود

قلم اب لکھے حال انکا بیان
کیے کام قدرت نے کیسے عیان
نہ ونتا کو تھی طاقت انتظار
کیا ایک بیضے کو اسنے فگار

ہوا اس سے اک نصف انسان پدید
ضیا مین رخ غیرت ماہ عید
نہایت حسین اور تھا سرخ رنگ
ہوئی دیکھکر شکل ونتا کی دنگ

کروں وصف کیا نیم قد کا بیان
روانہ ہوا وہ سوے آسمان
ہوا خوش جو اس سے دل آفتاب
ارن نام رکھا دیا یہ خطاب

ارابے کے آگے بٹھایا اسے
سکانے کا رستا بنایا اسے
مگر اسنے دی اپنی مان کو دعا
جو بے وقت بیضہ شکستہ کیا

دعاے زبون ہو پذیرا قریب
کنیزی ہو کدرو کی ان کو نصیب
غرض ایک جا دونون تھین جلوہ گر
کہ اسپ اوچی سرو آیا نظر

کہا ایک سے ایک نے یہ سخن
کہ گھوڑے کا کیسا ہے رنگ بدن
ملا جسکا ہو راستی سے کلام
وہ بیشک ہو مختار وہ نیکنام

سخن جسکا دونون مین تھا کچھ دروغ
وہ پائے کنیزی مین بیشک فروغ
وہ ونتا ہوئی اس طرح تر زبان
کہ ہے رنگ اسپ سپید عیان

سفیدی مین شک اسکی اصلا نہین
چھپا خاک مین جھوٹ یا ان کہین
کدورت سے کدرو کا دل تھا سیاہ
چلی صاف ہا راستی کی وہ راہ

کہا اسنے ونتا سے یون بیدرنگ
نمایان ہو کچھ کچھ سیاہی کا رنگ
وہ گھوڑا سفیدی مین تھا بے نظیر
سراپا صفائی مین ماہ منیر

رقم اب کرتا ہون سانپونکا حال
کہ کدرو کے جو لڑکے تھے نونہال
کیا مان کا آدھون نے کہنا قبول
ہوا دل کا اسطرح مطلب حصول

وہ سم وبال ہین جاکے چسپان ہوئے
سیاہی کے دھبے نمایان ہوئے
رہی کچھ بھی باقی نہ اصلا تمیز
بنی آہ کدرو کی ونتا کنیز

قلم لکھے اب نصف سانپون کا حال
کہ تھا انکو کدرو کے دلمین ملال
نہ کی حکم مادر پہ جس دم نگاہ
دعاے زبون سی یہ بری اشتبا

کہ ہے سوز آتش مین جلنا ہین یہ
نہ کہنے کو مانا سزا پائین یہ
جو ونتا کے بیضے رہے دوسرا
برابر ہوا وعدہ ایام کا

گرڑ نکلا اُس سے پیدا ہوا
اسی فکر میں تھا کہ کیا کیجیے
تجسس تھا لی اُسنے راہ سفر
پہونچا وہ بلاح آئے قطب
پہونچا پر و بال سے کوہسار
گرڑ کا پدر کشپ نامدار
گرڑ آیا جسدم قریب پدر
پسر نے کہا باپ سے اپنا حال
سنایا وہ سب مانکا بھی حال زار
رہائی کی سانپون سے ہے گفتگو
مقیم اسمین ہے سنگ پشت کلان
بدن عرض میں اُسکا چالیس کوس
وہان دشمن جان انسان ہے فیل
ہما نخل سر پست ہے پای بوس
اگر ہاتھ آئے تجھے وہ غذا
یہ تھا منتظر دونون آئے نظر
اُٹھا لیکے دونون کو شکل صبا
ہوا طول اور عرض کا یہ شمار
فقط شصت لاکھ اُسپہ ناقص تھے
لقب بالکھل اُنکا مشہور تھا
زمین پہ پنجون گر کے عابد ہلاک
دبی رہگئی اُسکی منقار زمین
بیابان و کہسار چھانے تمام

وہ سردار مرغان سو پیدا ہوا
کنیزی سے مان کو رہا کیجیے
کہ ہے چشمۂ آب حیوان کدھر
وہ طعمہ بنے اسکے سب یکدگر
زمین پہ نہ پاتے تھے دم بھر قرار
نظر آیا ناگہ لب جوئبار
جھکایا بصد عجز قدمون پہ سر
ستاتی ہے اب بھوک مجھکو کمال
ملا خاک میں تب وہ افتخار
تجھے آب حیوان کی ہے جستجو
کرون عرض طول اسکا تجھسے بیان
کہ ہے فیل اور سیہ پای بوس
زمین پر روان صورت رود نیل
بڑا ہے اس سے چالیس اور آٹھ کوس
شکم سیر ہو دور ہو یہ بلا
نہ اس حال سے تھے وہ اصلا خبر
سر راہ ناگاہ دریا ملا
کہ تھا چارسو کوس کا سایہ دار
کہ دنیا کے قصون سے ناراض تھے
ریاضت کا شہرہ بڑی دور تھا
طبیعت اسی غم سے اندوہناک
ملا اوج قوت کو ادبار مین
نہ پایا کہین اسطرح کا مقام

یہ فرزند تھا اپنی مان پہ فدا
نکالی فلک نے رہائی کی راہ
ہوئی مشتعل آتش اشتہا
مگر سب بہت کو نہ کھاتا تھا وہ
بنے طعمہ صیاد و ملاح و چور
وہ دریا کہ طوفان ہے جس روان
ہوا دیکھکر خوش وہ فرزند کو
غذا مجھکو ملتی نہیں اسقدر
بہت کی کنیزی میں ہے مبتلا
پدر نے کہا وہ جو تالاب ہے
وہ وسعت مین ہے چار جوجن بلند
قریب اس جگہ سے بیابان ہے
بلندی مین چھبیس کوس اسکا طول
ہر انسان کی رنج مین جان ہے
گرڑ یہ سخن سنکے آیا وہان
گرڑ نے کیا انکو پنجون مین قید
درخت ایک آیا وہان پر نظر
گرڑ نے کیا شاخ پہ جو قرار
ہر اک وہمین لٹکا تھا الٹا وہان
گرڑ نے جو دیکھا نہ آیا قرار
زمین پہ گرے آکے کیا اسکا دخل
گرڑ جو اڑا لیکے شاخ شجر
کہ رکھدار کر دیا پھر وہ شاخ شجر

کہ دل غم و رنج مین مبتلا
ہوئی آب حیوان کی سانپونکو چاہ
جماعت کو چورون کی طعمہ کیا
پر رنگ ہوا صاف جاتا تھا وہ
عدم کو روانہ تھے لاکھون کروڑ
ہر اک سمت تھا جمع عابدان
بغل مین لیا دل کے پیوند کو
شکم سیر ہوا ایکدن آ پدر
مصیبت کی نازل ہوئی پھر بلا
کنارہ عدم تھا وہ نایاب ہے
وہان راہ مرغ نظر کی ہے بند
عجیب وحشت انگیز سنسان ہے
ستم سے ہر انسان انکو ملول
قضا ہے بلا ہے وہ شیطان ہے
دیا تھا پدر نے جہان کا نشان
بنے صاف بازاجل کے وہ صید
پھلا پھولا سرسبز تھا بار در
شکستہ ہوئی ناگہان ایک بار
زمین پر جو سرپا سے آسمان
کہ تجھسے خطا یہ ہوئی آشکار
وہ ہے صورت پاک وہ شاخ نخل
نہ اصلا ہوئی عابدون کو خبر
نہ پہونچے ذرا عابدون کو ضرر

سر راہ غافل اسے دیکھ کر
ہوئی آتش کینہ پھر شعلہ ور

شکستہ ہوا اندر سے ایک پر
گرڑ نے کہا ہنسکے کیا ہے خبر

مگر اس خطا پر نہیں ہے نظر
کہا راجہ اندر نے لے نامور

گرڑ شکل بلبل بنا گلستان
زبان سے میں کیا اپنا ہون مدح خوان

اٹھا لون تجھے بھی میں ان سب کے سات
عدو بھی بڑھائے گر اسوقت تم

یہ سنتے ہی اندر ہراسان ہوا
بڑھا خوف دل میں پریشان ہوا

ہوا صورت آشتی کا ظہور
دلون سے کدورت ہوئی صاف دور

گرڑ نے کیا حال اپنا بیان
نہ دونگا میں اک قطرہ ای مہربان

مگر اس گھڑی تمکو ہے اختیار
مزاحم نہیں ہونگا کچھ زینہار

سوا اسکے اندر نے یہ بھی کہا
کہ سانپون کو بھی تو کریگا غذا

دیا لاکے سانپون کو آب حیات
کنیزی سے بنتا نے پائی نجات

دکھایا دعا نے جو اپنا اثر
تو سانپون کو آتش سے پہونچا ضرر

سنا عابدون نے جو یہ حال زار
کہا سب نے ای سوت عالی وقار

لیا بحر سے انگو اندر نے کام
یہ چاہا کرے اسکا قصہ تمام

جو تیغ دعا سے ابھی کام لون
سزا تیرے کردار کی تجکو دون

بیان مجھسے ہو زور و قوت کا حال
کہ کس حد کمال ہے اسمین کمال

بیابان زمین کوہ دریا تمام
کرین ایک بازو پہ میرے مقام

نہ اٹھین لڑائی سے ہرگز قدم
دکھاؤن ہزارون کو راہ عدم

ہوئی صلح القصہ دونون ملے
کیے دور جنگ و جدل کے گلے

جو اندر نے دیکھا کہ ہے صلح اب
گرڑ سے کیا آب حیوان طلب

جو سانپون کو دونگا یہ آب حیات
ملیگی کنیزی سے مان کو نجات

کہا راجہ اندر نے کہنا قبول
گرڑ کا ہوا مطلب دل حصول

نہ اصلا کبھی ہوگا ستم کارگر
ہوئے پھر وداع الغرض یکدگر

مگر اس سے محروم افعی رہے
کہ اندر وہ پانی اٹھا لیگئے

کرورون جلے جل کے خاک سیاہ
بنا استیک انکا پشت پناہ

سبب جسکا باعث ہے سانپون کی جان
ہویا چاہیے انکا ہملو نشان

چمن پنجم بیان پیدایش استیک کے جان بخشی ماران ازو بظہور آمد

کہ تھا ایک اہ چرنکار نام
کہ کرتا تھا دنیا و دین سے وہ کام

شب و روز سیر بیابان پسند
غم و رنج کا کچھ نہ دل میں گزند

لٹکتے تھے اسمین بحال تباہ
کوئی مخلصی کی نہ تھی انکی راہ

انھون نے کہا سب گنہگار ہین
ہر اک ہم بنگ چرنکار ہین

چرنکار دل مین ہوا شرمگین
کہا اب کرونگا زن مہ جبین

دیا قیدیون نے پھر اسکا جواب
دعا تیری خالق کرے مستجاب

اب و نیز سب دمبدم تھا کلام
چرنکاری ہو جسکی دختر کا نام

چرنکار کا سنکے طرفہ سخن
ہر اک سمت ہنستے تھے سب مرد و زن

چرنکاری تھا اسکی دختر کا نام
خجالت دہ حسن ماہ تمام

غرض آستیک اسکے پیدا ہوا
وہ کارہ نمایان ہو پیدا ہوا

کہ ناگہ ہوا ایک جا پر گذر
کنوئین میں کئی شخص آئے نظر

کہے انسے عابد نے بڑھکر کلام
کہ تم کون ہو کیا تمھارا ہے کام

نہیں ہے جو فرزند کی انکو چاہ
ثابت ہوا ہم پہ ناحق گناہ

مگر شرط یہ ہے کہ ہم نام ہو
پر یہ سخن جو گل اندام ہو

یہ سنکر چرنکار نے راہ لی
بدل تھی تلاش ایک گل اندام کی

دے وہ جسکو ہین آس سے شادی کرلیا
جو لطف سے جام عشرت بھر دن

خدا سارے سانپون کا اک بادشاہ
کہ باسک تھا نام اسکا با اشتباہ

چھٹے رنج و غم سب کسی کے دور
بعقد چرنکار آئی وہ حور

پر جیست کا فرزند جنمیجہ نام
مہیا نشاط و خوشی صبح و شام

بنا باپ کے خون کا خواستگار
پسر جنت باسک کا انجام کار
کیے سوت سے عابدون نے کلام
دکھن مین جین عابد تھا اک دھوم نام
وہ بید نکو کار گوشہ نشین
سنو حال جنمیجہ نامدار
اتنگ اُنکا شاگرد تھا نوجوان
جو گھر مین تھا شاگرد عالی وقار
جو استاد نے یہ سنا حال زار
کہا اُسنے اے پیر روشن ضمیر
جہان مین ملے خلعت آبرو
وہ کہتی تھی شاگرد سے کچھ ملال

ہوا جنمیجے پر ستمد ایک بار
امان کا ہوا شاہ سے خواستگار
وہان کس سے بھی جگ کا تھا اہتمام
مرید اُسکے تھے تین عالی مقام
معزز تھے اُسکے بھی شاگرد تین
بہت اُسکو محکوم تھے شہریار
اُسے گھر مین چھوڑ آئے تھے ناگہان
ہوئی اُس سے صحبت کی خواستگار
ہوا شاد شاگرد سے بیشمار
یہ خواہش ہو لاؤن بجا حکم پیر
خدا کے بھی ہون سامنے شرمندہ
نکالا زبان سے یہ حرف سوال

ہوئی ہوم کی آگ شعلہ فشان
جو باقی تھے اُنکی بحال تباہ
سنا سوت نے عابدون کا سخن
اُرن بید اور مشہور تھے
اتنگ ایک اُنمین سرافراز تھا
وہ لائے تھے بید اُنکو نام کو
زن پیر کا اب سنو مجھ سے حال
وہ شاگرد اُس سے ہے تھا برہا
کہا مانگ مجھسے جو ہو دل مین چاہ
کوئی حکم محکم مجھے دیجیے
کیے اُس سے اُستاد نے یہ کلام
سمت نام راجہ جو مشہور ہے

بنو خاک جل جلکے اُنکی زبان
ملی آتش شعلہ زن سے پناہ
ہوا رنگ غنچہ شگفتہ دہن
عبادت سے دل اُنکے مسرور تھے
عبادت پہ اپنی بڑا ناز تھا
بتاتا تھا یہ جگ کے کام کو
ہوئی حیض سے پاک خوش جمال
یہ گھر کی گنہ کی نہ سر پہ دھری
زر و زیور و گوہر و مال دیا
جو دشوار ہو کام وہ کیجیے
کرو وہ کہ جو زن نیک نام
جہان اُسکی بخشش سے مشہور ہے

ابھی کھینچے اندر کو لاتا ہون مین
اس آتش مین بیشک جلاتا ہون مین

وہ اندر جو آتش کے آیا قریب
یہ سمجھا نہین کوئی اس جا حبیب

لٹے برہمن پہ تھی استان
کہ اندر کا آ پہونچا تخت وان

لپیٹے تھا چادر مین اپنی وہ سانپ
بدن خوف آتش سے تھا کانپ

آراستہ ہونا جگ کا اور روشن ہونا ایک مقام پر آتش شعلہ زن کا اور پہونچنا راجہ اندر کا ہوا پر سنگاسن سمیت

دل و جان سے تھی جو عزیز اپنی جان
مٹا صاف الفت کا دلسے نشان

جو اندر نے جلنے سو پائی امان
روانہ ہوا جلد سوی مکان

برہمن جو آیا تھا بہر سوال
کہا اس سے راجہ اے خوش خصال

کہا اسنے اے راجہ نامدار
نہین مال و دولت کا مین خواستگار

برہمن پہ احسان اب کیجیے
جو باقی ہین انکو امان دیجیے

دیا پھینک آتش مین غمخوار کو
لیا گھیر شعلے نے اس مار کو

جو حاصل پر کھیت کا مطلب ہوا
فراموش اندر وہ غم و سب ہوا

تمنا ہو جو کچھ بیان کیجیے
مہیا ہی ہر شے بیان کیجیے

فقط اسسے ہی پرس تھی یہ سوال
کہ سانپون کو ایسا جان ہی کمال

کیا گوش راجہ نے جو یہ سخن
بہر حال کی خاطر برہمن

جو باقی تھی جلنے سو اغنی وہان
ملی انکو آتش سے اسدم امان

چمن ہشتم در بیان نسبت کوروان از برہما

ہوا آج سانپون کا قصہ تمام
مہابھارت کو اب تین خاص و عام

کہ برہما سے دنیا کی ہی ابتدا
وہ باعث ہی پیدایش خلق کا

زبان ہے بیعنون کے یہ بھی کلام
ہزار و کیم سے ہی یہ نیکنام

ہوا دچھ پرجاپت اُنسے نمود
روان اسکا عالم مین تھا بحر جود

نمایان ہوا سورج اس ماہ سے
ہم آغوش تھا سمت دجا سے

یہ قصہ زمانے مین مشہور ہے
یہ احوال اس طرح مذکور ہے

یہان ہی پر بیعنون کا ایسا بیان
یہ برہما بلاشبہ ہر سا توان

بہر حال برہما سے ہی ابتدا
کہ پہلے وہ ہر شے سی پیدا ہوا

عدم سے ہوئی پھر اوت آشکار
بنا کشپ اس ماہ کا خواستگار

پس سو نام اس سے پیدا ہوا
کہ خورشید صورت ہر شیدا ہوا

پڑا نام اس سے ہوئی ماہرو
خدا نے بڑھی تھی اسے آبرو

ہوا اس سے پھر اک پور اپسر
قیامت کے اقلیم میں نامور

ہوا اس سے ابتر نام پھر نورعین
کہ دنیا کا حاصل تھا سب اسکو چین

مہابل اسکے فرزند کا نام تھا
تھیا سنیاسیا اب رام تھا

جہاں آئے سے جسوقت پیدا ہوا
تو وہ دیوجانی پہ شیدا ہوا

یہ دن فقر سنکر تھی خوش حال
اسے راہ کال کا حاصل کمال

سنی عابد و زاہد نے جو یہ داستان
کہا سوت سے کیجیے اب بیان

جو تھا چھتری قوم راجہ جہات
بھرا تھا علم الٰہی کرم کے صفات

بتا شوہر جسمہ برہمن
بیاں ہو کیسی شہر کا ہے چلن

دلوں کو ہی سکے یہ حیرت کمال
مفصل بیان کیجیے اسکا حال

چمن نہم در بیان حال دیوجانی دختر سنکر کہ پرست دیوان بود

کہا سوت نے یہ منسوو استان
کتابوں نہیں لکھا ہے اسکا بیان

پروہت سے دیووں کا ایک سنکر نام
اسے یاد تھے علم دنیا تمام

اک افسون تازہ اسے یاد تھا
کہ مردوں کا بھی جس سے دل شاد تھا

نہ تھا فرق اسکی کرامات مین
جلاتا تھا مردے کو اک بات مین

تو بےدل تھے وہ دیو اسبات سے
بہت تھے دنیا کی آفات سے

اگر دیوتا دن کو تھا پیچ و تاب
تو ہوتے تھے اکثر کبھی فتحیاب

غرض کچھ برسپت کا فرزند تھا
پھرے لیکن اس سے سب دیوتا

غرض ایک کیا چاہیے سنکر سے
وہ افسون لیا چاہیے سنکر سے

یہ لڑکا نہایت ہی چالاک تھا
جوانمرد تھا اور بیباک تھا

تجسس افسون کا تھا ہر نفس
رہا سنکر کے پاس سو برس

بتا اسکا شاگرد سو جان سے
سمجھتا تھا بہتر وہ ایمان سے

وہاں دیوجانی تھی صاحب جمال
محبت وہ کرتی تھی اس سے کمال

یہ دیو دن کچھ اکے درا آیا خیال
کہ اس گل کو ہو گئی الفت کمال

سوا اسکے وہ سنکر بھی ہو فدا
کہ رہتا نہیں اس سے دم بھر جدا

سنو یہ افسون بتا دین اسے
کہیں اپنا ثانی بنا لیں اسے

یا اندیشہ دل پر جو نازل ہوا
پریشان سب طرح سے دل ہوا

کیا قتل صحرا میں جا کر اسے
وہ چھوڑ آئے قیمہ بنا کر اسے

جو کچھ سوچتی اس گل کو الفت کمال
رہا لیکن ہر دن پھر اسکا خیال

تصور سے تھیں اسکی آنکھیں دو چار
کیا آنے کا شام تک انتظار

نہ آیا جو کچ دل میں حیران ہوئی
وہ گیسو کی صورت پریشان ہوئی

کیا باپ سے اسنے پھر سوال
ہے دل کو پیدا ہوتا ملال

جو کچھ آئے تو زندگی ہے مری
بہر حال وہ دل لگی ہے مری

یہ سنکر پدر نے جو افسون پڑھا
اسی دم وہ بیجان زندہ ہوا

جو اس امر سے دیو آگہ ہوئے
کہ جاتا نے زندہ کیا ہو اسے

کیا قتل پھر اسکو لیجا کے دور
مرے نا کسی طرح یہ ہو فتور

عدو جانتے تھے سنکر سے
کیا راکھ آخر جلا کر اسے

یہ سمجھا کیا خانہ سنکر پاک
ملا دی مگر لعل گون میں وہ خاک

پلائی غرض سنکر کو وہ شراب
تھی دیوجانی کو فرقت کی تاب

کیا باپ سے پھر دوبارہ سوال
خبر کچھ نہیں کیا ہوا اسکا حال

بلا میں پھنسا ہے جو آیا نہیں
اسے کھا گیا آسمان یا زمین

نئے جسطرح زندہ پیدا کرو
نہاں چشم سے ہر ہویدا کرو

پڑھا سنکر نے پھر وہ افسون فن
ہوا منکشف راز پنہاں یوں عیاں

نہیں کہے شکم سے یہ آئی صدا
کہ یہ حال دیوون نے میرا کیا

تن و جان پگھلا تھا جو حال زار
کیا سنکر سے کچھ نہ سب آشکار

وہ استاد تھا سخت حیران ہوا
وہ افسون سے بڑھکر پریشان ہوا

کیے سکر سے گج نے اسدم کلام
ابھی چاک کرکے تمھارا شکم

یہاں فکر کا کچھ نہیں ہے کلام
نکل آؤں زندہ یہ ہو دور غم

وہ افسون جو اسدم بتا دو مجھے
جو تاثیر افسون دکھائے مجھے

پھر حال زندہ ابھی ہو سکے
کرے پھر وہ افسون زندہ مجھے

باہر آنا شکم سکر سے گج کا

ہوا اسکو مجبور سب بے اختیار
سکھایا وہ افسون اسے ایکبار

لیا پھر نہ لب سے کبھی مے کا نام
اسی دن سے ہو برہمن پر حرام

اسی وجہ سے طبع ناشاد ہے
شب و زمان باپ کی یاد ہے

سنا دیوجانی نے جو یہ سخن
کہا کہ اگر تو نے راہ وطن

ذرا مجکو تا اب جدائی نہیں
اگر تو نہیں تو خدائی نہیں

تصدق ہیں تجھپر ابھی جان و دل
محبت سے تیری بنے آتش گل

نہ مانا جواب اسکو کچ نے دیا
بہر حال انکار کلی کیا

جو کچ سے نہ حاصل ہوا مدعا
یہی دیوجانی نے مانگی دعا

کہا کچ نے پھر یون سنا اسکی پاے
کہ تو عقد میں چھتری کے درآئے

جو آیا وہ گھر میں ہراک خوش ہوا
جدائی کا غم سب فراموش کیا

کہا تھا جو شاگرد نے وہ کیا
بہر حال افسون بحکمت لیا

کہا سکر سے کچ نے یہ اک روز
غم ہجر دلمیں ہے آتش فروز

عنایت نوازش کرم کیجیے
اجازت مجھے گھر کی اب دیجیے

محبت سے تیری ہو سینہ فگار
جدائی سے ہوگا یہ دل بیقرار

چھپے ہیں جو دلمیں الفت کے خار
نہ لے نام رخصت کا تو زینہار

جو ہو عقد باہم تو کیا خوب ہے
مجھے جان سے وصل مرغوب ہے

نظر مہر و الفت پہ اصلا نہ کی
وطن کی قدم چوم کر راہ لی

وہ افسون نہ کام آئے انجام کار
فراموش ہو یاد سے ایکبار

وداع الغرض وہ یگانہ ہوا
وطن کی طرف کو روانہ ہوا

ہوا راجہ اندر کا دل اس سے شاد
کہ کچ نے کیا سکر سے سحر یاد

عیان جب یہ راز نہفتہ ہوا
ہراک دیوتا دل شگفتہ ہوا

چھٹی قسم در بیان بہ رسیدن استبا تزویج دیوجانی با راجہ ججات چھتری

زبان قلم ہو جو اب دم رواں
کروں اب دراحوال تازہ بیان

نظر آسپہ تھی مہربانی کے ساتھ
کہ رہتی تھی وہ دیوجانی کے ساتھ

وہ مہ شک خورشید برج حمل
نہاکے جو دریا سے آئی نکل

کہا دیوجانی نے اے بدخصال
دیا تو نے اسوقت مجکو ملال

دیا دیوجانی کو اسنے جواب
نہ اسطرح سے کھائیے پیچ و تاب

دل و جان سے رہتا ہے خدمتگزار
کرے دبدو کہا ہے تیرا وقار

نہایت وہ شرمشٹہ مغرور تھی
وہاں سب میں ذات مشہور تھی

کہاں تک کہوں تھی وہ بدخصال
کنوین میں دیا دیوجانی کو ڈال

خدا ساز تھا جس جگہ وہ کنواں
سمجھاکے یہ سمجھا وہان کہان

سر بیاہ تھا آپکا خواستگار
کہ آنکھیں ہوئی دیوجانی سے چار

ہوا آنکھوں کو جلوہ نظر آگیا
دل زار سیماب غم چھپا گیا

کہا آپ سے اے غیرت مہر و ماہ
کنوین میں گری کیوں ہو حال تباہ

جو دیوزنگی راجہ تھا ذی احتشام
کہ دختر کا اسکی تھا شرمشٹہ نام

نہ دل پر الم تھا نہ اندوہ و غم
سہاتی تھیں پایں وہ دونوں بہم

نہ آیا ذرا دیوجانی کا پاس
کیا زیب جسم اسکا لباس

رہا دور اسباب کا دل سے پاس
کہ پہنا برہمن کا تو نے لباس

پدر تیرا جو سکر ہے نیک نام
مرے باپ کے پاس ہر صبح و شام

بہت دیوجانی ہوئی خشمناک
ہوا سینہ بھی خنجر غم سے چاک

اسی راہ میں تھا جو اک آب چاہ
کنوین شب کے ظلمات سے تھا سیاہ

ملامت کی بیشک نشانہ ہوئی
طرف اپنے گھر کے روانہ ہوئی

جو آیا کیا اس کنوین پر مقام
تجسس میں پانی کے وہ تشنہ کام

نظر آیا جو چاہ بخشش کا چاند
ضیا وہ رخ شمس بھی جس سے ماند

اسی دم کنوین سے نکالا اسے
بہت ناتوان تھی سنبھالا اسے

یہ کہ کس چمن کی ہے تو نونہال
ہوئی در فشاں سنکر وہ خوش جمال

تصویر ایک صحرا کی اور پہونچنا راجہ حیات کا ایک کنوئین پر اور نکالنا کنوئین سے دیوجانی کو اور تیر جگردوز عشق کا کھانا سینہ پر

کہین گلشن شکر کی ہون بہار	وہ بلبل کی صورت سے جی پر نثار	یہ سنکر وہ راجہ تو راہی ہوا	پر اس گل پہ فضل الٰہی ہوا
پریشان گریان وہان سے چلی	بنی نہر اشکون سے ہر اک گلی	اسی دیوجانی کی تھی اک کنیز	نہایت وہ رکھتی تھی عقل و تمیز

منعقد ہونا دیوجانی کا راجہ ججات کے ساتھ

جو لکھا تھا تقدیر میں وہ کیا / دہن دیوجانی کو اسکو دیا
پہ پیرد کے ہمراہ تھی وہ کنیز / دل شاہ دیوان کو جو تھی عزیز
محبت کی آتش تھی دلمیں تیز / رہے دلکو لونڈی سے کیون گریز
وہ راجہ جو داخل ہوا اپنے گھر / فدا دیوجانی پہ آٹھون پہر
کہانتک قلم لکھے یہ طول حال / ہوئے دیوجانی سے دو نونہال
اسے راجہ اک دن تنہا ملا / کیا الفت آمیز اُس سے گلا
تمھین میری صحبت سے ہر دم گریز / یہان آتش شوق الفت ہے تیز
بہت دلکو صحبت سے پرہیز تھا / مگر شعلۂ شوق کچھ تیز تھا
کہین رنج دل کا تمے دور ہو / طلب کروہ مجھسے جو منظور ہو
کیا جبکہ راجہ نے کہنا قبول / ہوئے تین فرزند اسکو حصول
طبیعت کو یہ امر تھا ناگوار / کیا نشتر غم نے سینہ کو پار
گئی باپ کے پاس اندوہگین / سنایا سراسر وہ حال حزین
خدا سے میں کہتا ہون بیدم طلب / جوانی سے بدل ہو پیری ہے اب
بڑھاپا کری انمین سے جو قبول / تو راجہ کو پھر ہو جوانی حصول

ہوئی جبکہ اُس عقد غنچہ دہان / پھر الفت کیا اسکو یہ سرو روان
مگر بیٹی نے وقت رخصت کہا / کہ ہے پاس ہر وقت اسبات کا
الٰہی نہ صحبت سے ہونا کبھی / نہ تم ساتھ لونڈی کے سونا کبھی
نہوتی تھی وہ گل کوئی دم جدا / یہ اسپر فدا تھی وہ اسپر فدا
یہانتک میں لکھتا ہون حال کنیز / بہت خوبصورت تھی وہ باتمیز
کہ مرتی ہون میں تجھپہ سو جان سے / سمجھتی ہون تمکو کچھ ایمان سے
مگر یاد راجہ کو تھا وہ کلام / کیا شکر نے اسکو مجھپر حرام
یہ سنکر کہا شرمشٹا نے خوش جمال / نہیں میں نے ٹالا کسی کا سوال
کہا اسنے بس ہے یہی دلکو چاہ / کہ پیدا ہون تجھسے مرے رشک ماہ
سنی دیوجانی نے جب یہ خبر / کہ راجہ سے اسکے ہوئے ہیں پسر
نہ آئی دل غم رسیدہ کو تاب / ہوا جل کے ہر آگ میں دل کباب
کہا شکر نے ماہ رخسار سے / وہ راجہ پھر اپنے اقرار سے
مگر یہ بھی ہو ساتھ اسکے کلام / جو راجہ کے فرزند ہیں نیکنام
دعا کا جو پہونچا نشانے پہ تیر / وہ راجہ جوان تھا بنا صاف پیر

تماشے جوانی کے جاتے رہے / تمنے زندگانی کے جاتے رہے

چمن یازدہم در بیان دادن راجہ ججات سلطنت خود بپور پسر خود

کرے پھر جوان پیر کو اب تسلیم
دل زار راجہ سے ہو دور غم
طبیعت مین راجہ کے تھا وہ ملال
کہ زلفون کی صورت پریشان تھا حال

کیا نونہالون کو اک دن طلب
دعا سے زبون کا کہا حال سب
کہا پھر کرے جو یہ پیری قبول
ابھی تخت شاہی ہو اسکو حصول

جو اک نے تینکے ہوا کچھ ملال
رہی شکل غنچہ زبان منھ مین لال
مگر ایک فرزند تھا پور نام
کہ چھوٹا تھا سب سے یہ ماہ تمام

یہ فرزند لونڈی کا تھا نور عین
نہ کیون اسکو حاصل ہو دنیا کے چین
گیا دور دل سے پدر کے وہ رنج
بنا جانشین اور ملا ملک و گنج

جوانی کی مدت تھی الف سال
ہوا غنچۂ دل پدر کا نہال
عبادت پہ ہونے کے تھی نظر
کیا ترک دنیا کا سب مال و زر

ہوا گھر سے صحرا کی جانب روان
فقط اسکے ہمراہ تھی انیان
عبادت سے ہر دم سروکار تھا
اسی نشے سے مین سرشار تھا

ہوئی عمر جب طرح تو پائی وفات
گیا بزم اندر مین راجہ جیات
اس اندر نے راجہ کی تعظیم کی
جگہ بیٹھنے کو قریب اپنے دی

زبان مبارک سے پوچھی بات
کہو مجھسے یہ بات راجہ جیات
کہ بہتر کوئی تمسے امکان مین ہے
تراشش کہو وہ بیابان مین ہے

کہا اسنے اندر سے عالیجناب
نہین کوئی مخلوق میرا جواب
جہان مین کوئی میرا ثانی نہین
سخن راست ہے لن ترانی نہین

سنا جبکہ اندر نے اسکا کلام
کہا فقط اے راجہ نیکنام
بھری ہو تکبر کی سر مین شراب
ہوا آج باطل ترا سب ثواب

کرو صفت اپنا جو منھ سے بیان
جگہ اسکو ملتی نہین ہے یہان
عبث بیٹھے ہین آپ اٹھ جائیے
زمین کو سر افراز فرمائیے

ہوا دلمین راجہ کے تازہ الم
جما پھر نہ اک لحظہ اس جا قدم
ہوا راجہ اندر سے یون تر زبان
یہ امید ہے تمسے اے مہربان

دکھائے تمہاری دعا کچھ اثر
مرا نخل امید لائے ثمر
کہ جسوقت ہو عمر کی صبح و شام
ملے مجھکو رہنے کو پھر یہ مقام

پھر آشیان کا ہو مجھکو نصیب
یہ صورت مقدر دکھائے قریب
جو اندر نے دیکھا اسے بیقرار
عنایت سے گویا ہوا ایکبار

کھلے گا ترا غنچۂ آرزو
جگہ باغ رضوان مین پائیگا تو
دل زار سے خار غم دور کر
اس امید سے دلکو مسرور کر

جو راجہ ہوا اس جگہ سے روان
خدا کی عنایت سے پہونچا وہان
جہان پر نواسے تھے راجہ کے چار
سخاوت شجاعت مین سب نامدار

بدل جگ کرنے مین مشغول تھے
جو سامان تھے سب بمقبول تھے
نواسون نے راجہ کو دیکھا وہان
سنی حال ماضی کی سب داستان

رہین دیر تک گفتگو مین بہم
کرون اصل مطلب کو اس جا رقم
قولے جو اس جگ کو کر چکے
ثواب ان کے دامن مین سب بھر چکے

تو باقی کچھ انکے بھی اپنا ثواب
ہوا راجہ پھر فیض سے کامیاب
ارادے غرض پانچ آئے روان
ہوئے سوے جنت جو پانچون روان

بہشت برین مین ملا پھر مقام
رہا کچھ بھی باقی نہ دنیا سے کام
اب آگے ہے اسباب کا یون بیان
ہوئے نسل سے پور کے کو روان

ہوا دیو جانی کا جو تھا پسر
ہوئے جاودان اس سے سب نامور
زبان اسکی تھی کوسلیا جسکا نام
خجل روبرو اسکے ماہ تمام

ہوا اسکے فرزند جنمیجہ نام
کیے تین اسمید جسنے تمام
جو رانی تھی اسکی تو نسل اسکا پو
سخاوت مین مشہور تھا دو دو

پسر اسکا ست نام عالم پناہ
نہ بیر قدم تھی سخاوت کی راہ
ہوا انتخاب اسکا پھر جانشین
ملا باپ کا تخت تاج و نگین

ہوا سارت بہوم اس سے ناگہ بہود
پہر اک ست سنگ اچ تہا بہر جود
ہوا اس سے پیدا جوت سین نام
حکومت تھی روئے زمین پر تمام

چہی نام اسکا ہوا جانشین
ہو دس حکومت سے تہا بہترین
پہر اس سے ہوا کرتجان جسکا نام
تھیا نشاط و طرب صبح و شام

پسر اسکے ہر نام پیدا ہوا
تو آج نام اس سے ہو پیدا ہوا
ہوا اجست تپہک سے جو ہکنار
ہرش نام پیدا ہوئی گلعذار

بنا بادشہ جو بجا سے پدر
ہوا سوتی افروز وہ تخت پر
انک نام تھا اسکے فرزند کا
بجا سے پہ پادشا جو ہوا

کئی اس سے فرزند پیدا ہوئے
سر و مہر و ناہید شیدا ہوئے
گیرا تھا جو ست سنفو اسکا نام
کہ قبضے میں ملک پدر تھا تمام

جہانمیں وہ دکھنت مشہور تھا
شراب حکومت سے مسرور تھا
جو تھا بیٹا اسکا اک رکھیشر نام
عبادت میں مصروف ہر صبح و شام

وہ رکھتا تھا اک دختر گلعذار
شکنتلا نام تھا آشکار
جو دکھنت کے عقد میں آئی ماہ
ہوا راجہ بھرت اسکا نور نگاہ

کیا سونے جس طرح سے بیان
مفصل قلم لکھے وہ داستان

چہپن وان از دہم در ترویج شکنتلا با راجہ دکھنت و تولد بہرت زاد

جو رکھتا تھا دکھنت شوق شکار
ہوا اسپ چالاک پہ وہ سوار
رکھیشر تھا معترض اک گال نام
مکان شک خلد برین تھا تمام

بہت عابدوں کا وہان تھا ہجوم
بیابان ہر طرف تھی ریاضت کی دہوم
چلا صحرہ راجہ بشوق شکار
خدا ساز پہونچا وہان ایکبار

پہونچنا راجہ دکھنت کا کٹی پر گال نام رکھیشر کے صحرا مین بشوق شکار اور عاشق ہونا ایک لڑکی پر اوسکا

مگر گال اس دم سندھی مین نہ تہا
ملی آکے راجہ سے اک مہ لقا
تواضع کو پیش آئی جو بر محل
لیے نذر کچھ جنگلی پہول پہل

کہا شہ نے اے غیرت سرو باغ
بتا کس شبستان کی تو ہے چراغ
کیے شمع رو نے یہ روشن کلام
مین ہون گال کی دختر نیکنام

کیا اس سے راجہ نے پہر یہ سوال
رکھیشر کا روشن ہے سب تجہپہ حال
نہ کی آجتک مین نے اپنے نگاہ
ہوئی کس طرح حق تو شکیدا ہ

تہمین ہیچ تیرا سراپا دروغ
بہلا جہوٹ کب ہے حاصل فروغ
دیا شمع رو نے پہر اسکا جواب
کہون اپنا قصہ نکر اضطراب

نہ تہی حال سے اپنے مجکو خبر
کہ ماں کون ہے کون میرا پدر
مین ساعت سے محض تہی بیخبر
سمجہتی تہی سن گال کو مین پدر

کہ وارد ہوا اک کھیشر وہان — کیا اُسنے یہ قصہ عجب سے بیان
ریاضت مین حاصل کیا وہ کمال — کہ شہوت کا اک نسانے مین جال
تیا لمین اک ہول پیدا ہوا — یہ سمجھا کوئی حشر برپا ہوا
دل اس رنج وغم سے ہوا جب طپان — ہوا عشق پہ ٹکڑے وہ خستہ جان
وہان ایک تھی مینکا اپسرا — سراپا مین تھا حسن اُسکے بھرا
یہ ناز و کرشمہ دکھائے اُسے — بہ دل عاشق اپنا بنانے اسے
قریب کھیشر جو آئی پری — قضا دونون آنکھون پہ جادو گری
چلی اسطرح دلربائی کی چال — پڑا اُسکی گردن پہ الفت کا جال
ہوا سینہ جب تیر مژگان سے چھید — پڑا اُس عبادت مین طرفہ فتور
چڑھا نشہ جبدم پیا جام عشق — کہ ہر دم تھا ورد زبان نام عشق
وہ دونون جو کھل کھیلے انجام کار — دکھائے یہ صحبت نے لیل و نہار
وہان قلزم مالنی تھا روان — مجھے چھوڑ آئے وہ دونون وہان
ہوا انکا اُس جگہ سے گذر — پڑی اسکی ناگاہ مجھپر نظر
اُٹھا لائے مجکو بشوق تمام — کیا پھر شکنتلا میرا نام
کھلی خوب کیفیت احوال کی — یہ سمجھا کہ لڑکی نہین گال کی
فقط وصل کی لو لگا اب چاہ ہے — گھڑی بھر کی مجکو اک ماہ ہے
وہ آئے تو یہ بات کیا دور ہے — مجھے بھی یہی بات منظور ہے
دوہین عقد مین اپنے لایا اُسے — وہین جام عشرت پلایا اُسے
یہ پیمان ہے تجھسے اے گلعذار — پسر ہوگا جو وقت پروردگار
عنایت کرونگا اسے تخت و تاج — ادا کی کہ ہے شہنشہی کا یہ راج
سنایا اسے عابدون نے یہ حال — بہت خوش ہوا اپنے دل مین وہ گال
جو گذرا اس احوال کو تین سال — ہوا اُس گل سے پیدا اک نونہال
اجمبارہ برس کا ہوا وہ پسر — فدا چودھوین شب کا اُسپر قمر

کہ تھا اسنو نتر ایک عابد کا نام — عبادت تھی مد نظر صبح و شام
جو اندر نے شور عبادت سنا — سراسر وہ حال ریاضت سنا
عبادت ہوئی جو قبول خدا — تو چھن جائیگا یہ مرا مرتبا
یہ تدبیر اندر کو آئی پسند — کہ اس مفسدی کی کرون راہ بند
روانہ کیا اُسکو عابد کے پاس — گئے درد و دل کا رنج و ہراس
جو بحر تعشق مین عابد ہو غرق — تو آیا نیا بار ریاضت مین فرق
سجھایا انہیا انکے دام فریب — دکھائے ادا کے فراز و نشیب
پھنسا آ کہ زلف مسلسل مین دل — وہ گیسو کہ گلدام جس سے خجل
دل و جان سے وہ بہایت مفتون ہوا — نہ پھر کارگر کوئی افسون ہوا
دم اُسکی محبت کا بھرنے لگا — کنارہ عبادت سے کرنے لگا
مین اسطرح عابد سے پیدا ہوئی — نشان تھی عدم مین جو پیدا ہوئی
پرندون چرندون نے کی پرورش — بحکم خدا مجکو دی پرورش
مجھے بیکس و زار پایا وہان — بہت حال پہ رحم کھایا وہان
سنایا جو راجہ کو دختر نے حال — طبیعت شگفتہ ہوئی دل نہال
ہوا عقد کا اُس سے وہ خواستگار — طبیعت کو میری نہین ہے قرار
ہوئی درفشان اُس وش گلعذار — مناسب تو ہے گال کا انتظار
نہایت طبیعت مین تھا اضطراب — کرے انتظار اسقدر کسکو تاب
جو فارغ ہوا اُسکی صحبت سے وہ — زبان پر یہ لایا محبت سے وہ
ولیعہد اپنا کرونگا ضرور — پڑیگا نہ اسبات مین کچھ فتور
وہ راجہ یہ کہکر ہوا جب روان — تو کچھ دیر مین گال آیا وہان
خدا سے اُسی وقت مانگی دعا — کہ فرزند اس گل کا ہو بادشا
وہان عابدون مین وہ پلنے لگا — جو کچھ روز گذرے تو چلنے لگا
کیا اُس کھیشر نے اک دن کلام — کہ تھے جمع شاگرد اُسکے تمام

کہا اُنسے لیجاؤ دونوں کو تم
نگین جہان سے نہو نام گم

پہونچ جائیں جسوقت راجہ کے پاس
تو کہنا کہ خاطر کرے بیتیاں سن

وہ شاگرد دونوں کے ہمراہ تھے
جو نزدیک کھنت کے لے گئے

تو راجہ نے دیکھے وہ سرو روان
کیا صاف ہمراہیوں سے بیان

میں ان رتوں سے ہوں نا آشنا
یہ دشمن ہیں یا دوست یا آشنا

نہ فرزند ہے وہ نہ یہ میری زن
میں کیا جانوں اسکا کہاں ہے وطن

جو اس ماہرو نے سنے یہ کلام
تو بولی کہ اے راجہ نیکنام

ذرا ہوش میں اپنے تو آئیے
زبان پر نہ ایسے سخن لائیے

میں زوجہ ہوں تیری اے شوہر نامدار
تجھی سے ہے یہ گوہر شاہوار

مجھے عقد میں اپنے لایا نہیں
مجھے زوجہ اپنی بنایا نہیں

زبان پر نہ لا حرف انکار کا
پڑھایا سبق کسنے تکرار کا

یہ چاہا کہ دیں کچھ دعائے زبون
مگر عقل کامل تھی جو رہنمون

لیا دلکو پہلے میں اس گل نے تھام
کہ آخر ہوا اس شخص سے جلد کام

جو راجہ نے دیکھی بات اسکی تیز
کیا اور بھی حد سے افزون گریز

سخن جو میان میں نکالا تھا
اس انکار سے باز آیا نہ وہ

کہ ناگاہ آئی فلک سے صدا
مگر اپنی قربت سے انکو جدا

سنا گوہر گوش جب یہ سخن
ہوا گوہر افشاں وہ شاہ زمن

بلا شک ہے تو زوجہ ای خوشخصال
نہیں سمجھیں ہرگز ذرا قیل و قال

یہ فرزند میرا ہے تو میری زن
فقط اسلیے تھے یہ باہم سخن

شہادت ہے اسبات کی غیب سے
نہ پکڑے گریبان کچھ عیب سے

محل میں دیا اپنے اون کو مقام
ہوا اسکے فرزند کا بھرت نام

ہوا اس سے ہستن پھر اس سے کرن
ہوا ارکوال اس سے پھر پلتین

پرچھت ہوا اس سے پھر بادشاہ
ہوا بھیم سین اس سے عالم پناہ

ہوا اس سے پرتیپ نور نگاہ
ملا اُسے حشمت و ملک و جاہ

وہاں راجہ ست کی تھی اک گلعذار
وہ اپنی نبی اور ہوئی ہمکنار

پسر تین اُس سے جو پیدا ہوئے
قمر مشتری شمس شیدا ہوئے

پسر دوسرا کا جو سنتن تھا نام
ملا مرتبہ اور عالی مقام

ملی کشوروں کی حکومت اسے
خدا نے دیا دست قدرت اسے

کہ جس سر پہ ہاتھ کو دھر دیا
جوان اسکو اعجاز نے کر دیا

ہوئے برطرف اسکے اندوہ و غم
لکھے حال و داستان اب قلم

چمن سیزدہم در بیان آمدن گنگا بصورت زن پیش راجہ پرتیپ و درخواست زوجیت

سخن سنج ہیں جو شیریں زبان
بہت دلچسپ ہے داستان

پدر راجہ سنتن کا پرتاپ تھا
عبادت کو گنگا پہ جا کر رہا

کہ اک روز گنگا سے اک گلعذار
کنارے پر آئی ہوئی آشکار

ہوا اس سے راجہ ہرگز خبر
پر آ بیٹھی وہ زانوے راست پر

ہوئی دُرفشاں یوں کہ گنگا ہوں میں
ترے حسن پر میں شیدا ہوں میں

دیا اسکو راجہ نے پھر یہ جواب
کہ ای رشک حور غیرت ماہتاب

جو بیٹھی ہے تو زانوے راست پر
کرونگا میں تیری جانب نظر

مرا ایک فرزند ہے نوجوان
وہ شوہر بنے گا ترا بیگمان

تجھے عقد میں اسکے لاؤنگا میں
تجھے اسکی زوجہ بناؤنگا میں

سنا اُسنے جسدم یہ رنگین سخن
ہوئی دُرفشاں یوں وہ غنچہ دہن

میں زوجہ ہوں اسکی یہ منظور ہے
دل اسبات سے میرا مسرور ہے

پسر ہی ترا ایک وتار ہے
عیاں رخ سے دولت کا آثار ہے

کسی وقت میں تھا بڑا بادشاہ
فزون حد سے شوکت خزانہ سپاہ

جہانمیں نہ رکھتا تھا اپنا جواب
ستارہ نمیں جسطرح ہے ماہتاب

عروس جدائی سے بیوہ کا نام — کہی گلشن وصل کی وہ بہار
جو پیدا ہوا آٹھواں یہ پسر — ہر اقلیم میں [illegible]

ہر اک علم و فن میں بیگانہ جواب — سپہر شجاعت کا ہے آفتاب
یہ ہے زور و قوت میں بھی بے مثال — ہر اک فن کا حاصل ہے اسکو کمال

سنو اسکا بسکیم تپا مہ ہے نام — بہت بادشاہ ہونگے اسکے غلام
چھٹے ہے برس میں یا ساتوں گھر — تو نعم البدل آ نکا سے یہ پسر

نسب باپ تو نکے ہیں اسمین حسن — شبستان ہر علم میں ہے یہ شمع
جدائی سے وقت میں ہے بینظیر — ستارو نمین جس طرح ماہ منیر

بیان کنزارانی کا مخاطب کرنا راجہ سے کہ اس لڑکے کا بسکیم تپا مہ نام ہے

یہ کہکر سخن جب ادا ہوئی — کہانی ہوئی وہ فسانہ ہوئی

چمن بار بزم بیان طعمو جو چمن گنبد تھا آن اچھوپری نیرنگ و بیداز وجہ راستن شد

کہوں اس جگہ اک نئی داستان — جسے سنکے ہوں شاد اہل جہان
اپر چرخ تھا اک شاہ عالی نسب — حضور نظر دست بستہ ادب

گیا سوئے صحرا وہ بہر شکار — کر آیا خیال زن گلعذار
تصور نے پیدا کیا رنگ اور — ہوا خواہش وصل کا ڈھنگ اور

طبیعت مگر سے بھری جوش پر — گرے سے قطرہ چند رشک گہر
لیا جلد برگ شجر پہ دہلان — کہ دولت نہ ہو مفت میں رائگان

وہ پتا دیا شاہ نے باز کو — کہا راستے میں یہ ضائع نہ ہو
یہ سوغات پہونچا کے رانی کے پاس — بلا آگئی دلاوری پاس سے آس

اڑا باز لیکر جو برگ شجر — حفاظت بہر حال مدنظر
ملا راہ میں ناگہان اور باز — شکار افگنی میں ہے اپنی نام

جو وہ تھا بالسان کو سمجھا طعام — پڑا حرص کا اسکی آنکھوں پہ دام
بلا کی طرح سے ہوا دو و چار — کیا صاف برگ شجر کو شکار

پدر کی اطاعت تھی مدِ نظر
گیا پاس ملاح کے جلد تر

نکالا وہ کانٹا دل زار سے
کیا پاک دامن کو اس خار سے

یہی عہد پیمان کیا صاف صاف
نہوگا سرِ مو کبھی بر خلاف

مجھے تخت شاہی کی پروا نہیں
مجھے سلطنت کی تمنا نہیں

نہیں چاہیے مجکو تخت اور تاج
نواسوں کو تیرے مبارک ہو راج

رضاے پدر کی مجھے چاہ ہے
یہی سلطنت ہے یہی جاہ ہے

سنے جبکہ ملاح سب نے یہ کلام
کہا اے نکوکار فرخندہ نام

مجھے قول پیمان کا ہے اعتبار
صداقت ہے قدموں پہ تیرے نثار

یہ مانا کہ تمکو نہیں اسکی چاہ
نہ فرماؤ گے سلطنت پر نگاہ

مگر آپ کے طفل فرخندہ بخت
کرینگے نواسونکو دعواے تخت

یہ محروم شاہی سے رہجائینگے
زمین تجھ پھر بھی یہ پائینگے

کہا سنکے ہے راست اسکا کلام
مناسب ہے انجام کا اہتمام

وہ کچھ دیر سر در گریبان رہا
تفکر کا بھی دل یہ سامان رہا

ہوا بیخ سے قطع نخل فساد
اسی اقرار سے پھر کیا دلکو شاد

مجھے عہد پیمان کا ہے دل سے پاس
نہیں جاؤنگا اپنی شادی کے پاس

نہ دیکھونگا میں روے زن عمر بھر
کہاں سے نمودار ہونگے پسر

تو اسے ہی ہونگے ترے کامیاب
یہ سنکر نہ آیا پھر اوسکو جواب

بر آئی جو ملاح کی آرزو
تو سنتن کے پاس آئی وہ ماہرو

جدائی کا غم سب بجا دل سے دور
دکھایا ہو وصل نے بھی سرور

مرے دلکو حاصل ہے جو وصل سے
جدائی ہوئی کلفت فصل سے

سہے دو مہینے سو فرقت کے خار
ہوئے دفع اکبار دل کے بخار

بہت طول لازم نہیں گفتگو
ہوئی ناگہاں حاملہ ماہرو

وہ فرزند دو اس سے پیدا ہوئے
کہ شمس و قمر جیسے پیدا ہوئے

ہوا نام چترانگد ایک کا
دل و جان سے زہرہ تھی اسپر فدا

سنو نام ثانی سر دار چند
جو تھا بیج آخر تو اول بچتر

چمن ہفتم در بیان تولد دھرتراشٹ راجہ پانڈو و بدر از بیاس و نشانیدن بھیکم پتامہ چترانگد را بتخت سلطنت

جو منتن نے کہا یا خدنگ اجل
بہر حال اُس قتل ل پرچھیان تھا
ہوا بعد منتن کے یہ بادشاہ
اسی جہ سے تھی بہم شکل جنگ
رقم ہو اگر وصف سامان جنگ
بچترا اس طرح کار عیش نواز
شبستان میں تھا نہ کوئی چراغ
گلشن میں تھا اُن گلوں سے ثمر
یہ شاہ بنارس کی تھیں لڑکیاں
خزاں ہو گئی تو نہالوں کا باغ
ان آنکھوں کا میری تو ہی نور ہے
وہ بھیکم جو پورا تھا اقرار کا
جو چھچھودری نے یہ پایا جواب
ہوئی نونہالوں کی وہ خواستگار
ہوا دھرتراشٹ انکا سے نمود
مگر دونوں آنکھوں سے معذور تھا
مگر سر سے پا تک سراپا وہ زرد
جو ایوان شاہی میں آئے بیاس
کیا ایک نے ڈر سے آنکھوں کو بند
ہوئے رانیوں کے یہ دونوں پسر
ہوئے اسطرح تین لخت جگر
جو اُن دونوں نور دیدہ ہوئے
جو اُس ملک کے [illegible]

گئی جسم سے جان شیر تن نکل
نہ کچھ راج کا دل میں ارمان تھا
چلا پہلے ہی سے لڑائی کی راہ
کیا قافیہ شاہ کا اُسنے تنگ
قلم کاٹنے صاف میدان جنگ
کہ اک آشیان میں کنجشک باز
وہ فرزند سے لیگیا دل میں داغ
جو بستان شاہی میں تھا جلوہ گر
کروں حال چھچھودری کا بیان
نہ کیوں سینہ دلمیں اُسکا داغ
دل غمزدہ تجھسے مسرور ہے
زبان سے کہا حرف انکار کا
ہوا دل کو پیدا نیا اضطراب
کہ آئے گلستان میں پھر نو بہار
کہ تھا مخزن عدل اُسکا وجود
پھر اک مردم دیدہ بے نور تھا
سخاوت میں یکتا شجاعت میں فرد
گئے خوف سے رانیوں کے حواس
ہوئی زرد ثانی جو تھی فہم مند
گیتہ ایک تھی اور رشک قمر
فدا اُنپہ خورشید زہرہ قمر
تو رشک گل نو رسیدہ ہوئے
جو بھیکم تپاسے کے پھر اُترے تھے

یہ تھا اولین بھیکم کے اندوہ و غم
ہوئی سنتے شب کہتا وہ کیا
وہاں ایک گندھرپ چترکا نام تھا
وہ ہمنام دونوں لڑے تین سال
نشہ اب اجل نوش کی شاہ نے
کہانتک ان اوصاف انکے رقم
محل میں بہن اسکی دو رانیان
غرض ایک کا امبکا نام تھا
یہ بولا کہ اے بھیکم نیک نام
کوئی وارث تخت شاہی نہیں
پہونچتا ہے اب تجکو یہ تخت و تاج
کہانتک لکھوں مختصر میں یہ طول
بلایا بیاس نکوکار کو
انھوں نے جو مانگی خدا سے دعا
فرزند حق سے تھا شور جاہ و حشم
ہوا پانڈ انبالکا سے پدید
سبب دونونکا کیونکا لکھے قلم
کہ وارد ہوئے تھے بشکل مہیب
پسر زرد اُسکا ہویدا ہوا
پسر اس سے پیدا ہوا تیسرا
سخاوت شجاعت سب اُنپر نثار
ہوئے اسطرح علم سے بہرہ مند
ہوئے متفق وہ سب اس بات پہ

ہوا اک قلم نخل شاہی قلم
کہیں تاج چترانگد کو دیا
کہ اسکا بھی چترانگد نام تھا
ہوئی فوج دونوں طرف پائمال
دیا تخت چھوٹے کو اللہ نے
روانہ ہوا وہ بھی سوے عدم
قلم اب کہے حال انکا بیان
جو ثانی رہی تھی وہ انبالکا
ہوئی صبح عشرت کی اکبار شام
تمہے قول یہ پھر ہزار آفرین
مبارک کرے حق تعالیٰ یہ راج
نہ کی سلطنت اُسنے ہرگز قبول
کرے دور یا دل کے آزار کو
تو حاصل ہوا اس طرح مدعا
کہ تھا جنمیجے جسکی صفت میں قلم
فدا اسپہ ماہ شب و خورشید
کتابوں میں مضمون یہ ہے رقم
نہ کیوں خوف ہوتا انکو نصیب
فدا اُسکا پسر کور دیدہ ہوا
رقم ہے وہ اوتار تھا دھرم کا
مروت فتوت سب اُنپر نثار
نہ تھا کوئی بھی اُن سا شکل میں [illegible]
کوئی تخت شاہی پہ ہو جلوہ گر

بدن مین چھپی اسقدر نوک خار / ورآئی سر انگشت مانند خار
دونمین ہوئی سب کو حیرت کمال / عجائب نظر آیا انکو یہ حال

کہ یہ پہنچا دلون زاہدون کا ہجوم / کہا اِس جگہ پر ہے یہ کیا ہجوم
جو احوال انپر ہوا آشکار / کہا کیا ہے راجہ پہ شامت سوار

رکھیشر ہے یہ چوہر ہرگز نہین / نشان سب کے خوب خاطر نشین
جو راجہ کے کانون مین پہنچی خبر / تو نادم ہوا اپنی تقصیر پر

کہا جلد اتارو ابھی دار سے / چھٹا صید شاہین خونخوار سے
دھرم راج عابد کو اک دن ملا / کیا آپنے اسطرح اس سے گلا

جو کھینچا سر دار سے بے قصور / ہوا کس سبب سے بلا کا ظہور
کہا اُسنے اے عابد نیکنام / لڑکپن مین تونے کیا تھا یہ کام

ملخ کو گرفتار تونے کیا / سر خار سے دم کو صدمہ دیا
دھرم سے کہا ہے یہ میری دعا / جو آپنی خطا پر ملی یہ سزا

ہو اپنے شوہری مین جیسے قصور / شکم سے ہو لونڈی کے تیرا ظہور
دعا کا اثر یہ ہویدا ہوا / پدر بن کے لونڈی سے پیدا ہوا

چمن ہشتم در بیان پرسیدن اولاد راجہ پانڈ از دیوتا

[illegible] ہر گل کے نجم / نوا سنج ہے عندلیب قلم

دل شاد ہین بھی پسر کی جو چاہ / کہا جبکو اے گنتی رشک ماہ
شب و روز دلمین یہی فکر ہے / کتابون مین اسباب کا ذکر ہے

تپائے جگر خلد مین وہ غریب / جو ہو نقد اولاد سے بے نصیب
دل غمزدہ میرا خرسند ہو / بنے جسطرح تیرے فرزند ہو

سخن سنکے گویا ہوئی رشک ماہ / نہوگا کرون غیر سے جو نگاہ
لڑکپن کا در باسہ استاد سے / اک افسون بتایا ہے سو یاد ہے

دکھائے وہ افسون گر اپنا اثر / تو پیدا ہو روحانیون سے پسر
حصول اسکا کچھ فعل بد سے نہین / توجہ سے باطن کی کر یہ یقین

سنے شاہ نے جب یہ شیرین کلام / دل غم رسیدہ ہوا شاد کام
نہادھو کے اک روز وہ گلعذار / پہنکر نیا جامۂ زرنگار

فرشتہ بھی روکش ماہتاب / کہ تھا روبرو رخ کے زرد آفتاب
تھا راجہ بھی تجہر کے در پہ مقیم / کرے فضل اپنا خدائے کریم

شنو خار کا فضل اُس گل کے پاس / کہ گل جا سکے آنکھ لے بلبل کے پاس
کہون کیا خدا کی بڑی شان ہے / یہان عقل اول بھی حیران ہے

وہان باطہارت جو افسون پڑھا / اُسے یاد تھا جو وہ مضمون پڑھا
نمایان ہوے دھرم گنتی کے پاس / بر آئی بفضل خدا دل کی آس

یہ گذرے وہ دن حمل ہو چکے / درخت تمنا نے پھل دیے
کہ پیدا ہوا کودک گلعذار / بہار گل چہر رخ پر نثار

وہ رخسار پر نور تھے آفتاب / تجلی دہ چہرۂ ماہتاب
وہ فرزند جس وقت پیدا ہوا / سخن غیب سے یہ ہویدا ہوا

کہ یہ کودک رشک سرو چمن / بفضل خدا ہوگا شاہ زمن
نکوکار ہوگا یہ فرخندہ فال / جوان بخت اہل ہنر خوش خصال

بہت خوش ہوے دلمین وہ بادشاہ / بلا روکش بدر تھی جسکی چاہ
وہ اسم جدہشتر سے مشہور تھا / دل پاک عشرت سے معمور تھا

جو اس ماجرے کو ہوے چند سال / کیا شہ نے گنتی سے پھر یہ سوال
طبیعت مری تونے خرسند کی / تمنا ہے اب اور فرزند کی

یہ سنکر جو گنتی کا پھر دل بڑھا / بدستور سابق وہ افسون پڑھا
تو اندر سے ارجن ہویدا ہوا / غرض باد سے بھیم پیدا ہوا

سنو بھیم کی در قوت کا حال / کہ ادنی ہے یہ قدرت ذوالجلال
گرا گود سے ماں کی جو سنگ پر / دو پارہ ہوا وہ وہین سربسر

ہوا اسکو اسباب سے آشکار
یہ فرزند ہے آفت روزگار

نکل و سہدیو پیدا ہوئے
یہ گل مادری سے ہویدا ہوئے

مگر تیسری بار اسنی کمار
اس افسوس کے باعث ہوئے آشکار

جو اسطرح پیدا ہوئے پانچ تن
بہت خوش ہوا دل مین شاہ زمن

پیدا ہونا راجہ جدھشٹر وغیرہ پانچ بھائیون کا رانی کنتی سے

بہت پاس سے دور رنج و الم
فراموش بالکل ہوئی یاد غم

بیان بست و یکم دربیان وفات راجہ پانڈو و رسیدن جدھشٹر وغیرہ

یہ گویا ہے اسدم زبان قلم
نکلے دل سے راجہ کے جب حرف غم

وہ بندہ تھا تجنا نہ دیر کا
کشادہ تھا دروازہ ہر خیر کا

جو کوہ ہمانچل مین پہنچا وہ شاہ
پسند آئی دل کو وہ آرامگاہ

عبادت مین کچھ دن ہوے جب بسر
تو کی پانڈو نے مادری پر نظر

جو لبریز تھا شہ کا جام حیات
بحکم خدا اسنے پائی وفات

یہ وہ درد ہے جسکا چارہ نہین
یہان آدمی کا اجارہ نہین

ہمانچل پہ کنتی کو سونپا انہین
ملی سایۂ لطف مین جا انھین

چلی مادری لاش شوہر کے ساتھ
اٹھایا سر زندگانی سے ہاتھ

ہوا چوب صندل سے تیار تخت
کہ پھولون سے تھا رشک گلزار تخت

طرف ہستناپور کے لیچلے
غم تازہ اس کوہ کو دے چلے

ہوا آئینہ دل کا جسوقت صاف
پسند آگیا تیرتھون کا طواف

عبادت پہ اسکی نظر صبح و شام
اسی بات کا ہر گھڑی اہتمام

عبادت کے لایق جو پایا مقام
کیا شاہ نے اس جگہ پر قیام

کیا لیہ غلبے کا خواہش نے کام
ہوئی صبح عمر شہنشاہ شام

ہوا کنتی و مادری کو جو غم
قلم کیا کرے حال انکا رقم

مگر مادری نے وہ دونون پسر
خجالت دہ آفتاب و قمر

ہوا نونہالون کا بھی دل ملول
لگے نخل ماتم مین یہ غم کے پھول

رکھیشر جو بیٹھے تھے اس کوہ پہ
عنایت کی لڑکون پہ ہر دم نظر

وہ لاشین جب جلنے سے باقی رہین
انھین رکھ کے اس تخت پر دل دہین

کنتی بھی راہی ہوئی انکے ساتھ
لیے ہاتھین ہڈیان لڑکون کے ہاتھ

وطن مین جو داخل ہوئے نونہال
سمجھتے تھے وہ انکو لخت جگر
کہین دیوتون سے یہ فرزند پانچ
کہا ابتدا سے سراپا وہ حال
محل مین وہ کنتی جو داخل ہوئی
جو بھکیم پتامہ تھے عالی مقام
وہ رسم عزاداری بادشا
ہوئے رونق افزا اک دن بیاس
جو گھر مین بہر جودھن بیتاب
سنا سب سے اتنا کہ دنیا کرو
اب آرام صحرانشینی مین ہے
وہ امید جو آنکھون سے تھا نصیب
سنو گاندھاری تھی اکن کا نام
دیئے بیاس نے اسکو تھے ایکبار
تولد کا یون ہو مفصل بیان
بیاس اس گھڑی پھر ہوئے آشکار
گھڑے ایک سو ایک یکجا کیے
جو اسنا کو بھی ہوئے دو برس
بڑا سب مین جر جودھن نابکار
مگر چند رتھ راجہ پنجاب کا
کہ گاندھاری تھی شوہر پرست
نظر تا نہ آئے جہان کی فرح
جبھی سے وہ گوشت سے پیدا ہوا

سنو ہستناپور کا اب یہ حال
بہر حال تھی پرورش پر نظر
نہ پہنچے انہین آتش غم کی آنچ
ہوا پانڈ کا جس طرح انتقال
مرتب عجب غم کی محفل ہوئی
دیا پانڈ کے نام آب و طعام
ہوئی بادشاہونکی صورت ادا
کہ سبکو تھا مد نظر انکا پاس
کریگا وہ اس خاندان کو خراب
چلو پانون راہ خدا مین دھرو

یہان دھرتراشت اور بھکیم جی تھے
رکھیشر جو لڑکون کے ہمراہ تھے
نہ ضایع ہوا ان خوش نصیبون کا حق
سنا کے مفصل پھر اک استان
ہوئی شہر مین بزم ماتم بپا
ملا خوب زنار دارون کو زر
وہان ہو چکی جب وہ بزم الم
سنایا یہ کچھ دری کو سخن
بھرا اسکے سر مین ہے جوش غرور
خدا کی عبادت سے ہو بہرہ مند

چمن بست و دوم دربیان تولد فرزندان دھرتراشت

سنو اسکا احوال اے غریب
تھا اسکی صورت پہ ماہ تمام
پسر سو تجھے دیگا پروردگار
سنو گاندھاری کی اب استان
دکھایا یہ افسون نے رنگ بہار
اسی وقت سب تیل سے بھر دیے
تولد ہوئے کوروان پیش و پس
بہادر شجاع اور سخاوت شعار
بنا شوہر اس رشک مہتاب کا
شراب طاعت مین سرشار و مست
نہی کور وہ بادشہ کی طرح
وہ صورت کو خورشید شیدا ہوا

کہ ایوان شاہی مین تھے دو محل
نکلتا تھا قد سرو گلزار سے
سوا انکے اک دختر خوش جمال
گئے دو برس حمل کو جب گذر
اسی گوشت کو پارہ پارہ کیا
جدا ہر گھڑے کا ہوا انتظام
غرض اس طرح سے بحکم خدا
سلامان نے دختر کا رکھا تھا نام
شکن گاندھاری کے بھائی کا نام
شب و روز خدمتگزاری سے کام
جو رانی تھی کاشی کی سنو اسکا حال
پسر پایا اس نے ایک رشک حور

پسر انکے فرزند پانچون سے کیے
کہا انہین سے یہ سخن ایک نے
نگہبان ہو ان غریبون کا حق
رکھیشر نظر سے ہوئے سب نہان
زن و مرد اندوہ مین مبتلا
کسی کو جواہر کسی کو گہر
غرض کچھ ہوا وارثون کو بھی غم
بہت بد ہے ان کورون کا چلن
بلا شبہہ برپا کریگا فتور
یہ کوچہ کیا دیوتون نے پسند
پڑا چین گوشہ گزینی مین ہے
پھر اک غیرت مہر برج حمل
یہ تھی گلشن شاہ قندھار سے
خدا دیگا دل ہوگا جس سے نہال
جنی گوشت پارہ وہ رشک قمر
ہوئے ایک ایک ٹکڑے جدا
ہر اک گوشت پارے نے پایا مقام
ہوئے سو پسر اور اک مہ لقا
فدا آسپہ شمس و قمر صبح و شام
لڑائی مین آئیگا یہ نام کام
وہ کہتی تھی بند اپنی آنکھین مدام
یہ بیٹی کی تھی دختر خوش جمال
ہوا سب مین جر جودھن پر غرور

انھین خلق کہتی تھی سب کورَوان
یہی نام تھا سب کے ورد زبان

شہنشاہ کا ایک سینچی گیل
زبان اور خوش بیان و عقیل

خوش آغاز تھا نیک انجام تھا
اطاعت سے شہ کی فقط کام تھا

چمن بیست و سوم بیان بھیمسین و شادمانی برادران عم زاد

وہ گھل آئی جب ہستنا پور مین
ہوئے شاد سب ہستنا پور مین

وہ راجہ جو آنکھون سے معذور تھا
نہایت بھتیجون سے مسرور تھا

بہم ایک جا انکو رہنا مدام
فقط شغل ہو و لعب صبح و شام

کراتا تھا کشتی مین انکو مدام
یہی چھیڑ منظور تھی صبح و شام

نہایت وہ ہاتھون سے تھو اسکے تنگ
کوئی داؤن چلتا تھا وقت جنگ

اسی سے وہ جرجودھن نیکنام
حسد لین رکھتا تھا اپنے مدام

دیا بھیم کو زہر کھانے کے ساتھ
کسے پاؤن رسّی مین اور اسکے ہاتھ

ڈبو کر اُسے گھر مین آئے عدو
ہنسائے ہوئے غیرت و آبرو

ہوا بھیم پانی مین جب ہوشیار
گست کیے بند سب ایکبار

دل و جان سے بھیم کو پانچون عزیز
اطاعت مین حاضر غلام و کنیز

آغوش راحت مین پلنے لگے
وہ فرزند عم اُنسے جلنے لگے

مگر بھیم ان سب مین پرزور تھا
شجاعت کا اُسکی بڑا شور تھا

وہ سو ایک سے جیت پاتے نہ تھے
وہ کس ن خجالت اُٹھاتے نہ تھے

وہ سب گیے در چوگان مین ہارا کیے
لڑائی کے میدان مین ہارا کیے

اُٹھایا جو کنتی کی آتش نے سر
جلے طائر عقل کے بال و پر

چھپا کر جدہشٹر کی آنکھون سے دور
کیا غرق پانی مین اپنے حضور

نہ کچھ پاس تھے ننگ و ناموس کے
ملے عاقبت ہاتھ افسوس کے

کنارے پر آیا جو وہ آب سے
ہوا بھیم بغل شاہ خواب سے

ہوا اس سے آگاہ پھر کینہ ور
تھا بھیم کے قتل مین کچھ خطر
دیا اپنے لوگون کو زہر بتیاس
کہ چھوڑ آئین مار سیہ اسکے پاس
جو سانپون کو لائے وہ افعی نژاد
نمایان ہوئی اور شکل فساد
ہوا بھیم بیدار اس خواب سے
نظر آئے یہ لوگ بیتاب سے
ہر افعی کا سر خوب کچلا وہان
جو لائے تھے انکو کیا بے نشان
جلا اور جرجودھن اس آگ مین
ترقی ہوئی تازہ تر لاگ مین
وہ شعلہ حسد کا دوبالا ہوا
بلند اسکے سینے سے نالا ہوا
بھبھوکا ہوا چہرہ بد دماغ
حسد نے دیا دلکو اک اور داغ
عدو اسکی جان کا سہ بارہ ہوا
یہ پھر چاکرون کو اشارہ ہوا
ابھی دیکے زہر ہلاہل کا جام
کرین بھیم کا آج قصہ تمام
سر مو نہ بات مین میری فرق
کرین قعر دریا مین لیجا کے غرق
کیا اسکا جب دشمنون نے یہ حال
نمایان ہوئی قدرت ذوالجلال
کہ باسک جو سانپون کا ہے تاجدار
پئے غسل آ من بحر سے ہمکنار
کیا بھیم پہ فضل اللہ نے
دیا حکم سانپون کو اس شاہ نے
نکالو بلا سے ابھی بھیم کو
تن زار سے زہر سب کھینچ لو
پلاؤ اسے جام آب حیات
ملے جلد دست قضا سے نجات
وہ افعی بہت چست و چالاک تھے
اسے اپنے گھر مین اٹھا لے گئے
جو تھا حکم باسک ولا ئے بجا
وہان بھیم نے آب حیوان پیا
وہ قوت ملی بھیم کو بے شمار
فدا جسپہ ہاتھی ہٹے کے دس ہزار
جو آرام پایا تو آیا وہ خواب
نہ دیکھا کئی دن رخ آفتاب
بروز نہم سو کے اٹھا جوان
خدا اپنے بندون کا ہے پاسبان
کیے شاہ باسک نے موتی نثار
دیا ایک خلعت جواہر نگار
جو داخل ہوا گھر مین وہ نوجوان
بہت خوش ہوئی خاطر دوستان
جو بھائی حقیقی تھے سب خوش ہوئے
عدو جان کے جیتے ہی جی موئے
سنو حال جرجودھن خود پسند
ہوئی اور کینے کی آتش بلند
نہ کچھ کارگر سحر وافسون ہوا
حسد دلمین کم تھا جو افزون ہوا
سنی جب کہ راجہ نے یہ داستان
کہ فرزند مین دشمنی ہو وہان
غرض کرپاچارج کو سونپے وہ سب
سکھائے ہر اک نوجوان کو ادب
وہ تعلیم آداب شاہان کرے
کہ پھر ایک کار نمایان کرے
کرے منع بیہودہ ہر بات سے
کہ لطف اٹھے باہم ملاقات سے

چمن بست و چہارم در بیان حال کرپاچارج پسر گوتم

سنو اک کھیشر سا گوتم تھا نام
عبادت مین مشغول ہر صبح و شام
جو اندر کو خوف اس سے پیدا ہوا
انھیں بھیجی پریا اسکے اک اپسرا
فرستادہ اندر کی وہ رشک ماہ
ہوئی آکے گوتم کے پیش نگاہ
کیے دلفریب ایسے ناز و ادا
کہ گوتم کا دل اس پہ مائل ہوا
لیے تھے جو ہاتھون مین تیر و کمان
زمین پر انھی تخت رکھے وہان
کیا خوب جب اسکی خواہش نے زور
فرو ہو گیا کچھ عبادت کا شور
جو وہ آب انسان گرا تیر پہ
ڈھلک کر بہا کچھ ادھر کچھ ادھر
ہوئے دو فون جسم سے دو مہ لقا
پسر اور دختر بفضل خدا
پسر رو کش صورت آفتاب
وہ دختر تھی رشک رخ ماہتاب
گذر شاہ سنتن کا اوس جا ہوا
نظر آئے صحرا مین دو مہ لقا
جو ایوان شاہی مین لایا انھین
بدل پرورش کی جلایا انھین
خوشی دلمین گوتم کے تھی بے قیاس
گیا ایکدن شاہ سنتن کے پاس
پسر اور دختر کو دیکھا وہان
طبیعت نہایت ہوئی شادمان
کیا اپنے فرزند کا کرپ نام
سکھائے اسے کام شاہی تمام
ہوئے نقش سینے پہ سب علم تیر
بتا علم انداز وہ بے نظیر

آنا گوتم رکھیشر کا بزم مین راجہ سنتن کے اور دیکھنا اپنے فرزند اور دختر کو راجہ کے پاس

[illegible]

ول شاہ سنتن کو محبوب تھی
سنو اک رکھیشر بھردواج نام
رکھیشر گیا غسل کو سوے گنگ
پڑی جو رکھیشر کی اسپر نظر
جو دونے یہین جوش کھاکے گرا
عبادت کئی سال تک خوب کی
وہ بکرم عبادت مین مشغول تھا
چھلک کر صراحی سے قطرہ گرا
ہوا اس سے ناگاہ دُر پد نمود
جو یہ نو رسیدہ ہوا با تمیز

چمن بست و پنجم بیان حال دُروناچارج پسر بھردواج

پیے شاہ بکرم کی الفت کا جام
فلک نے جمایا یہ عشرت کا رنگ
پسند آئی وہ شکل رشک قمر
تو پیدا اُسی دم درونہ ہوا
خدانے اسے بھی اولاد دی
نظر آئی اک نیکا ابسرا
چھپایا اُسے شاہ نے زیر پا
عدم سے نمایان ہوا وہ وجود
دل و جان سے بکرم کو تھا وہ عزیز

بہر حال دنیا مین خرسند تھے
ہوا اس جگہ ابسرا کا گذر
کیا اسقدر آب نسان نے جوش
جو بکرم بھی جویا فرزند تھا
کرے کلک شکل تولد بیان
ہوا یہ شہنشاہ محو جمال
جو اس سانحے کو ہوا ایک دم
دُرونہ و دُرپد ہوئے ایک روز
یہی بات ہر وقت مد نظر

دُرونہ کو وہ دخت منسوب تھی
گر دونون جو یاے فرزند تھے
وہ گھر ناجی کے نام سے نامور
اڑا عقل کے ہاتھ سے مرغ ہوش
خدا کی عبادت مین خرسند تھا
موافق ہوئی گردش آسمان
کیا خواہش دل نے حاصل کمال
تو راجہ نے اپنا اٹھایا قدم
خجالت وہ سر گیتی فرو
کہ حاصل ہوا لڑکے کو علم و ہنر

در شہ نہ تھا استاد ہر علم و فن
نئی یاد تھیں ناوک اندازیان
جو خاطر ہوئی فکر سے مطمئن
بہم شغل چوگان مین مصروف تھے

چمن بست و ہفتم در بیان سیر میدان روشن سخجدمت کو روان

ہنوز صفت پیر فلک سے بیان
گئے تھے وہ بیرون شہر اکدن
ہنر مین لڑائی کے موصوف تھے

ہنر آزمودہ دلاور شجاع
وہان جمع جرجیوہ حسن صمیم سب
جوانمرد اہل ہنر جنگ جو

جوانمرد زہرہ آور دبیلتن
یہ استاد شاگرد تھا ہر شجاع
نہ تشویش انکو نہ رنج و تعب
شجاعت مین پائے ہوئے آبرو

میدان چوگان بازی کا حسن کے ساتھ اور اکٹھا ہونا کوران اور پانڈوان کا اور گرنا ایک گیند کا کنوئین مین

گرا گیند اک چاہ مین ناگمان
کوئی عقل و تدبیر لڑتی نہ تھی
کرا جہ یدہشٹر کی انگشتری
لب چاہ پر ایک غل ایک شور
نہ ہاتھ آئی ہیہات انگشتری

ہر اک علم و فن انکا بھولا وہان
کوئی ذہن مین بات گرتی نہ تھی
نگینے پہ جسکے فدا مشتری
دکھائے بہت عقل کامل نے زور
دل و جان سے تھے جسکے سب مشتری

گیا چاہ پر ہل کے سب نے ہجوم
ہوئی کشمکش اضطراب کی عیان
چھٹی ہاتھ سے گر پڑی چاہ مین
نہ بیٹھا نگینے پہ نقش مراد
درونہ نے دیکھا جو یہ انتشار

ہوئی گیند کے واسطے ایک دھوم
نگاہین پھنسین ناظرین کی وہان
ہوئے ہوش گم سبکے اس راہ مین
رہے اس سے محروم عالی نژاد
ہنسا صورت گل وہان ایکبار

کہا اے جوانان اہل ہنر ۔ کہ ہم کیسے آجاوین کے ہو بسر
سنا شاہزادون نے جب یہ کلام ۔ ہوئے پانی پانی حیاسے تمام
یہان عقل ہم سبکی حیران ہے ۔ طبیعت نہایت پریشان ہے
بھرے سینہ و دل مین جوہر تمام ۔ کیانی کمان سے لیا اسنے کام
جو آیا سر خس لب چاہ پر ۔ ہوا سب پہ اظہار علم و ہنر
نکالی اسی طرح انگشتری ۔ ہوئے دلسے سب نوجوان مشتری
فزون حد سے تعظیم و تکریم کی ۔ سنا سب نے عزت دی وہ اسکو دی
مجھے اگر سین ہو پسر ام سے نے ۔ دلاور بہادر نکو نام سے نے
طبیعت ہوئی شادمان سنکر حال ۔ کہ ہاتھ آیا یہ مرد اہل کمال
سپرد انکے سب کچھ کیا بے خلل ۔ سکھائین لڑائی کے علم و ہنر
سکھائے درونہ نے وہ علم تیر ۔ ہوئے قادر انداز وہ بے نظیر
ہنر کی شب و روز مکتب مین دھوم ۔ سبھی سیکھتے تھے وہ جنگی علوم
ہمیشہ محبت کی اسپر نظر ۔ سکھائے لڑائی کے نادر ہنر
کرن بھی درونہ کا شاگرد تھا ۔ ہنر سیکھنے کے لیے گرد تھا
مگر کوروان کا بدل یار تھا ۔ محبت مین انکی گرفتار تھا
نہایت تھا ارجن سے دونو نکو رشک ۔ ادھر آیا خون آنکھ مین بنکے اشک
ہنر جنگ کے انکو بھی یاد تھے

چمن بسبت [illegible] در بیان تولد کرن از کنتی

کرن کے تولد کا سنیے بیان ۔ یہ کسلے چمن کا [illegible]
وہ خدمت مین تھا رکھیشر کے گرم ۔ دل اسکا کہین [illegible]
یہی کام دربیش شام و سحر ۔ کہ [illegible] سا وارد ہوئی اسکے گھر
اک افسون تازہ بتایا اسے ۔ نیا اسم اعظم سکھایا اسے
جو کنتی کو منظور تھا امتحان ۔ وہ افسون پڑھا ایک دن ناگہان
رقم ہے کرن جب ہویدا ہوا ۔ طلائی زرہ پہنے پیدا ہوا

تعجب ہے تدبیر چلتی نہین ۔ کنوین سے انگوٹھی نکلتی نہین
درونہ سے بولے کہ اے باہنر ۔ قریب آکے دیکھین تمھارا ہنر
یہ سنکر وہ آئے کنوین کے قریب ۔ چمکتا تھا خورشید برج نصیب
غرض چند جاروب سے کھینچکر ۔ نشانہ کیا ایک کو ایک پر
نکالا درونہ نے گیند آپ سے ۔ کہ مشکل تھا یہ کام سہراب سے
درونہ کو لائے جو بھیکم کے پاس ۔ کیا اسنے بھی حق لاور کا پاس
جو بھیکم نے کی دلسے عزت کمال ۔ سنایا درونہ نے سب اپنا حال
سکھائی ہین ناوک اندازیان ۔ نہین ہے کوئی علم مجھسے نہان
وہ لڑکے جو تھے جمع سب خوش نہاد ۔ کیا اپنے نزدیک ان سبکو یاد
بتائین انھین ناوک اندازیان ۔ نہ دیکھین کوئی عقدہ انسے نہان
جو شایع ہوئی دوارکا مین خبر ۔ سب آئے یہان جادوان کے پسر
مگر سب مین ارجن خردمند تھا ۔ درونہ کا دل اس سے خرسند تھا
بتائین نئی ناوک اندازیان ۔ کہ یکتائے دوران تھا وہ نوجوان
دلاور بہت تھا یہ اہل ہنر ۔ ستارون مین جسطرح روشن قمر
نہ کچھ دشمن و دوست مین تھی تمیز ۔ کہ جیو دھن اسکو تھا جان سے عزیز
ہنر مین کہین اسسے یہ تیز تھا ۔ وہ تیر دل تھے یہ شیر خونریز تھا
مگر اسکو حاصل خداداد تھے

سبد ھشتر کی مان کنتی نیک خو ۔ پدر کنت بھوج اسکا با آبرو
پدر نے یہ دختر کو سونپا تھا کام ۔ کرے ہر رکھیشر کی خدمت مدام
ہوئے حسن خدمت سے جو شادمان ۔ نہایت طبیعت ہوئی مہربان
[illegible] افسون مین بخشا اثر ۔ کہ روحانیون سے ہون پیدا پسر
کہ جیسے مین [illegible] آفتاب ۔ لباس اسکا نورانی و لاجواب
طلائی وہ سنیدہ پڑا کان مین ۔ زر خالص ایسا کہان کان مین

بزم امتحان ہنر جنگی کوروان اور پانڈوان کی

نکل آئے میدان مین ناگہان
بندھا گرز بازی کا طرفہ سمان

وہ باہم ہوئے ناوک انداز یان
کہ ہر شخص کے دل مین تھا خوف جان

لیے اپنے ہاتھوں مین دو نوک کے ہاتھ
جہان آپ پہنچا تھا لایا وہ ہاتھ

در آیا جو میدان مین اندر صفت
درونہ کی تہ نظر منزلت

وہ اک جا کیا آسمان و زمین
ہوا خلق کا شور آفرین

دکھائین عجب ناوک انداز یان
کہ مداح تھے طفل و پیر و جوان

کبھی شکل لاغر ہوا وہ عیان
تنومند فربہ کبھی ناتوان

اڑا بے کے نیچے کبھی تھا خدنگ
کبھی اسکی چوٹی پہ شکل نہنگ

جو اسکا یہ شکل سے فارغ ہوا
درونہ کے قدمون پہ سر رکھدیا

نمایان ہوئے اسقدر علم رزم
کہ تحسین کرتے تھے سب اہل بزم

درونہ نے دیکھا جو یہ ماجرا
کہ انکو نہین خوف کچھ جان کا

قلم لکھے ارجن کا حال ہنر
کہ ہر نوجوانوں کی اسپر نظر

لڑائی کے آتے تھے جتنے ہنر
دکھائے ہر اک شخص کو سر بسر

ہنر ایسے جنگی کیے آشکار
تماشائیون کا ہوا دل نثار

کمان سے جو چھوڑا سر بزم تیر
بنا طفل گاہے جوان گاہ پیر

نظر سے کبھی آدمی کی نہان
کبھی تیر گردون کی صورت عیان

دکھائے عجائب طرح کے ہنر
کہ کشتہ ہوا حاسدون کا جگر

شراب محبت جو تھی جوش مین
لیا اسنے خوش ہوکے آغوش مین

قلم اب دکھائے کرن کے ہنر
کہ مانند خورشید تھا جلوہ گر

چمن سیزدہم در بیان خلعت دادن جرجودھن کرن را

فرو جب ہوا شور و غوغائے خلق
نمایان عجائب تماشائے خلق

صفوں سے وہ اس طرح آیا نکل
کہ بدلی سے خورشید برج حمل

کرن اور جانب سے پیدا ہوا
عجب نور خالق ہویدا ہوا

جو بازو پہ مارا دلاور نے ہاتھ
تو آواز رعد آئی اک اسکے ساتھ

طلائی زرہ تھی تن میں پڑی ضیا میں فزون ماہ سے ہر گھڑی
لیے دونوں ہاتھوں میں تیر و کمان فدا جس پہ تیر فلک کہکشان
در آیا جو میدان میں وہ شیر نر بنے چار آئینے حیرت کے گھر
کرن نے درونہ کی تعظیم کی ادب سے بہت جھک کے تسلیم کی
دکھائے تھے ارجن نے جو جو ہنر کرن نے کیے صرف وہ پیشتر
وہ ارجن سے بڑھکے ہنرمند تھا کہیں زور و قوت میں چند تھا
مگر جوش تھا جرجودھن پر غرور بغل میں آسکو سب کے حضور
ارجن نے کہا تجھسے او خوش خصال مجھے ایک ہی تجھسے ہے یہ سوال
یہ ہے دوسری آرزو کی امنگ اکیلا کرونگا میں ارجن سے جنگ
سنے گرم ارجن نے جب یہ سخن تو غصے کی آتش ہوئی شعلہ زن
جو بارش پہ آجائے ابر غضب ابھی غرق حیرت ہو یہ بزم سب
کرن نے کہا جب سنا یہ کلام نکلتا نہیں ایسی باتوں سے کام
جو لڑنے کو آئے مرے روبرو ملا دوں ابھی خاک میں آبرو
کروں طفل استاد کے روبرو مٹا دوں ابھی رزم میں آبرو
جو اسوقت نکلیگا منھ سے کلام بلا شبہ جھک کر کرونگا سلام
ہوئے دونوں آمادۂ کارزار نکل آئے میدان میں ایکبار
کر اتنے میں وہ کرپ صاحب ہنر کرن سے یہ بولا کہ کچھ ہے خبر
دلاور ہے عالی نسب با وقار یہ ہے گلشن پانڈ میں نو بہار
عیاں ہے ترا بھی تو نام و نشان کہ کس باغ کا تو ہے سرو روان
ہوائی سی چہرے پہ اڑنے لگی خبر اسکو اسبات سے کچھ نہ تھی
دیا کرپ کی بات کا یہ جواب فدا اسکی صورت پہ ہے آفتاب
یہ ہے کشور رنگ کا بادشاہ دیا میں نے اسکو [illegible]
کہ ناگاہ آدرتھ لاغر بدن ہوا اس گھڑی وارد انجمن

عجب گل سوارہ پڑا گوش میں لطافت کا دریا ہے جوش میں
زبس پست نظروں میں تھے زیردست وہ طاقت کہاں پال سوں پل میں پست
ہر اک دیکھکر اسکو حیران ہوا ستاروں میں خورشید تابان ہوا
کہا پھر یہ ارجن سے اے تیرزن دکھاؤں تجھے اب لڑائی کے فن
دکھائیں بہت اسکی اندازیان قلم ہو صفت میں قلم کی زبان
مقابل تھا بیجز است میں غرق حیا دہ آب خجالت میں غرق
کہا میرے بھائی ہے تو اے جوان فدا ایسے بھائی پہ یہ نقد جان
قسم پہلے اسبات کی کھاؤ تم رہو دوستی سے نہ پھر جاؤ تم
جو کہنے سے دونوں یہ تیری قبول کرن کا ہوا مطلب دل حصول
کہا ہمسری کا ہے دعوی مجھے خدا نے عطا کی وہ قوت مجھے
جہاں بے طلب آدمی آئیگا سزائیں بلا شبہ وہ پائیگا
یہ طعنہ زنی تیری بیکار ہے ابھی گیند چوگان تیار ہے
فراموش تجکو نہیں ہے جو ہنر بنے تیرداں تا کو کون سے جگر
اگر یوں ہم تیغ براں سے کام بنے آئینہ پہ صف خاص و عام
نہ دونت آئے جسوقت تک ہے یہ کوہ نہ کم ہوگی کچھ دل سے اسکے شکوہ
ارجن کے تو بازو پہ تھے کوروان ادھر پانڈو کے پور پانچوں جوان
ہر اک طرح ارجن کو ہے برتری مناسب نہیں دعوی ہمسری
یہ فرزند کنتی کا ہے بے نظیر سکھائے درونہ نے ہیں علم تیر
ہوا گوش زد جس گھڑی یہ سخن اڑایا خجالت نے رنگ بدن
سنو حال جرجودھن با ہنر کرن کی حمایت تھی مد نظر
زمانے میں انسان کا کیا ہے وقار فقط جاہ و حشمت سے ہے اعتبار
سب اسباب شاہی مہیا کیا وہیں تخت اور تاج زرین دیا
وہ پہنے بدن میں لباس کثیف عصا ہاتھ میں اور نزار و نحیف

کرنی بہت اسکی تعظیم کی ہوا لڑکون کو لازم تھی تکریم کی
اس احوال کو بھیم نے دیکھکر کہا اے کرن یہ ہے تیرا پدر
ہوئی بات سے تجکو ہے افتخار جو ارجن سے ہے دعوی کارزار
یہ سنتے ہی جرجودھن پر غرور ہوا درفشان سرزنش کیا ضرور
ہنر مین کسی طرح کمتر نہین کوئی اسکا میدان مین ہمسر نہین
درونا جو ہے سب کا استاد ہے فقط اسکی دینے سے ایجاد ہے
ہنر کے سبب سب مین ممتاز ہے ہنر ہی سے حاصل یہ اعزاز ہے
سخن سخت لیتے منہ سے نکال اسی طرح حال کرن کر خیال
چلے گھر کی جانب کہ لشکر شکن لیے ہاتھ مین اپنے دست کرن
جو اس وقت خورشید کا تھا زوال گئے گھر مین درونا و نونہال
جو کچھ ارجن و بھیم کا خوف تھا دل انکا اس غم سے فارغ ہوا

چمن سی و دوم در بیان حال گرفتاری راجہ دروپد

درونا کا احوال یون ہے رقم اسے نقض پیمان دروپد کا غم
ہوئے ایکدن جمع شاگرد سب درونا کا ہر طرح پاس ادب
ہر اک شخص نے دست بستہ کہا جو ارشاد ہو ہمکو لائین بجا
درونا کو دروپد سے تھا ہی ملال کہا اے جوانان فرخندہ فال
ہنر کا تمھارے یہ ہے امتحان گرفتار دروپد کو لاؤ یہان
پھر اقرار سے ہو وہ پیمان شکن تو کس طرح ہو دلکو رنج و محن
یہ سنکر سخن اٹھے سب نوجوان پسر پانڈو کے اور وہ کوروان
ہوا لیکے گھوڑون پہ اسوار تھے بہرحال جویائے پیکار تھے
ہر اک شان شوکت سے لشکر روان گئی راہ جسوقت پہونچے وہان
جو اقلیم دروپد مین آئے جوان بڑھا فوج کا سب کے آگے نشان
ہوا دروپد آگاہ اس حال سے نہ تھا اتصال اسکو اقبال سے
ستارہ تھا گردش مین جو اوج کا بڑھایا نشان اسنے بھی فوج کا
ہوئے ایکجا جب پیادے سوار کیا گرم ہنگامہ کارزار
موافق نہ تھی گردش آسمان لڑے پہلے دروپد سے سب کوروان
قضا سے ہے جرجودھن تند خو ہوا شاد دروپد سے پیکار جو
لڑے وہ دلاور خدا کا غضب لگے زخم ایسے کہ تھے جان بلب
وہ دروپد نے دیوا ادھر داکنی نہ کچھ کوروان کی شجاعت چلی
قدم اٹھ گئے صاف میدان سے لڑے ایسے عاری ہوئے جان سے
جو میدان انپر ہوا وقت تنگ تو ارجن نے روکا وہ میدان جنگ
لیا اسقدر گرز سے بڑھکے کام کیا یہ صبح دروپد کی شام
وہ برسایا ارجن نے باران تیر چمکتی تھی بجلی سی پیکان تیر
رہی دیر تک بزم پیکار گرم ہوا تازہ زخمون کا بازار گرم
ستارہ ترقی پہ اقبال کا قوی تھا ہر اک طرح گھر مال کا
خدا نے دکھائی جو شکل ظفر تو ادبار دروپد کا آیا نظر
لیے ہاتھ مین اپنے تیر و کمان اڑالے پہ دروپد کے پہونچا جوان
بقوت لیے ہاتھ مین سر کے بال وہ لایا ارابے سے باہر نکال
فلک نے زمین پر گرایا اسے درونا کے نزدیک لایا اسے
یہ کی عرض استاد سے لیجیے سزا اس گنہگار کو دیجیے
وہ قیدی جو آیا درونا کے پاس خوشی دلکو حاصل ہوئی بے قیاس
کہا یون کہ اے راجہ بے حیا ملی نقض پیمان کی تجکو سزا
کیا تو جوانون نے دم ناک مین وہ سب آبرو ملگئی خاک مین
خلاصہ جو اقرار تھا لے لیا دیا زندہ رہنے اسکو رخصت کیا
ادھر گنگ کے اسکا قبضہ رہا درونا ادھر کا ہوا بادشا
ہوئے دور اکبار آلام و رنج خدا نے عنایت کیا ملک و گنج

بیا دال دُرپد کا ہے مختصر
رہی فکر کچھ اُس کو ہر صبح و شام
اُسی فکر میں تھا کہ لے انتقام
جو قابل تھی یہ سنت قدرت سے
اُرجن و درونہ کا دشمن خارچم
ہوا اُس جگہ جگ کو انتظام
لیے ہاتھ میں ایک تیر و کمان
جو مانند رعد اُس نے آواز کی
عیاں پھر اُس آتش سے دختر ہوئی
عیاں ہو شکل سے قدرت کے کھیل
وہ گل کشور حسن میں بادشاہ

چمن سی سوم دربیان پیدا شدن درشٹ دمن و دروپدی بخانۂ راجہ درپد

سناؤں نشان درونہ تمام
ملا ایک عابد اُسے ہماج نام
خدا نے عطا کی تھی قدرت اُسے
دکھاؤں درونہ کو ملک عدم
کیا زور افسون عابد نے کام
سراپا میں تھا صورت پہلوان
دل اُس کا تھا بجلی کا درشت سے جی
کہیں قد میں شکل صنوبر ہوئی
نمایاں صنوبر سے سنبل کی بیل
فدا اُس کی صورت پہ خورشید و ماہ

دعا سے رکھیشر کی ہو دلپذیر
سنایا اُسے اپنے جی کا ملال
کیا اُس نے اقبال اس بات کا
بہر حال منظور تھی جست و جو
کہ آمد آگ سے ہوم کی ناگہاں
بدن میں زرہ پشت پر اک سپر
اُسی وقت آئی فلک سے ندا
رخ مہر تاباں سے عارض و چند
وہ چشم سیہ میں جادو کا گھر
رخ و زلف تھے غیرت صبح و شام

ہو قابض ہو انصف اقلیم پر
اگر میدان میں کٹے درونہ کا سر
کہا سر سے پا تک مفصل وہ حال
دکھا دو مجکو میں صورت مدعا
کہ حاصل ہو جلدی دلی آرزو
پیدا ہوا خوبصورت جوان
اصیل ایک شمشیر زیب کمر
کہ قاتل درونہ کا پیدا ہوا
خدا داد وہ حسن عالم پسند
صنوبر میں باداہم کے دو ثمر
کیا جاج نے گشتہ دختر کا نام

پیدا ہونا درشٹ دمن کا آتش ہوم سے اسلحہ پہنے ہوئے

زبان مبارک سے یہ بھی کہا — بہت چھتری تھنگے اسپر فدا
جو آتش سے نکلا تھا وہ پلٹین — ہوا اسم اسکا درشت دہن

بر آئی جو دل پہ کی وہ آرزو — فزون جس سے کی راج کی آبرو
جواہر گہر نقد زر سب دیا — جو دل خوش تھے انکو بھی خوش کیا

دیا اور بھی سب فقیروں کو زر — کسی کو جواہر کسی کو گہر
وہ گلزار درپد کا سرو رواں — خدا کے کرم سے ہوا جب جوان

وزیر شہ کے پاس آیا وہ نامور — کہ سیکھے لڑائی کے اُنسے ہنر
درونہ قضا سے ہوا ہمکنار — سکھایا اسے ہر فن کارزار

لڑائی کے وہ وہ بتائے ہنر — کہ سب مین ہوا وہ جوان نامور

چمن سی و چہارم رفتن پانڈوان در ملک بیرناو مع یازدہ شگوفہ

قلم اُنکے جمشید کا لکھتا ہے حال — کہ عالی نسب تھا وہ نیکو خصال
سخن سنج صاحب ہنر خوش کلام — عیان تیغ سے آثار شاہی تمام

پسر جانتا تھا اُسے ہر سرشت — بہت پاتا تھا اُسے ہر سرشت
یہی قصد تھا دل مین شام و پگاہ — اسی کو کہا چاہیے بادشاہ

مناسب ہے اسکو ملے تخت و تاج — اسی نام سے سب کے پائے رواج
سُنو حال جو دھن کا پر غرور — یہ سنکر ہوا حسد آتش سے دور

جسکی وہ آتش نے پکڑا بدن — کہ جلکر ہوا خاک سارا بدن
نہ لایا جو دل مین تامل کی تاب — وہ غصے کہ کھانے لگا پیچ و تاب

پدر سے یہ خلوت مین جاکر کہا — کہ سو جان سے دل ہے تمپر فدا
جمشید کو تجویز ہے تخت و تاج — نیا گل کھلا باغ شاہی مین آج

ہوا دل کیا پانڈ کو بادشاہ — پڑی ہی کورچشمی سے اسپر نگاہ
وہ بے نوری چشم کا تھا سبب — خدا نے جو دیے تمکو فرزند اب

پہونچتا ہے اب مجکو یہ تخت و تاج — مرے جیتے جی جمشید کو راج
اُسے جانشینی سے کیا کام ہے — اس آغاز کا زشت انجام ہے

کہا تب پسر نے کہ اے نور عین — مرے دل کا آرام سینہ کا چین
ہنر اسکے تمپر ہویدا ہین سب — سعادت کے آثار پیدا ہین سب

رعیت بھی اُس سے رضامند ہے — خلائق کا دل شاد و خرسند ہے
سوا اسکے ہے وہ بہشت روز بہیم — مناسب ہے رحم اپنے ہے سے تمیم

بدل اسپہ بھیکم بھی ہین مہربان — وہ بھیکم کہ جو مالک خاندان
پڑے نے جو زخمون پہ چھڑکا نمک — طبیعت مین پیدا ہوا اور شک

ہوئے وہ سخن دلکو جو ناگوار — گریبان کیا صبر کا تار تار
دل آتش مین کینے کے جلنے لگا — بدن شمع سب سنکر پگھلنے لگا

دو بالا ہوا شعلۂ رنج و غم — اُلجھنے لگا اور سینہ مین دم
کیے جل کے پھر باپ سے یہ کلام — ہوا مجکو اب آب و دانہ حرام

بٹھاؤ نہ گھر مین یہ نخل فساد — کہ ناحق کو آپس مین ہوگا عناد
مناسب ہے انجام کا بھی خیال — اس آغاز کا بد ہے آخر مآل

پسر پانڈ کے راج جو پائین گے — تو ہم گھر سے بیشک نکل جائینگے
نہ ہوگا جو چھاتی پہ کودون دلین — کہ جیتے ہیں ہم فرط غم سے یلین

سمجھتے ہین دشمن سے انکو زیاد — نظر آئیگی گھر مین شکل فساد
شراکت مین کب لطف کا ہے خیال — کھٹکتی مروت نہ رہیگا ملال

فساد ایسی باتون مین ہوگا ضرور — مناسب ہے اب یہ ہین ہے دور
خلاصہ وہ تجویز جب ختم ہوئی — پسر کی رعایت مقدم ہوئی

نہ سوچا اگر دل مین انجام کار — خزان ہوگی تیرے چمن کی بہار
پسند آئی فرزند کی دلکو بات — حقیقت مین یہ امر ہویدا ہے بات

جو بیٹا فرزند کو کیجیے — انھین ملک تا دوراب دیجیے
جو آتے ہین انسان کے دن زبون — تو جاتی ہے عقل بھی اثر گون

جدائی مقدر کی جاتی نہین
نیا سانحہ ایک پیدا کیا
پیارا جو دل سے قربان ہوا
سنو حال ترلوچن بے وفا
جدھشٹر کو اسکی نہین کچھ خبر
محل بھیم سندیوا جن نے سا
خدا آگ سے نکو ہے پر ضرور
جلے وہ ہر گون سے اپنے خدا
وہان تھا جو ترلوچن کارساز
مکان وہ کہ برج حمل تھا نثار
کہون کیا صفت مین ایوان کی
وہ بذات خبث مین مشغول تھا
کلام پر اوسکو آیا جو یاد

کسی سے بلا کیسے آتی نہین
جو کینہ نہان تھا ہویدا کیا
کرا لاکہ گندھک کا سامان ہوا
بنا گھر کیا جیسا تجویز تھا
کیا دشمنون نے بنا ایسا گھر
لیے ہاتھ مین اپنے کنتی کا ہاتھ
نگہبان سے ہر جگہ پہ غفور
نگہبان غریبون کا ہے اب خدا
کھلا اسپہ ہر ایک چھپے کا راز
سب آراستہ اسمین نقش و نگار
خدا جان جیسے گلستان کی
کہ اللہ کے میدان مین مشغول تھا
ہوا دلکو باور کہ ہے کچھ فساد

جو اس محلے مین پایا قرار
دیا حکم بزادہ مین پاک مکان
نہو پر جدھشٹر کو اسکی خبر
مگر حق تعالے نگہبان ہے
جو برخاستہ آپ واشد ہو
مگر وقت رخصت پر اس نے کہا
خدا کا کرم خلق پر عام ہے
پہنچے اس اقلیم مین بے غریب
اسی گھر مین لاکر اتارا انہین
مسافر جو تھے اس مکان مین مکین
مگر جان کا خوف تھا بے گمان
مگر تھا غریبون پہ فضل خدا
یقین تھا کہ ہے کچھ فریب عدو

ہوا شاد جرجودھن نابکار
بنے جلد جو غیرت گلستان
کہ بارود کا ہے بنایا یہ گھر
عدو دشمن جان ہو گیا جان ہے
جدھشٹر وہان سے روانہ ہوا
کہ ہو ان تون خوف آتش ذرا
بجیر اسکا بے شبہ انجام ہے
وہان کی بلا دشمنون کے نصیب
یہی جانتا تھا کہ مارا انہین
عدو جان کا تھا بدل وہ یقین
تہ خاک تاشاکرا آتش نہان
جدھشٹر نے جانا کہ ہے کچھ دغا
کہ آتی ہو لا کہ اور گندھک کی بو

پہونچنا پانچون برادر کا مکان مین گندھک کے

پریشان تھی وہ خواہر نابکار
گئی بھول آئی تھی جس کام کو
خداداد ہے نور حسن و جمال
نہیں پاس کچھ اسکو ایمان کا
یہی بات ہے مجھکو مد نظر
کہ گھر میں اصلا نہیں خوف جان
نہیں اپنے بھائی کو دونگی کھلا
کیا سامنے سے مرے دور ہو
جو صحرا میں تو نے کھینچا یہ طول
بھرا تھا جو قوت کا سر میں غرور

ہوئی بھیم سے آکے ناگہ دوچار
یہ ہے ماجرا عشق کا گو مگو
کہ حاصل نہیں ماہ کو یہ کمال
عدو ہے وہ انسان کی جان کا
نہ آسیب پہونچے تری جان پر
خوشی چین آرام سب ہے وہان
ترے سے ملجائیگی یہ بلا
امان چاہتی ہے تو کافور ہو
ہوا منصرف دیو کا دل ملول
قضا سے الجھنے لگا بے شعور

نظر آئی اُس جا یہ شان خدا
ہوا تیر الفت جو سینے کے پار
سنا کر یہ مضمون وہ مطلب کہا
مگر میں تری عاشق زار ہوں
مری پشت پر آکے اسوار ہو
مگر اور جو لوگ ہمراہ ہیں
سنا خواہر دیو کا جب سوال
یہ بھائی ہیں میرے یہ ہے میری ماں
تو وہ آیا وہاں دوڑ کر نابکار
ہوا گرم بازار پیکار و جنگ

ہوئی جان و دل سے وہ اسپر فدا
کہا بھیم سے جان تمپر نثار
جو بھائی کا تھا مدعا سب کہا
بدل نقد جان سے خریدار ہوں
جو ساتھی ہیں ان سب سے تو ہاتھ دھو
گرفتار دام قضا آہ ہیں
نہایت ہوا بھیم غصے سے لال
جو مجھکو امان ہے تو انکو امان
ہوئیں بھیم سے پہلی آنکھیں دو چار
گرا دیو کے شیشۂ جان پہ سنگ

قتل ہونا دیو کا دست بھیم سے

کیا دیو کو بھیم نے جب ہلاک
پہونچے وطن میں کہیں یہ خبر
ہوا وہ بیابان آفت سے پاک
بست دشمنوں کی بری ہی نظر
جدھشٹر نے دیکھا جو یہ زور بھیم
حسد کے سبب شک دکھا دیں گے
کیا تیغ دہشت سے دلکو دو نیم
اس آتش میں ہو جیسے جلجائیں گے

اسی فکر میں پاشنڈل ملول
کسی طرح ہو مطلب دل حصول

مہادیو کا دھیان شام و سحر
پرستش بدل اُنکی شام نظر

نظر آئی یہ شان پروردگار
مہادیو اکدن ہوئے آشکار

کہا کون شے تجکو مطلوب ہے
تجھے کونسی چیز مرغوب ہے

کہا اُسنے ہے مجکو شوہر کی چاہ
وہ شوہر جو ہو غیرت مہر و ماہ

فقط شوہر خوب کا ہے سوال
محبت کرے تجسے شوہر کمال

جو طاقت ہو دینے کی شوہر ملے
نہ فرقت کے آئین بیان ہو سکے

مہادیو نے جب سنا یہ سوال
کہا اس سے سن لے زن خوش خصال

جو تو نے کہا لفظ شوہر پانچ بار
تجھے پانچ شوہر دیگا پروردگار

زبان مہادیو سے سنکے بات
پس چند روز اُسنے پائی وفات

وہ زن گھر میں دروپد کے پیدا ہوئی
بنی دروپدی وہ ہویدا ہوئی

وہ شوہر ہیں جو پانچ وہ تم ہو سب
وطن تمسے چھوٹیگا اسکے سبب

بہت دولت و مال ہوگا حصول
عبث ہے طبیعت سفر سے ملول

شگوفۂ پنجم و بیان اشدن آن جہت جشن سیر

اودھر شہر وہ بیکر ٹوٹے وہ مہان
ادھر کمپلہ کو چلے یہ جوان

شب و روز کرتے تھے قطع راہ
روانہ تھے مانند خورشید و ماہ

سنو اکدن شب کو گذرا یہ حال
کہ مشعل لیے ارجن نیک خصال

بیابان میں سب کے آگے روان
ہوا اتفاقاً گذر گنگ پر ناگہان

وہاں ایک گندھرپ تھے ساتھ
نہاتا تھا پکڑے ہوئے اسکا ہاتھ

اُنھیں دیکھکر اُسنے فریاد کی
کہ کیسی ہے یہ رسم بیداد کی

نہاتی تھی عورت میاں ایک پاس
تھا ننگ ناموس کا تمکو پاس

کہا اُسنے ارجن نے کہتے ہو کیا
نہ تھا مجکو معلوم یہ ماجرا

تصور آپ فرمائیے اب معاف
کدورت سے ہو آئینہ دل کا صاف

کہاں تک کہوں قصہ ہے اسکا طول
کیا عذر ارجن آسنے قبول

لڑنا ارجن کا گندھرپ کے ساتھ ایک چشمۂ آبدار پر

کیے راست ارجن نے تیر و کمان
کہ یکجا کرے وہ زمین آسمان

ہوا الہ کیے یک بیک سات تیر
تو اسوقت ارجن نے بھی ناگزیر

کمان پر کیا راست فرقہ خدنگ
ہوا گرم یکبار بازار جنگ

کمان سے جو چھوڑا شرربار تیر
بنا شعلہ آتش کا اکبار تیر

اوا بہ جلایا جب اس تیر نے
دکھایا عجب حال تقدیر نے

کیا ارجن نے گندھرپ کو بے سر
پکڑ کر کہا اس سے اے بے ہنر

جو چاہون تو دن تیری ہستی عدم
گرا جا کیا تجھپہ مین نے کرم

کسی سے نہ یون پھر الجھنا کبھی
ہمیشہ جائیگا اپنی تو غیبن جی

عدو جان کا کوئی مل جائیگا
پھر اسوقت کچھ بھی نہ بن آئیگا

نہ پھر سنہ کی اسطرح کھاتا کبھی
کسی پر نہ ہاتھ اب اٹھاتا کبھی

سنے جب کہ گندھرپ نے یہ کلام
کہا مین ہر احسان کا ہون غلام

بتاون تجھے جاجکی کا ہنر
کہ کوسونکی چیزین سب آئین نظر

تماشا جہان کا سب آئے نظر
رہائی کے احوال سے ہو ہنر

کہا اس سے ارجن نے مرد خدا
کیا تجکو راہ خدا مین رہا

سیکھونگا اسکے عوض یہ ہنر
نہین ایسے علمون پہ اصلا خبر

کسی علم کی مجکو پروا نہین
مجھے اس ہنر کی تمنا نہین

وہ ارجن سے پھر یون ہوا ہم سخن
سکھا دے مجھے تیر سوزان کا فن

وہ تیر آگنی مجکو درکار ہے
کہ یہ آگ جسکی شرربار ہے

عوض اسکے مین جاجکی دون بتا
برآئے بہم دونون کا مدعا

سکھایا اسے اسنے جو علم تیر
کیا اسنے ارجن کو بھی بینظیر

جو دونون مین باہم محبت ہوئی
عداوت گئی دور کلفت ہوئی

شگوفۂ ششم دربیان گفتگوے گندھرپ و ارجن در اثناے راہ

کہا اسنے ارجن سے اکدن بحال
تمھارے بزرگون مین اک خوش خصال

بہت برتی نام سے بہرہ یاب
بنا عاشق خدمت آفتاب

وہ گل نام ستنے کے مشہور تھی
نہین ماہ کامل سے پرنور تھی

بشمست نکوکار نے ایک روز
کیا مہر سے مہر گیتی فروز

کہ ست برن اسنے کا ہے جگت سنگار
خدنگ محبت ہر سینہ کے پار

ہوئی رسم شادی کی آخر ادا
بیا اسپر فدا تھا وہ اسپر فدا

زمانہ مین مشہور ہے دور دور
اسی نسل سے کوروان کا ظہور

یہ ارجن نے سنکر پھر اس سے کہا
بتا دے بشمست نکوکار کا

ہوا ایسوا تہر اس سے کیون جنگجو
قلم لکھے گندھرپ کی گفتگو

بہت شہر قنوج آباد تھا
ہر اک عدل بخشش سے دلشاد تھا

وہان کا شہنشاہ و ذی احتشام
زبانون پہ تھا ایسوا تہر اسکا نام

بیابان مین لایا جو شوق شکار
کہ لو مین ہزارون پیادہ سوار

بشمست نکوکار گوشہ نشین
بیابان مین تھا وہ عزلت گزین

معہ بر جو راجہ کو لایا یہان
مع فوج و لشکر بنا میہمان

یہان گائے تھی کام دھین اسکا نام
سر اُٹھیے بھی اسکا ہو ادنی غلام

جو دنیا کی شئے دلکو مطلوب ہے
جو کھانا طبیعت کو مرغوب ہے

مہیا ہو دم مین تصور کے ساتھ
سر ست پہونچے نہ جس شئے پہ ہاتھ

جو وہ گائے راجہ کو آئی پسند
لگا زد طمع دیدہ ہوشمند

کہا اسنے اس سے بصد زور و شور
کہ اسکے عوض گائے مین دنیا کردر

اگر امر یہ ہے پسند نظر
تو حاضر ہے تاج و نگین مال و زر

سنا مرد مرتاض نے یہ سخن
بصد عجز بولا کہ شاہ زمن

تبارک رہے تیرا جاہ و حشم
مناسب نہین ہے برہمن پہ ستم

سنے ہے مال درویش سے احتراز
نہ ہو مجھپہ دست تعدی دراز

دل برہمن کو نہ پہونچے ملال
کہ ہوگا ہے باعث سلطنت کا زوال

نہ دیکھا کہیں اس گاے کو زینہار
نہ آیا تامل کا اک لحظہ صبر
دکھائی جو خالق نے قدرت کی شان
دل و جان قدموں پہ ہوئیں نثار
اشارہ ہوا کیا دلکو منظور ہے
ترا بجز مجھکو گوارا نہیں
سخن گرم سنکے جبو کا ہوئی
دیا گلے نے دم کو جو بیچا پاپ

خرابی کا تو اپنی ہے خواستگار
تو ہر گام میں اُسنے چھینی بجبر
تو گویا ہوئی صاف وہ بیزبان
یہان سے نہین جاونگی زینہار
سزا کا سزاوار مغرور ہے
ولیکن ستمگر سے چارہ نہیں
قیامت بلاخیز برپا ہوئی
ستارزم گہ مشرق آفتاب

جو تھا شعلہ آتش حرص تیز
اُسے لیکے ظالم روانہ ہوا
کہا یوں شبستان کو کار سے
یہ طاقت ہے مجھکو جو لیجاے وہ
شبستان کو کار شیرین زبان
سراسر ہے مظلوم ہے یہ ستم
لیا اپنی شاخوں سے کار تبر
ہوئے پال قدم کے جو شعلہ فشان

کیے جمع اسباب جنگ و ستیز
گر سُدباب آب و دانہ ہوا
چھڑا اُنکو دست ستمگار سے
حقیقت پہ کیا روبرو آئے وہ
ہوا تھلبلی جھبری کی وش گلفشان
دکھا فوج ظالم کو راہ عدم
ہوئی فوج راجہ کی زیر و زبر
بنا عرصۂ جنگ فتح نشان

پریشان ہونا لشکر راجہ کا گاے کے ہاتھوں سے

جوان ال و سرگین سے پیدا ہوئے
جو راجہ کے لشکر نے پائی شکست
تھیا عبادت کا سامان تھا
ملا راجہ اندر کا رتبہ اُسے

سلح پوش لاکھوں ہویدا ہوئے
ہوا جنگ کا حوصلہ جنکے پست
برہمن بنے دلکو ارمان تھا
کر لتا تھا جنگو نہیں حصہ اُسے

ہوا سر بسر اُسپہ نازل غضب
دیا دل نہیں راجہ نے اپنے قرار
ریاضت غرض اُسنے کی اسقدر
اُسی عہد میں ایک تھا بادشا

پریشان ہوئی یک قلم فوج سب
کرونگا نہیں سلطنت زینہار
بنا برہمن راجۂ نامور
کہ کلماک پاد اسم مشہور تھا

دل جگہ کی اسکو تھی جستجو ولیکن نہ حاصل ہوئی آبرو
بششٹ نکوکار روشن ضمیر سمجھتا تھا اسکو نہایت حقیر
ہوا دیتے دل میں لیا تھا قرار کہ کیون آگ کینے کی ہو شعلہ بار
بششٹ نکوکار عالی مقام کہ فرزند کا اسکے تھا شکت نام
ملاقات سے جو تنفر کیا قریب سواری شکت آنے دیا
زبان سے یہ نکلی دعا بے زبون بنائے تجھے دیو گردون دون
ہوا دیو کنکر کا اسدم گذر پڑی اس برہمن کی اسپر نظر
در آ جسم راجہ میں شکل صبا وہ ہو وضع میں دیو کی مبتلا
یہ سنتے ہی اس دیو نے ایکبار لیا جسم راجہ میں جا کے قرار
پھر آیا جو گھر میں آفت نصیب نہ افشا ہوا ماجرا بے غریب
ہوا اک برہمن کا اس جا گذر نہ تھی آنکو اس ماجرے سے خبر
نہ مطبخ میں موجود تھی یہ غذا ہوئی عقل راجہ کی یون رہنما
یہ محکوم جو تابع حکم تھا اسے لحم انسان منگا کے دیا
یہ راجہ بنا نا سزاوار ہے نہ معلوم تھا آدمی خوار ہے
جو قالب میں راجہ کے تھا دیوزاد دکھایا دعا کے اثر نے فساد
برآمد ہوا گھر سے جو برق وار کیا گرگ کی طرح اسکو شکار
بیابان میں پھرتا تھا مانند شیر نہ تھا لحم انسان سے دل اسکا سیر
برادر تھے ننانوے شکت کے بیابان میں اسکے طعمے بنے
گلستان عشرت ہوا پائمال ملے خاک میں کل اسے نونہال
دیے نونہالون کے غم نے وہ داغ بنا سینۂ صاف ہمرنگ باغ
بیابان میں اشکون کا دریا روان لیے تھا کف دست پر نقد جان
ہوئی زندگی سخت تر ناگوار گرانبار تھی ضعف سے جان زار
نہ آئی جو اس رنج سے دلکو تاب ہوئی جان شیرین بدن کی عذاب
برہمن بنا تھا جو وہ شہریار یہ حال تھا اس جگ کا اختیار
شروع تھا اس جگ کا اہتمام کہ مشکل تھا اس کام کا اختتام
غرض ایک دن وہ شہ نامدار گیا تھا بیابان میں بہر شکار
ملا راہ میں شاہ کو ناگہان پدر سے پسر کے تھا کینہ نہان
ہوا سنج عالی گہر کو کمال کیا آگ کی طرح غصے نے لال
جو راجہ بنا تھا وہان برہمن در گوش اسکے ہوا یہ سخن
زبان سے نکالا سخن ایکبار نہ دم بھر کی تاخیر ہو زینہار
بدن کی نہ ہرگز رہی کچھ خبر دعا سے زبون نے دکھایا اثر
گئی عقل راجہ بنا تھا عجب ہر اک سیرت دیو پہ تھی نظر
کسی کو نہ احوال ثابت ہوا بنا دیو خونخوار یہ بادشا
کیا لحم بریان کا آشتہ سوال کہ ہو بھوک سے ضعف اسدم کمال
کہا مجھکو دے بنا کے کباب عطا کر یہ لحم انسان شتاب
برہمن نے دیکھا جو بدتر طعام کہا لحم انسان ہے سب پر حرام
جو بھیجا تجھے اسطرح کا طعام نصیب اسکو ہو لحم انسان مدام
جو کانون سے اسنے سنا یہ سخن تھا جان سے دشمن برہمن
زبان چٹ ہوئی خون انسان لال وہ سمجھا کہ ہے لحم انسان حلال
ہوا شکت جس وقت اس سے دوچار قضارا بنا طعمۂ خوشگوار
بششٹ تبہ حال خستہ جگر روان چشم گریان سے سیلاب تر
بہار چمن میں خزان آ گئی اجل پھول پھل باغ کے کھا گئی
جنون نے کیا اسکے سر میں جو گھر پریشان پھرتا تھا وہ دربدر
ہوئی آگ اس غم کی جب شعلہ بار ہوا شکل سیماب دل بیقرار
ہوا قصد نقد جان دیجیے تن زار پہ یہ ستم کیجیے
یہ حال تھا دل میں قصد ہلاک گریبان ہوا زندگانی کا چاک

ہوا وہ لعین بے نشان ہوگیا
ہوا راجہ بہت شادمان ہوگیا

بشکست تخش اجام کر پاؤں پہ
رہ تجھ سے رکھدیا جھکا کے سر

کہا اب یہی لعین سے ہے آرزو
کہ اولاد کی مجھکو ہے جستجو

دعا سے ملا انکی اسکو پسر
پڑا سر ہوا پیدا عابد کے گھر

بیاہا اس پسر سے پیدا ہوئے
وہ مچھودری سے ہویدا ہوئے

شگوفۂ ششم در بیان پہنچنا پانڈوان کنپلہ در سُیمبر دروپدی

سمجھتا تھا گندھرپ دوستدار
کہا اس نے ارجن سے اے یار غار

برہمن وکالت کو تجویز کر
ہنرمند ہوا اور عالی گہر

کہا اک برہمن کا ہے دھوم نام
ہنرمند عالی نسب خوش کلام

لب گنگ پر کنپلہ کے قریب
سکونت گزین ہے بشکل غریب

بھٹکتے گئے وہ غریب الوطن
جہان ذوق افزا تھا وہ برہمن

کہ وہ دھوم خلوت نشین کا بھی حال
وہ تھا مرد مرتاض و نیکو خصال

کنارے گئے بحر دنیا سے وہ
کہیں دور قرب تمنا سے وہ

ملاقات باہم جو حاصل ہوئی
تو باتوں ہی آسان مشکل ہوئی

رضامند ہر طرح اسکو کیا
وکالت کا عہدے کا خلعت دیا

ہوا انکے ہمراہ وہ برہمن
چلے آگے آگے غریب الوطن

جو پہونچے وہ سب کنپلہ کے قریب
کہا دھوم نے اسطرح اے حبیب

اقامت کی جا ایسی تجویز ہو
مہیا ہر اسباب ہر چیز ہو

مکان ایک تھا شہر سے برکنار
گلستان جنت بھی اسپر نثار

وہان برہمن نے اتارا انھین
ملا چین کا کچھ سہارا انھین

سُیمبر کی جو باتین پانچون جوان
چلے آپ کٹی کو چھوڑا وہان

مکان کا محافظ کیا دھوم کو
چلے آزمانے وہ مقسوم کو

جو گلزار دروپدی مین پہونچے یہ گل
یہ دیکھا کہ ہے بزم شادی مین غل

بندھا تھا وہ عیش و طرب کا سمان
کہ حیرت مین ہے زہرۂ آسمان

وہ گلزار ہمرنگ باغ ارم
صفت مین ہے قاصر زبان قلم

مرتب وہان اک ستون بلند
نہ پہونچے وہان وہم کی بھی کمند

سر چوب پر ایک مچھلی عیان
طلسم طلا سے بنی جسم و جان

وہ برق جہندہ سے بھی شعلہ بار
نہ تھا شکل سیماب یکجا قرار

وہ گردش میں پھرتی بصد تند و تیز
کہ مرغ نظر کو تھی جس سے گریز

تلے اس ستون کے بنا دیگدان
کہ آتش جہنم کی اس سے عیان

بھری تیل میں تیل کھاتا تھا جوش
کہ اڑتے تھے مرغ سمندر کے ہوش

قریب اسکے رکھی کمان کلان
فدا قوس قربان تھی کہکشان

بچھا گرد تخت ہر شمع کا فرش
بلندی میں ہر پایہ تخت عرش

سجا سب سے وہ عالی مقام
ہر اک سمت عشرت کا تھا اہتمام

بہت کرسیان تھین جواہر نگار
مہیا وہ کہ جسپر ثریا نثار

بزرگان اطراف رونق فزا
ہر اک ملک کے جمع تھے بادشا

گہر اور کندن ہر سب پہ پوتا
تماشے کے مشتاق رونق فزا

پری حور غلمان انسان و جان
تماشے کو حاضر فرشتے وہان

جما اسطرح جشن شادی کا رنگ
کہ تھی عقل ہر فلک جس سے دنگ

کہ ناگاہ وہ دختر رشک حور
ہوا آمد ہوئی جیسے مشرق سے نور

بدن مین لباس جواہر نگار
کہ تھی اطلس چرخ جسپر نثار

سراپا تھی زیور سے آراستہ
بدن صاف گوہر سے آراستہ

لیے ہاتھ مین ہار پھولون کا وہ
کہ عقد ثریا تھے جسپر نثار

برہمن تھے بیٹھے وہان بیدخوان
بندھا خوب جشن خوشی کا سمان

قریب اسکے پہونچی وہ [illegible]
پرو تا تھا اسطرح در سخن

کہ جو شخص [illegible] سے ہونا دار
اٹھائے خدنگ و کمان ایکبار

طرف دیگ پر جوش کے دیکھکر
یہ کہکر کیے دُرپدی سے کلام
سری کرشن یہ رونق افروز ہین
یہ ہین شاہ بیراٹ صاحب نصیب
یہ ہے چندر تھ راجہ پنجاب کا
یہ شاہ اودھ ہے سپراج نام
بجا لائے وہ شرط جو باوقار
تغیرون کی صورت لب انجمن
تھا ان غریبون کا آسدم دیا
جو بلبھدر جی نے یہ مژدہ سنا
تھکے ہاتھ بازو بدن شل ہوئے

اُڑائے نشانے سے مچھلی کا سر
سُنائے اُسے بادشاہون کے نام
یہ بلبھدر جی فرحت اندوز ہین
پسر آپکے دونون ہین آپکے قریب
چندیری کا سسپال ہے بادشا
کہنایا اسی طرح اسکو تمام
یہ مالا گلے کا بنے اسکے ہار
کھڑے تھے وہ پانچون غریب الوطن
یہ بلبھدر جی سے اشارہ کیا
زبان سے کیا شکر خالق ادا
گئے بل نکل زور مہمل ہوئے

وہ اس شک سے ہر ایک ہو خواستگار
یہ بھیما ہے جرجودھن خوش جمال
یہ دونون ہین بسدیو جی کے پسر
یہ بھگونت بنگالے کا بادشاہ
یہ ہے برہم سین اور وہ ہے کرن
یہ سب بادشاہ ہین ترے خواستگار
قلم کو تصور بندھا ایکبار
سری کرشن نے انکو دیکھا وہان
کھڑے ہین جو گوشے مین پانچون جوان
سنو بادشاہون کا اب حال زار
وہ جوش خجالت سے تھرائے سب

یہی بزم شادی مین ہے جیت ہار
قریب آپکے رونق افزا ہو سال
فدا اسپہ خورشید اسپہر قمر
یہ شل ملک کابل مین گیتی پناہ
یہ سانک بھی ہے رونق انجمن
ہر اک انمین عالی نسب بادشاہ
کہہ گلشن پانڈ کی ہے بہار
طبیعت نہایت ہوئی شاد مان
یہ فرزند ہین پانڈ کے بیگمان
نہ اٹھی کمان سب ہوئے شرمسار
طبیعت کو پیدا عجب پیچ تاپ

لیا مال یا ملک پروا نہ تھی — ہمیں سلطنت کی تمنا نہ تھی
جو مخبر سے کانوں سنی یہ خبر — کہ ہیں گلشن پانڈ کے یہ ثمر
تو بلبل کی صورت ہوا گلفشاں — کیا پوست کندہ قصہ بیاں
ہوئی یکبیک غنچگی دل کی دور — دکھایا شراب خوشی نے سرور
وہ تاریکی فکر غم ہٹ گئی — ترقی تھی اندوہ کی گھٹ گئی
ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر — وہی بات تھی دل کو مد نظر
کیا اس نے ارجن کا تحقیق حال — یہ گلزار کنتی کے ہیں نونہال
جس ایوان میں آتے تھے یہ بے وطن — طلب کو خود آیا وہ شاہ زمن

مقام اس جگہ یہ ہے افسوس کا — ہوا وہ عدو [illegible] ناموس کا
ہوئی بیکلی دل کی اکبار دور — شگفتہ ہو آیا پدر کے حضور
ہوئے دور پدر کے سینے سے خار — طبیعت ہوئی کھل کے باغ و بہار
گئی شب چھپے انجم و ماہتاب — برآمد ہوا چرخ پر آفتاب
محل سے برآمد ہوا بادشاہ — وہاں دستبستہ تھے اقبال و جاہ
مقرر کیا ایک عاقل وکیل — کیا اس کے تفویض امر جلیل
ہوا آسان دشوار مشکل ہوئی — خوشی شاہ دروپد کو حاصل ہوئی
بڑے لطف و عشرت سے لایا انھیں — بڑے جاہ و حشمت سے لایا انھیں

آنا ایک وزیر کا دریافت حال ارجن کے واسطے مکان فرو کش پر

ہوا ایوان شاہی میں آئے وہ سب — دلوں سے ہوا دور رنج و تعب
زبان مبارک پہ تھا یہ سوال — کہ تم کس گلستاں کے ہو نونہال
جدھشٹر نے جب دم سنا یہ سوال — کہا اے شہنشاہ نیکو خصال
چچا کے جو لڑکے ہیں عالی نژاد — عبث ہم سے کہتے ہیں اہل عناد

بٹھایا جدھشٹر کو بھی تخت پر — لٹائے بہت گوہر و سیم و زر
بتاؤ مجھے جلد نام و نشان — کہ کس واسطے آپ آئے یہاں
سنو پانڈ کے ہم ہیں پانچوں پسر — گلستان کنتی کے ہیں ہم شجر
انھیں کے سبب سے ہیں صحرا نورد — چچا کو بھی آیا نہ کچھ دل میں درد

رخ شاہ کا نسلے چمکا درنگ — خوشی سے ہوا تن پہ ملبوس تنگ
روش گل کی دل ہوا باغ باغ — ہنسا تھا جو لالے پہ بھر رنگ داغ

ہوئی دور وہ کاوش خار فکر — خوشی سے نے شادیا وہ آزار فکر
فقط دلمین تھا شاہ کے یہ خیال — کہ ہو گلشن جشن سے دل نہال

کوئی ساعت نیک آئے جو ہاتھ — بندھے عقد اس گل کا ارجن کے ساتھ

شگوفۂ یازدہم دربیان رسیدن جانش عقد بستن پری با پری زاد ارجن

خدا فصل گل کی دکھائے مجھے — کہین پھول ساقی پلائے مجھے
بھرے ساغر گل مین خوش رنگ پھول — نہایت ہوا ہے غنچہ دل ملول

جو حشمت نے سنکر وہ رنگین سخن — کہا شہ سے اور شک سرو چمن
نہ یہ کام ہوگا کبھی بے بیاس — دل و جان سے منظور ہے آپکا پاس

وہ سرتاج ہین ہم ہیں سردار ہین — بہر حال مالک ہین مختار ہین
بہم انسے ہوتی تھی یہ گفتگو — کہ وارد ہوئے جنکی تھی جستجو

بہار آکے رونق فزا جو ہوے — لیا انکو ہر اک نے تعظیم سے
ہوئی بات شادی مین جب گفتگو — کہا شاہ نے دربد سے یون روبرو

کہ اس گل کے شوہر ہین پانچون جوان — سے پاس سب کے وہ سرو روان
ہوا گو ہر گوش جیب یہ سخن — تحیر مین وہ بادشاہ زمن

گرا فرش پہ بنکے بیہوش وہ — رہا شکل تصویر خاموش وہ
فزون ہے عقد اس شاہ کو اضطراب — ہوا شرم سے پیرہن آب آب

انھون نے جو دربد کا دیکھا یہ حال — کہا جا کے خلوت مین کیا ہے ملال
عبث دلمین تو اپنے دلگیر ہے — جو کہتا ہون مین حکم تقدیر ہے

مفصل سنو اسکا اب ماجرا — لب گنگ اکجا تھے سب یوگ تا
وہ کیا دیکھتے ہین کہ بر روے آب — روان گل ہین شکل گل آفتاب

وہ گل تھے کہ نیلوفر انکا ہے نام — شگفتہ وہ خوش رنگ تھے وہ تمام
ہر اک دیکھکر گل کو حیران ہوا — کہ دریا بہ رنگ گلستان ہوا

جو اندر بھی تھے اس جگہ جلوہ گر — کہا جاکے لاتا ہون اسکی خبر
ہوئے شکل دریا وہ آگے روان — کہ ہے نخل کس باغ کا گلفشان

تجسس مین پہونچے وہ سوے گنگ — روان موج کیطرح بر روے گنگ
ہوئی قطع ساحل پہ تھوڑی جو راہ — پڑی ایک عورت پہ جا کر نگاہ

وہ روتی تھی بیٹھی لب گنگ پہ — سمندر کا چشمہ ہر اک چشم تر
جو گرتا تھا دریا مین ہر قطرہ اشک — گل ہو کر اس سے ہوتا تھا رشک

جانا اندر کا کنارے دریا تلاش مین گل نیلوفر کی کہ یہ کس نخل کی گل افشانی ہے

ہر اک قطرہ آنسو کا بنتا تھا پھول
نہایت تھی وہ رشک گل دل ملول

بھلا کس گلستان کی تو ہو بہار
پیدا تیرے قدموں پہ موتی ہزار

مرے ساتھ آؤ تو معلوم ہو
یہ مطلب جو مشکل ہے مفہوم ہو

ہوا ناگہان اس جگہ پر گذر
کہ اک شخص تھا جلوہ گر تخت پر

جو اندر نے تسلیم اسکو نہ کی
طبیعت خفا اس جوان کی ہوئی

جو عورت نے اندر کا دیکھا یہ حال
کہا بد کیا تجھنے اے خوش خصال

ہوئی اس سخن سے جو تسکین دل
نہایت ہوا دل میں اندر خجل

سنا ماجرا اور آیا نظر
کہ چار آدمی ہیں یہاں جلوہ گر

قریب انکے ٹھہرا جو یہ خستہ جان
مہادیو جی یوں ہوئے تر زبان

یہ بتا ہون پانچون کو میں اب دعا
کہ بطن انسان سے پیدا خدا

یہ سنکر سخن ان سبھوں نے کہا
جو تمکو لباس بشر ہو عطا

مہادیو نے سنکے پھر یون کہا
بر آئیگا پانچون کا یہ مدعا

وہ پانچوں جوان ہیں پانچون جوان
کہ پیدا ہوئے دیو تون سے یہان

ہنسی جبکہ دریپدنے یہ داستان
مٹا صاف چہرے سے غم کا نشان

اگر وصف اس بزم کا ہو رقم
بنے غیرت شاخ طوبےٰ قلم

نمایاں ہو حرفوں سے سنبل کا بن
صریر قلم میں ہو بلبل کا ڈھنگ

ہر اک نقطہ خال عروس چمن
گل گلشن ذکر رنگین سخن

جو مصرع کہوں سرو گلشن بنے
ہر اک صفحہ بھی گل کا دامن بنے

بنے تار سطر رگ گل کے رنگ
کہ ہو قافیہ سرو موزون کا تنگ

اگر وصف بر امن گل سے بنے
تو نال قلم تار سنبل بنے

قلم نے چنا یہ گل انتخاب
نہ تھے کے سینے کا ہی اضطراب

بآئین شاہان کشور کشا
اسی ہم ہوئی رسم شادی ادا

ہر اوست جود اسقدر گلفشان
غریبوں کے گھر بن گئے گلستان

جو اندر نے دیکھا یہ احوال زار
تخت گلستان تھی کہ رشک بہار

سنا رشک گل نے جو رنگین سخن
بنی مثل بلبل وہ غنچہ دہن

چلا گل کا جو اس وش آیا بہ ہاتھ
پھر اس جا سے اندر چلے اسکے ساتھ

مرصع تھا وہ تخت گوہر نگار
زر و لعل یاقوت و مرجان نثار

پھری مہر کی جو اٹھائی نظر
ہوا رشک اندر سے رنگ شجر

یہ جا ہے تبھی بہشت نعیم کی
مہادیو کو کیوں نہ تسلیم کی

پھنسا تھا عجب رنج و اندوہ میں
جو رکھا قدم دامن کوہ میں

نگار اپنا مشکل پایا انہیں
یہ ان کے نے تھا دکھایا انہیں

انہیں بھی کچھ ایسی طرح سے تھا غرور
ہوا تھا یہی انسے سرزد قصور

مگر انکے ہاتھوں سے ہون کار خیر
گلستان صحرا کی حاصل ہو سیر

تو ہوئے یہ تون سے ہمارا ظہور
سراپا بدن پہ ہو پوشاک نور

کہا پھر یہ عورت سے ای رشک حور
یہ پانچون کے شوہر ہونگے شوہر ضرور

وہی ان ہے یہ خبر خوش جمال
عبث ہے ترے دل میں رنج و ملال

مہیا کیے جشن شادی کے سامان
سجے باغ عشرت ہر اک سمت یاں

ہر اک صفحہ ہمرنگ گلزار ہو
گلستان جنت کو بھی خار ہو

بنے روکش غنچہ گل دوات
وہ پیدا کرے نکہت گل کی بات

ہر اک دائرہ حلقہ چشم حور
بیاض سحر جس میں ہیں السطور

ہر اک سطر گلشن کی ہو آبشار
قد اسیح آپ سکی پھولوں کے ہار

مضامین بنے بلبل خوش نوا
کہ کھلے کی ہو خوش جس سے ہوا

سیاہی کو دے چشم بلبل سواد
شب قدر سے مرتبہ ہو زیاد

ہوا جشن شاہانہ ترتیب جب
مہیا تھے شادی کے اسباب سب

عجب باغ عشرت کا پھولا پھلا
چمن زار راحت کا پھولا پھلا

جہیز اسقدر بادشاہ نے دیا
جو مطلب تھا دل کا خدا نے دیا

آنا سفیر [illegible] کا راجہ درپد کے پاس طلب جدھشٹر کیواسطے

[illegible]
جو مطلب تھا دلمین کیا آشکار
فرستادہ آیا ہون انکا یہان
دیا شاہ نے یہ جواب سوال
جدھشٹر بہر حال مختار ہے
جدھشٹر کے نزدیک آئے بدر
جھکایا جدھشٹر نے [illegible] سپہر
جدھشٹر نے انکو دیا یہ جواب
سری کرشن کا ہے مگر انتظار
ہو راہی اب آپ کا دشوار ہے
سری کیشن نے ساتھ سبکو لیا
چلے جاہ و حشمت کے سامان سے

آرا راستہ دلکی مشکل ہوئی
جدھشٹر کی رخصت کا ہون خواستگار
ہوئی ہے یہ تجویز کامل دوان
[illegible] کیا ہو [illegible] حال
ہمین حکم دینے مین انکا ہے
انھین پاؤن [illegible] لائے بدر
تصدق کیے آشپ لال و گہر
کہ لازم نہین اسقدر اضطراب
دل و جان سے قدمون پہ انکے نثار
نہ اقرار ہے کچھ نہ انکار ہے
عزیمت کا سامان مہیا کیا
سواری تھی آراستہ شان سے

مضمون [illegible] خود استان
طلبگار دیدار ہے بادشاہ
انھین بھیجنے اقلیم اب بھیجیے
وہ ہین گلشن پانڈ کے گلعذار
بدر نے جو دیکھنے پایا جواب
جو مضمون تھا سنایا انھین
بدر کی بہت بڑھکے تعظیم کی
بہر حال بندہ ہے فرمان پذیر
بہر حال ہے انکے الفت سے مجھے
کہ ناگہ [illegible] وہ بھی رونق فزا
سب اسباب شاہانہ ہمراہ تھا
گئے ہستنا پور کے جب قریب

بدر نے کیا ماجرا سب بیان
یہ فرزند ہین جب نور نگاہ
خزانہ زر و سیم سب دیجیے
انھین اپنے حالے مین ہے اختیار
طبیعت کو پیدا ہوا اضطراب
صحیفہ طلب کا دکھایا انھین
[illegible] تھے ہر اک شخص نے نذر دی
چلینگا قدمبوس کو نا گزیر
[illegible] وہ جبتک اجازت مجھے
بر آیا [illegible] دلی مدعا
ہر اک حال مین فضل اللہ تھا
سب ارکان دولت عزیز و حبیب

جو بیٹھا تھا آ شاہ عجلت شعار
جدھشٹر کے گھر مین گیا ایکبار

اَرستُو ہم ہوا اُس برہمن کے ساتھ
ہر اک چپٹے پر کیا ہاتھ صاف

ہوا چاک سینہ شب تار کا
خیال آیا ارجن کو اقرار کا

کہا کیجیے جرم میرا معاف
ہوا حکم عالی مین مجھسے خلاف

تماشائے صحرا کی فرصت ملے
بیابان نوردی کی رخصت ملے

جو خلوت مین تو آیا کچھ غم نہین
کہ چھپٹے سو ہوتا ہے پردہ کہین

لیے اپنے ہتھیار آیا نکل
چھپا خلوت دروپدی مین خلل

برہمن نے پائی بلا سے نجات
ہوئی صبح اتنے مین گئی رہی وہ رات

جدھشٹر کی خدمت مین آیا وہ مرد
مگر خوف سے رنگ چہرے کا زرد

ہوا فرق میعاد مین کل کی شب
رہا دور تر مجھسے پاس ادب

سنا جب جدھشٹر نے رخصت کا حرف
زبان پر یہ لایا محبت کا حرف

یہ تھا راہ پیچان پہ ثابت قدم
بیابان نوردی کا بھرتا تھا دم

روانہ ہونا ارجن کا صحرا کی طرف راجہ جدھشٹر سے رخصت ہو کر

[illegible] تل محبت ہوا
بصحبت برہمن سبکے ہمراہ سے

ہر اک ظلم سے خوب آگاہ تھے

شگوفۂ دل در بیان عقد بستن ارجن با اوپی دختر باسک راجہ ماران

معاینہ کا منظر انکو طواف
کدورت سے آئینۂ دل تھا صاف

یہ تھا غنچہ بلبل اُس گل کے خار
نظر آئی ناگاہ شان حسن دار

ہوئی اُس سے جب وہ تن ہمدوار
ہوئی دختر شاہ ماران فدا

نہاتا تھا گنگا مین وہ ایک دن
شراب محبت سے تھا سرور

طبیعت بہر طرح تھی مطمئن
کیا شیشۂ دل کو الفت نے چور

جو رخصت ہوا دل سے صبر و قرار
نہ باقی رہا عقل پہ اختیار

جو اقلیم کا بھگوتی نام تھا
وہاں لگئی آنکھ وہ مہ لقا

کیا عشق صادق کا اظہار حال
مہ وصل کا دم بدم تھا سوال

جو ارجن پہ وہ راز الفت کھلا
سرور شراب محبت کھلا

دیا سوچ سے یہ ملایم جواب
طبیعت کو اب سخت ہے پیچ و تاب

بیابان نوردی جو منظور ہے
ملاقات صحبت بہت دور ہے

نکال اپنے سر سے یہ سودائے خام
نہ ہوگا ترا مجھ سے تا حشر کام

سنا اس نے یہ جو حرف گریز
ہوئی صاف تیغ زبان منہ میں تیز

رہ عشق میں نام کر جاؤنگی
ابھی تجھپہ کچھ کھا کے مر جاؤنگی

ترے سر پہ حق چھینکیگا یہ خون
نہ کچھ کارگر ہوگا مکر و فسون

زبان آوری کچھ نہ کام آئیگی
عبث جان اس عشق میں جائیگی

جو سچ چاہیے تو صاف دشوار ہے
بہت سخت الفت کا آزار ہے

شفا اسکو باتوں سے ہوتی نہیں
کرونگی بہم آسمان و زمین

یہ دستور ہے تیغ کی کمین کھائیے
سنبھل جائیے ہوش میں آئیے

فدا کر چکی تجھپہ یہ نقد و جان
سے اٹھ جائیگا تو کہان

جو ارجن نے مفتون دیکھا اسے
محبت میں مجنون دیکھا اسے

ہوا سخت مجبور بے اختیار
نکالا دل گل سے فرقت کا خار

دہن عقد میں اپنے لایا اسے
عجب جام الفت پلایا اسے

کیے عیش و عشرت میں طے چند روز
اٹھا آتش ہجر کا دل سے سوز

ہوا الوداع اس سے یہ خوش نصیب
پھر آیا جو ہمراہیوں کے قریب

ہر اک بہمن سے کہا اپنا حال
ہوا دور فرقت کا دل سے ملال

لب گنگ سے پھر ہوئے سب روان
رواں صورت انجم آسمان

بیابان نوردی سے ہر وقت کام
شب و روز در پیش کوچ و مقام

ہوئی طے جو کوہ ہمانچل کی راہ
بیابان و کہسار ہیں پیش نگاہ

ہوا اندر آشرم میں جب گذر
پرسرام ناگاہ آئے نظر

قدمبوس کا لطف حاصل ہوا
شگفتہ بہت غنچۂ دل ہوا

پرسرام نے پاس ارجن کیا
انہوں نے کو اچھا سا اک گھر دیا

سکھائے لڑائی کے علم و ہنر
نہ ارجن کو تھی ان فنون سے خبر

ہر اک فن میں شاطر بنایا اسے
فن رزم بالکل سکھایا اسے

کیا تیر افگن اسے بے بدل
ہوا اسکا اندازہ بے مثل

لڑائی کے فن میں ہوا لاجواب
کتاب شجاعت میں وہ انتخاب

جو فارغ ہوا ارجن اس کام سے
مرخص ہوا تب پرسرام سے

قلم طرفہ مضمون پیدا کرے
جدا ایک مطلب ہویدا کرے

شگوفۂ دوم در بیان رسیدن ارجن بشہر منی پور و عقد او با چترانگد

کرن پور اک شہر آباد تھا
ہر انسان وہاں کا پریزاد تھا

جو راجہ تھا اس شہر کا داد گر
فدا اسکی دختر پہ شمس و قمر

سراپا بنایا ہوا نور کا
نمونہ تھا برق شعلۂ طور کا

وہ گیسوئے سیہ پر مشکناب
کہ سنبل کو خجلت سے تھا پیچ و تاب

وہ آنکھیں کہ شاگرد تھا سامری
تصدق نگاہوں پہ جادوگری

لب سرخ تھے لعل سے بے بہا
کہ مرجان و یاقوت اُنپر فدا

بیان کیا کروں اسکا وصف دہن
وہ ٹھوڑی ہی تھی جسکے شیرین سخن

نہ کیوں حسن میں چہرہ ہو لاجواب
وہ گردن تھی مشرق آفتاب

کہیں گل سے خوشرنگ اندام تھا
مگر اسکا چترانگد نام تھا

جو ارجن ہوا رونق افزائے شہر
کیا عشق نے صاف رسوائے شہر

ہوا ایک کوچے میں اکدن گذر
کھڑی تھی وہ خورشید بر بام پر

ہوئی آنکھ سے آنکھ جس دم دوچار
دکھائی تگ عشق نے یہ بہار

گست انکے پانی وہان سے تھے
انھین کے سبب سے وہ تیار تھے

نہانے کو کوئی اسمین پاتا نہ تھا
کوئی درمیان اُسکے جاتا نہ تھا

سخن گو ہوا ارجن تشنہ لب
نہانے ندینے کا کیا ہے سبب

کہے ایک نے اسطرح سے کلام
کہ سنسار کا ہے ہر اک مین مقام

سخن گوش زد اسکے جب دم ہوا
تو مانند گیسو کے برہم ہوا

نہین شستین مجکو احباب سے
نگہبان خالق ہے آفات سے

در آیا اندر حوض مین نوجوان
بلا آئی پابوس کو ناگہان

وہ سنسار زنجیر پا ہوگیا
جوان مبتلائے بلا ہوگیا

بزور اسکو لایا جو وہ کھینچکر
بٹھایا اٹھا کر لب حوض پر

سنو اب شان خدا کا یہ حال
بنا ناگہان دختر خوش جمال

جو ارجن نے دیکھا وہ حسن جمال
کہا کون ہے تو بتا اپنا حال

سخن سنکے اسطرح گویا ہوئی
بدل اپنے مطلب کی جویا ہوئی

کہ سابق مین تھین اپسرا پانچ ہم
گئین پیش یا برکھشے آسکا دم

تحمل تھے پیشش و آرام مین
پھنسایا اُسے عشق کے دام مین

دیا اسکو ہر چند ہمنے فریب
نہ بگڑی کسی طرح شکل شکیب

کسی طرح اسنے نہ دیکھا ادھر
عبادت مین بیٹھا نہ اٹھی نظر

کیا ہم کو ہمونے اُسے سخت تنگ
نہ نکلا اگر کوئی مطلب کا ڈھنگ

ہوئے ہین رایگان سارے مکر و فسون
خفا ہوکے دی بد دعائے زبون

کیا ہم کو ہمون پہ دعا نے اثر
بنی شکل سنسار ہم یک دگر

اسی دن سے ہمونین ہین ہم مقیم
نہ ہمجنس کوئی نہ کوئی ندیم

ہوئے آج ایام نکبت تمام
کیے تھے رکھیشر نے یہی کلام

نکالیگا جو کوئی اس آب سے
چھوڑائیگا وہ رنج کی تاب سے

اسی وقت سب ہوگا آثار دور
کرینگی وہی شکل اصلی ظہور

وہی آج وعدہ برابر ہوا
کرم لطف رب سراسر ہوا

بیان کس زبان سے کرین ہم صفات
بلا سے ہمین تمنے بخشی نجات

وہ چارون جو ہین مبتلائے بلا
چھوڑاؤ انھین بھی برائے خدا

وہ سلسلہ ہے اپسرا ہون کہین
بلا کر وہ چارون کا ہون کہین

یہ ارجن کے نزدیک تھی ایک بات
ملی انکو بھی اس بلا سے نجات

قلم تازہ نیرنگ سازی کرے

شگوفہ سوم بیان مین ارجن کے دوارکا جانے اور سبھدرا دختر بسدیو ہمشیرۂ کرشن کو بیاہ لانے مین

قدم اب وہ دوارکا مین دھرے

بیابان کی سیر کرتے ہوئے
دم اسکی عبادت کا بھرتے ہوئے

جو دوارکہ پہنچے دوارکا کے قریب
تو وہ شہر دیکھا عجیب غریب

صفت مین نہ پایا قلم لال ہے
گلستان فردوس پامال ہے

سری کشن جی نے جو پائی خبر
یہان آیا ہے ارجن نامور

ہوئی دلکو حاصل نہایت خوشی
سنو غور تکریم مہمان کی

دیا حکم ہو شہر آراستہ
بنے رشک باغ ارم راستہ

جو ارجن کو لائے بعزت تمام
دیا بیٹھنے کو بھی عالی مقام

ہر اک طرح کین انکی دلداریان
وہ مہمان تھے اور یہ میزبان

تماشے کو اک دن گئے کوہ پر
سری کرشن ارجن بہم یک دگر

وہان کوہ پر تھا ہجوم زنان
پری حور چہرہ ہر اک نوجوان

ستارے نہین کہیے تھین آفتاب
وہ تھین جسکو دیکھا کرے ماہتاب

سراپا مین انداز تھا نور کا
وہ رخ عکس تھا شعلۂ طور کا

کہون وصف کیا ہمسر نور کے
مہ و مہر تلوے تھے اس حور کے

نگہ سے نگہ جو وہان لڑ گئی
ہر اک دلمین نوک مژہ گڑ گئی

ہوئے دونون آپس مین تعین حسن
دلون کی کتابون مین مضمون حسن

کھلا کرشن جی پر جو راز نہان
خفت کے باعث ہوئے رفشان

کرائی ارجن نے یک خوب نام — لباس فقیری مین تھا یہ کام
کہا اسنے یہ ہرنہین کچھ قصور — بھائی گئی دلکو یہ رشک حور
جو سبدریونے یہ سنا حال عشق — کھلا سب پر ارجن کا احوال عشق
بجے بربط و طنبور عود و چنگ — نمایان ہوا جشن شادی کا رنگ
ہوا موج زن قلزم خیر وجود — بآئین شاہان و رسم ہنود

ندی ہاتھ سے اسکو اس راہ مین — بہت آشنا تھے بلاس جاہ مین
رقم ہو وہ لڑکی تھی سبدریو کی — دل و جان ارجن کو مطبوع تھی
بہم عقد کی طے ہوئی گفتگو — عروسی کی شہرت ہوئی چار سو
عروسی کا سامان اک جا ہوا — سب اسباب شادی مہیا ہوا
ہوئی شادی اسکی ارجن کے ساتھ — دیا ہاتھ مین اسکے جب اسکا ہاتھ

شادی ہونا ارجن کی دختر سبدریو کے ساتھ دوارکا جی مین

سناتے دل انکو حاصل مدام — ہوئے وصل کے جام سے شاد کام
ہو بارہ برس مین یہ سب چند روز — گھٹا جو بڑھا تھا جدائی کا سوز
بیابانے مین اسوار وہ رشک حور — سوار ان کے بھی تھے پیادے ورتھ دور
دیا اسکو سبدریونے وہ جہیز — کر تعریف مین کند ہو عقل تیز
ہوئیں یاد کے دن ہوئے اختتام — ہوئی صبح فرقت کی اکبار شام
چمن مین یہ آئی نسیم بہار — ہزارون دل و جان سے کرتی نثار
شاد ان سے ہر اک کے داغ فراق — شگفتہ ہوا گلشن اشتیاق
بیابان نوردی کے دن ہو گئے — قدم گردش بخت کے سو گئے

خوشی مین بسر جب ہوا ایکسال — قلم لکھے اب انکی رخصت کا حال
یہ رخصت ہوا اپنی سسرال سے — بھرے تھے جو اپنے زر و مال سے
جواہر مین ڈوبے ہوئے خاص عام — تزک جاہ و حشمت بڑا احتشام
ہوئے شہر سنکر مین آکر مقیم — گلستان مین تھے وہ برنگ نسیم
گئے شہر مین اپنے رونق فزا — ہر اک شخص آکے انسے ملا
خوشی بھائیون کو بھی حاصل ہوئی — رعیت کمال انسے خوشدل ہوئی
ملے وصل سے بھائیون کو سرور — ہوئے دل لگی کے بھی رنج دور
نہ تھا دلمین نام و نشان فراق — ہوس کا گلشن کے اشتیاق

ہر اک شخص مشتاق دیدار تھا
قدمبوس کی سبکو دولت ملی
فقط فیل ست آہین تھے دس ہزار
جو اسباب کے ساتھ تھین لونڈیان
سراپا وہ بحر جواہر مین غرق
اب اوصاف گھوڑون کے لکھے قلم
فرشتوں سے سیرت مین اچھے کہین
کرون انکے سازون کا کیا مین بیان
اسی طرح اسباب بے حساب
جدھشٹر سے پیدا ہوئے سب سید
جو ست کرما رجن سے ظاہر ہوا
جو فرزند سہدیو تھا سب سے بہین

شرابِ محبت مین سرشار تھا
سبھکشن کیا آئے ثروت ملی
عماری بھی جھولین بھی تھین زرنگار
کرون حسن سیرت کا مین کیا بیان
متغرق ہر اک پانوَن سے تا بفرق
قدم باز شایستہ و خوش قدم
پری سے بھی صورت مین اچھے کہین
ہر اک زین مین تھا جواہر کی جان
ہر اک چیز تھی بے بہا آنجناب
جدھشٹر سے ہو پیدا ہوئے سب سید
لڑائی کے ہر فن سے ماہر ہوا
ہر اک فن مین یکتا ہو سب سے بہین

سبکیشن پہ بلبھدر آئے وہان
جو سامان شوکت دیا ایکبار
متغرق جواہر سے ہر فیل مست
کوئی غیرت حور کوئی پری
ہر اک گلبدن نازنین شکل بہار
کہین تو سے گرم رفتار تھے
وہ تھے نقش سم انکے حیرت فزا
ہر شمع مطلا جو اسپ زرنگار
سبکیشن اس جا سے اس قدر
ہو پیدا ہوا بھیم سے سُت سوم
نکل سے شتانیک تھا نامور
یہ پانچون جو پانچون سے پیدا ہوئے

کیا نقل تشریف لائے وہان
فزون عقل سے وہم سے بیشمار
بلندی مین تھا کوہ البرز پست
بھری انکی آنکھون مین جادوگری
قلم نے گنا جب ہوئین دو ہزار
صفت ہو یہ تازہ کہ پردار تھے
کہ دل داغ ہو جس سے مہتاب کا
گھر جواہرات مین تھے سو ہزار
کہ پیدا ہوئے دروپدی کے پسر
ارجن سے تھی شرتکیرتی اسکی دھوم
ملی تانسم علم مین آبرو
فنون مین لڑائی کے یکتا تھے

پیدا ہونا پانچ فرزندون کا پانچون پانڈون سے

یہ حسبان ارجن پتا رو سے لیے | چمن ششی نہم روانہ شدن ارجن و سرکشن جیو بطرف کانڈو | راجہ کمان تیرو ترکش سے لیے

قلم کی زبان پر ہے پر سوز حال | کیونکر بیان ہو کیفیت شعلہ لال

وہ ہتھیار ارجن کو لائے جو ہاتھ | سرکشن کو بھی لیا اپنے ساتھ

راجہ ملا تھا جو شکنب بہار | دسی پر چلے کشن و ارجن سوار

رد اندر ہو کر مقصد کی لی | کرہ آتش بھی ہمراہ انکے چلی

یہ دونوں جو پہنچے بیابان میں | اجازت جلانیکی دی آن میں

یہ سنتے ہی آتش ہوئی شعلہ بار | جلانے لگی خشک و تر ایکبار

بیابان جل جل کے تھپکنے لگا | ہر اک نخل آتش کا شعلہ بنا

بیابان کرہ آگ کا بنگیا | کھلے آگ کے پھول گلشن بنا

تھکتا کانڈو نام صحرا کا ارجن کی قوت سے

رہے محبت سے ارجن سے الفت مدام
جنمے آگ سے کرشن و ارجن جدا
ہوا آدیپرب اب یہان پر تمام
کیا سبکی پیدایشون کا بیان
کسیکا نہ نطفہ گیا رایگان
جو ڈونے مین قطرے نے پایا قرار
طبیعت نے کیسا یہ جوہر … عیان
ہراک سطر ہے عشق کی نہر روان
خزانہ ہراک لفظ ہو آب کا
دستانی گُہر حسن پیدا اسطرح
کیا ہے کہین طبع موزون نے کام
… مین شوالا … ہو کے
طبیعت ہر انسان کی شستہ ہو
میسر ہو کیون اب سخندان نظر
زبان جو نگینون کی جانچ ہو …

ہر دوستی کا ہمیشہ قیام
چلے سبھے دہلی برنگ صبا
بھرے ہین سمندر مین گوہر تمام
خلاصہ ہراک بات کا ہے عیان
ہوا آس سے انسان گرا یہ جہان
ورنہ اچانچ ہوے آشکار
وہ ہونگی سخن آشنا پر عیان
کہ طوفان کا ہے دایرہ پُر گمان
ہراک لفظ مخزن ہے سیلاب کا
تجلی سے ہے … دریا نور
تصرف فی الجملہ آیا ہے نام
جو سحر ارژنگ گلستان ہوے
ہرے سبز تو خار غم دور ہو
کرے کس … دکھایا ہے خون جگر
کہ ہے قول سعدی کا عالم پسند

کیا آگ نے اس سخن کو قبول
مگر دیو بھی اونکے ہمراہ تھا
جنسے اصل مطلب کیے سب رقم
لکھا موبمو سے تولد کا حال
شکم مین جو ماں کے پایا مقام
دکھایا جہان منتروان نے اثر
تواریخ یہ تھی جو عالم پسند
ورق چادر آب سے آبدار
اگر بیت ہے رو کش آبشار
جنسے اصل پوتھی مین زیب قلم
عنایت سرکرشن کی تھی کمال
وہ نگین قصے ہین جسمین لکھے
اڑایا ہے جیب گشتیو ہمدین غبار
جو ہین ضد اپنے تسمے ہے یہ کلام
چو بیتے پسند آید یکے از ہزار

کہ آرزو ہو تمہاری حصول
ہراک علم سے خوب آگاہ تھا
مضامین عالی ہین زیب قلم
عیان آسمان سے ہے قدرت ذوالجلال
ہوے جلوہ افروز ماہ تمام
بشر دیو تو ہیں ہے جلوہ گر
کیا اس سمندر کو کوزے مین بند
ہراک نقطہ ہے گوہر شاہوار
تو مصرع ہے فوارۂ آبدار
کیئے نام نام آور اونکے رقم
جو موزون ہے نام سب حال
شگفتہ ہون جسکی گلگشت سے
لگے ہاتھ تب یہ دُر شاہوار
نہ وہ نکتہ چینی کو فرمائین کام
ہر دمی کرد ستائز لعنت بدا

آدیپرب تمام ہوا

خیابان سوم از چمنستان ادہ ہندوستان یعنی سبھا پرب از کتاب مہابھارت کہ سب دو ہزار و پانصد و یازدہ شلوک است

چمن اول در بیان ساختن مے دیو عمارت نادر

قلم اب بنائے عمارت کرے
چودہ دیو دہلی میں وارد ہوا
ہر اک رنگ کے اس میں نقش و نگار
چھتوں پر فدا پھول گلزار کے
کیا دیو نے صرف کار طلسم
زمین پر عمارت وہ تعمیر کی

ہنر میں عمارت کے ہشیار تھا
گلستان فردوس جس پر نثار
سنہر روزن تھے دیوار کے
عجب گلفشاں تھی بہار طلسم
قلم کو نہیں تاب تحریر کی

عمارت کی وہ طرح ڈالی وہاں
فلک نے بھی حسن لطف و خوبی کا گھر
زمین پر مکان رشک گلشن بنا
چمن ہر روش کے بنائے وہاں
زباں سے ہوں اوصاف کیونکر بیاں

صفا میں کی بنیاد تازہ وہ گھرے
بلندی میں جو غیرت آسمان
نہ دیکھا کبھی آنکھ سے عمر بھر
ہزاروں روش جان بلبل فدا
کہ ہر گل تھا رشک گل بوستان
سجا ہر کیوں رشک باغ جناں

تعمیر ہونا عمارت سبھی کا مے نام دیو کی صنعت سے

کرو کچھ علاج اپنے بیمار کا — شگفتہ ہو غنچہ دل زار کا
تمھیں فتح کل ہوگی بیشک نصیب — جراسندھ کی موت آئی قریب
ہوا ماہ پرنور کا منہ سفید — ہوئی شام انجم کی صبح امید
سر کرشن جی نے اشارہ کیا — کیا جیسے خس کو دو پارہ کیا
ملا ہاتھ پھر بھیم کی پشت پر — اُسے قوت تازہ آئی نظر

کہا کشن نے تو ظفر یاب ہے — جبھی تو ترا آج بیتاب ہے (؟)
کٹی جب وہ روز چہارم کی شب — نہاں ہوگئے انجم و ماہ شب
پھر آئے اکھاڑے میں دو پہلوان — ہوا گرم میدان کشتی وہان
دقیقہ ہوا بھیم پر آشکار — جراسندھ کی پھینک اتنی بار (؟)
اٹھا کر جو بالا سے سر لیگیا — بقوت زمین پر حوالہ کیا

کشتہ ہونا راجہ جراسندھ کا بھیم کے ہاتھ سے

لیا ہاتھ میں ایک پائے جوان — اٹھایا اسے جانب آسمان
جو فیروزی اس طرح حاصل ہوئی — خداداد آسان مشکل ہوئی
وہ چرخ شجاعت کا تھا آفتاب — ہوا شکل پر صورت ماہتاب (؟)
ہوا تاج شاہی سے وہ سرفراز — رعیت کو تھا عدل پر اسکے ناز
برا سب کا پیچھا گران سے کیا (؟) — جدا بلبلوں کو خزان سے کیا
بھرے آکے دلی میں رونق فزا — بر آیا جو منشا کا سب مدعا

دبایا ادھر پاؤں زیر قدم — روانہ ہوئی روح سوئے عدم
ہوئی صبح عمر جراسندھ شام — جو رکھتا تھا فرزند سہدیو نام
سر کرشن نے اسکو جاے پدر — بٹھایا بہ لطف و کرم تخت پر
وہ راجہ جو محبوس تھے قید میں — در آئے تھے شاہین کی صید میں
جو بیر فتح نایاب حاصل ہوئی — چلے شہر سے اور منزل ہوئی
وہ راجہ بھی اپنے وطن میں گئے — بہار آئی بلبل چمن میں گئے

ملا تیہ بنانے سے غم کے فراغ — ہوئے سب کے دل شل گل باغ باغ
جدہشٹر کی خدمت مین حاضر ہوئے — وہ خدمتگزاری مین قاصر ہوئے
نکل بھیم و سہدیو ارجن یہ چار — چلے چار جانب کو شکل بہار
ہوئے جمع سب راجہائے جہان — جتنے تھے دور نزدیک آئے وہان
ذرا کسنے یہ سامان دیکھا نہ تھا — جدہشٹر کو راجاؤن نے جو دیا

سرانجام وہ پیشکش کا لیا — رقم ہو بھلا مجھ سے تفصیل کیا
وہ اسباب نادر مہیا کیا — کہ جسکی صفت کی نہین انتہا
کہ لائین وہ شاہونکو اطراف سے — بلائین وہ پریونکو بھی قاف سے
عزیز و قریب و قدیم آشنا — ہوئے طفل پیر و جوان اکٹھا
کرون شہ صفا انجمن کا کیا رقم — فزون جس سے سامان جاہ و حشم

انتظام دینا جگ راجسو کو راجہ جدہشٹر کا

وہ آراستہ مجلس دل فروز — کریکے دو ہونو رشیونکے سوز
یہ انتظام ہیدا اور آئین تمام — ہوا راجسو جگ کا جب اختتام
زمین آسمان کے وہ مختار رہین — وہ دونون جہان کے خبردار رہین
ہوا برق غصے سے جلنے لگا — بنا شمع محفل پگھلنے لگا
کہ جس جا پہ ہم رونق افروز ہون — جہان ہم ہین خدمت اندوز ہون
زبان سے بھی کام لینے لگا — فلاحد وہ دشنام دینے لگا
وہ غصہ کے جامے سے باہر ہوا — سر اک سو تن جل کے اخگر ہوا

رقم مختصر یہ ہوا حال طول — کہ مطلب سے ہے باقی فضول
سر کرشن شاہون کے سرتاج تھو — وہ راجاؤن مین بھی مہاراج تھے
جدہشٹر نے پہلے پرستش جو کی — حماقت کو سسپال نے راہ دی
ہوئی آتش خشم جب شعلہ زن — یہ گرمی مین منہ سے نکالا سخن
پرستش سر کرشن کی ہو یہان — کہ ہے اپنے نزدیک وہ گاؤبان
جو وہ بد زبانی سنی بھیم نے — جو وہ لنترانی سنی بھیم نے
کہا دیجیے اسکو کیا انتقام — نہین جانور کی زبان مین لگام

کوئی ہاتھ تلوار کا چھوڑ دے　　یہ بیہودہ بکتا ہے منہ توڑ دے
مگر منع بھیکم نے اسکو کیا　　نہیں ہے یہ سر پر ہم عجلت کی جا
تامل ہے لازم نکر اضطراب　　کہ خود کرشن جی اسکو دینگے جواب
کہ اتنے مین سن کے سوگالیان　　سری کرشن نے طیش کھایا وہان

کشتہ ہونا سسپال کا سری کرشن کے ہاتھ سے

پلایا اسے آب شمشیر تیز　　تن زار سے روح نے کی گریز
سبب سب تامل کا لکھے قلم　　یہ احوال ہے اس طرح سے رقم
کہ سسپال جس وقت پیدا ہوا　　نئی شکل سے وہ ہویدا ہوا
تو صنعت خاص پروردگار　　یہ رکھتا تھا سہ چشم بازو چہار
سنو کیا کہون باپ پشت مین تھے　　وہ ہم شکل آئینہ حیرت مین تھے
کہ ناگاہ نارد ہوئے جلوہ گر　　کہی اسکی ماں سے یہ تازہ خبر
سخن میرا ہر دم ہے یہ یادگار　　نہ ہر سر سے ہوئے گل ہمکنار
کہ جس شخص کی گود مین یہ پسر　　خدا کی عنایت سے ہو جلوہ گر
یہ اعضا جو زائد ہین معدوم ہون　　تو آثار مرگ اسکے معلوم ہون
وہی شخص قاتل ہے اس طفل کا　　سمجھنا نہ فرق اس سخن مین ذرا
پڑا جب یہ در سخن گوش مین　　وہ لینے لگا ماں کی آغوش مین
سری کرشن اک روز آئے وہان　　ہوئی شاد وہ مادر مہربان
دیا گود مین انکی وہ نونہال　　نمایان ہوئی قدرت ذوالجلال
وہ اعضا کہ زائد نہان ہو گئے　　نشان موت کے بھی عیان ہو گئے
ہوئی مادر مہربان ترسناک　　گریبان عشرت ہوا چاک چاک
سری کرشن سے عرض کرنے لگی　　سر بخت قدمون پہ دھرنے لگی
جو سر زد ہون اس سے قصور بزرگ　　نمودار ہون گر گناہ سترگ
یہ لطف و کرم کیجیے گا معاف　　کہ آئینہ دل ہے اس سے صاف

سرکیشن نے جب سنا یہ سوال
کہا راحت جان ہر پیر و نہال

کیے میں نے سو جرم اسکے معاف
ہوگا اس اقرار سے بر خلاف

فقط بردباری کا تھا یہ سبب
وگرنہ ہوا آپ نازل غضب

سرکیشن نے شرط کی جو ادا
یہ سسپال خالا کا فرزند تھا

چمن سوم دربیان وجہ تسمیہ جراسندھ

سنو اب جراسندھ کی ابتدا
کہ کس طرح دنیا میں پیدا ہوا

کہ اک بعدرتھ نام تھا شہریار
کہ اقلیم مگدھ پہ اسے اختیار

یہ شاہ بنارس سے ہر داستان
کہ توام تھیں اس شخص کی دو لڑکیاں

وہ اس شاہ دوران کو منسوب تھیں
اور جان سے کچھ بڑھکے محبوب تھیں

مگر دل میں اولاد کا داغ تھا
کہ بے پھول پھل شاہ کا باغ تھا

یہی غنچہ دل میں تھا خار غم
خزاں بھی بہار جہاں یکقلم

دل و جان سے ہر دم تلاش پسر
ہوا ایک زاہد کا ناگہ گذر

کہا درد دل اپنا درویش سے
نکالے وہ خار الم ریش سے

وہ مرہم دیئے زخم پر درد پر
کہ ہو نخل امید کا بارور

دعا سے جو اسکی ہوا اک گلعذار
گلستان میں آئے مرے نوبہار

وہ درویش بیٹھا تھا زیر شجر
شجر نام سے آم کے نامور

ہوا شاخ سے آم ناگہ جدا
کہ ہو سیب جنت کا جیسے فدا

گرا آکے دامن میں درویش کے
لگا پھل یہ گلشن میں درویش کے

دیا شہ کو اسنے یہ تازہ ثمر
کہ ہو نخل امید کا بارور

ہوا راجہ کو زاہد سے وہ پھل بلا
ترا شا چھری سے دو پارہ کیا

دیا دونوں محلوں کو وہ ایکبار
ہوئی حمل کی شکل کچھ آشکار

جو ایام موعود پورے ہوئے
پسر دو ہوئے پر ادھورے ہوئے

ہر اک شخص کو ایک سکتا ہوا
ثمر کیا ملا یہ نیا گل کھلا

غرض دونوں لاشوں کو محکوم نے
کفن بھر تدفین لا کر دیے

وہاں پھینک آیا جو بستی سے دور
ہوا غم سے اس شاہ کا چور چور

انھیں ایک زن نے جو پایا وہاں
جرا نام تھا وہ ہوئی شادمان

جو دونوں ادھوں کو اب جا کیا
برابر سے آپس میں چپکا دیا

خدا ساز اک گل نمایاں ہوا
وہ دونوں ادھوں کا انسان ہوا

جراسندھ کی پیدائش کا بیان

ہوا شرم سے جسم تر آب آب
وہ غصہ کہ کھاتا تھا دل پیچ و تاب

خجالت کے دریا مین تھا غوطہ زن
بنا چادر آب سب پیرہن

لباس تکلف ہوا تر بتر
جنھیں بھیم ارجن اُسے دیکھکر

ندامت زدہ سخت نادم ہوا
خجالت سے وہ جیتے ہی جی موا

وہ تیغ حسد نے کیا اُسکا کام
ہوئی جمع عشرت کی اکبار شام

دکھایا خجالت نے یہ روز بد
ہوا سینہ مجروح تیغ حسد

تڑپنے لگا زخمیون کی طرح
اڑا دیتا چہرے سے رنگ فرح

نہ تھا ایکدم رات دن مین قرار
وطن کو روانہ ہوا شرمسار

ابھی غم سے کڑھتا ہے راتدن
چڑھا سر پہ اسکے تھا تازہ جن

چمن پنجم در بیان قمار بازی راجہ جدھشٹر و جرجودھن

جدھشٹر کی شوکت کا ہر دم خیال
جدھشٹر کی عظمت کا ہر دم خیال

بڑا ناتوان بین وہ مغرور تھا
پدر بھی تو آنکھون سے معذور تھا

سکن خال اُسکا دغا باز تھا
شب و روز بیدرد ہمراز تھا

پڑا عقل مین اُسکی تازہ خلل
بنائی نئی گھاتین دغل

پڑی اُس جگہ طرح بزم قمار
کرورون کی ہٹنے لگی جیت ہار

جما صحبت بد مین وہ تازہ رنگ
جدھشٹر سے پوشیدہ پانسونکا ڈھنگ

دکھایا جو کلجگ نے اپنا اثر
یہ سب ہار بیٹھا وہان سر بسر

پڑی بخت مین تھی مصیبت گری
کسی طرح ہرگز نہ دولت اڑی

دغا باز کے چڑھ گیا داؤن پر
رہی دشمنی کی نہ اصلا خبر

انھون نے زر و مال جیتا تمام
نچھوڑا خزانے مین بھی ایک دام

نہ گھوڑا نہ ہاتھی نہ لشکر رہا
نہ گوٹا نہ پٹھا نہ زیور رہا

کیا ہاتھ سے ملک تاج و نگین
سب اسباب راحت کے مال و زمین

کیا تنگدستی نے مفلس کمال
نہ باقی رہا پاس مال و منال

پڑی مفلسی مین وہ پانسون کی چوٹ
کہ اس چوٹ سے ہوگیا لوٹ پوٹ

گئے حشمت و جاہ و باغ و مکان
غرض دروپدی کو بھی ہارا وہان

جماعت وہ سب نا خدا ترس تھی
کسی نے جدھشٹر کی عزت نہ کی

پھپھولے دلون کے لگے پھوٹنے
محبت کا رشتہ لگے توڑنے

نہ کچھ ننگ ناموس کا پاس تھا
کسی بات کا کچھ نہ وسواس تھا

وہ پکڑے ہوئے ہاتھ مین سر کے بال
عفیفہ کو لائے حرم سے نکال

بہت خوش تھا جرجودھن پر غرور
شراب تکبر سے حاصل سرور

بٹھایا اُسے اپنے زانو پہ حیف
نہ بات مین چلتی تھی مانند ضعیف

سر بزم اُس گل سے تھا ہمکلام
کہ لونڈی ہے تو میری ہم سب غلام

سنا دروپدی نے جو اُسکا سخن
کہا اُس سے اے بیحیا بد چلن

ترا منہ ہے مجھکو بنائے کنیز
زبان تھام خاموش اے بدتمیز

رہا کچھ نہ راجہ کا کیا اختیار
وہ پہلے گیا آپکو تجھ سے ہار

دغا باز نے کچھ نہ اصغا کیا
دوساسن کو یہ حکم تازہ دیا

دوپٹے کو تو دروپدی کے اتار
کہ ہون ملین پانچون جوان شرمسار

دوساسن نہایت بد اندیش تھا
بد افعال تھا اور بدکیش تھا

وہ بیٹھا تھا اُٹھا بہت شادمان
لباس بدن اُسکا کھینچا وہان

قلم دیکھ عبرت کا ہے یہ مقام
زبان اُن سے نڈرے بُرے کے کام

نئے ہاتھ سے پردہ پوشی کا ڈھنگ
سر کشن مین حافظ ناموس و ننگ

وہی بیکسون کے مددگار ہین
بلا شبہ عیبون کے ستار ہین

جو بھیکم دروشٹ نے دیکھا یہ حال
ہوئے آگ کیطرح غصے سے لال

ملامت وہ کرنے لگے برملا
کہا سب طرح سے بُرا اور بھلا

نہ کچھ اُٹھا کوئی کہنے کو بات
سمائی دل مین ہے کیا واہیات

خدا کا بھی کچھ خوف ہے یا نہین
فلک ٹوٹے تجھ پر شق ہو زمین

مگر کچھ نہ سمجھے نہ سمجھے بھید
قیامت کا اک شور و غوغا ہوا
سنائے ابھی انکا نام و نشان
گلستان قدرت کی دیکھو بہار
تمہین بیکسون کے ہو فریاد رس
یہی پردہ پوشی کا ہنگام ہے
عدو درپے رنج و آزار ہے
یہ کہہ کر کیئے دروپدی نے نثار
تھکے ہاتھ بازو ہر اک شل ہوا
دغا باز سب نا خبردار تھے
کسی کی نظر مین نہ آیا بدن
کیا دیوتا ایک نزد کبیر
جواب اس طرح دیوتا کو ملا
اگر کوئی اسوقت دے سو ہزار
سنا دروپدی کا جو احوال زار
قیامت کا سامان برپا کیا
بغیر اسکا انجام ہوتا نہین
جو کچھ تمکو اسوقت مطلوب ہو
خطا بیر لڑکونکی ہو اب معاف
مگر ایک شے کا ہے تمسے سوال
سلاحون کا اُنسے نہو خواستگار
وہ سب گلشن پانڈو کے گلعذار
بلاؤ دھرتراشٹر کو پھر ایکبار

سر و پیر تھی اسوار انکے قضا
نیا حشر مجلس مین برپا ہوا
سے صفحۂ دہر مین انکا نشان
نیا گل کھلایگا ہو بیقرار
کہ باقی نہین فرصت یکنفس
یہان دستگیری کا اب کام ہے
سوا آپکے کون سنتا ہے
ہوئی انکی قدرت یہان آشکار
دوساسن کا سب زور مضمحل ہوا
ندامت مین اپنی گرفتار تھے
بھری سارے کپڑون سے وہ انجمن
ضرورت ہے اسدم نہ ہنگام دیر
کہ اسوقت کپڑا نہین ہے ذرا
نپا ہیگا کپڑا ہو گا وہ ایک تار
طبیعت ہوئی برق سان بیقرار
عفیفہ کو ناحق یہ صدمہ دیا
ستم پر اٹھائی ہے ناحق زمین
زر و مال جو کچھ کہ مرغوب ہو
رہو رنگ سے دل کا آئینہ صاف
یہ پانچون جو ہین پانڈو کے نونہال
جدھر چاہین جائین بشکل بہار
چلے سوئے دہلی برنگ بہار
اب اس شہر سے ہین کھیلے تیار

خدا نے کیا انکی آنکھون کو نیند
نہ آئی مگر بھیم کے دلکو تاب
دھرتراشٹر نے اسکو اشارہ کیا
کیا کرشن کو دروپدی نے جو یاد
یہ ہنگام اب چارہ سازی کا ہے
سر عام عزت بچاؤ مری
کرو پاس اب ننگ و ناموس کا
غرض یہ ہے ذالقصہ کھینچا جو طول
یہان تک نہ باقی رہا تار ایک
دل کرشن کو تھی جو الفت تمام
رقم ہو سکتا ہو نہین داستان
مجھے پارچہ تھوڑا درکار ہے
نہین ہفت کشور مین کپڑے کا نام
جو آنکھون سے معذور تھا بادشاہ
نہ دیکھا مری چشم بے نور نے
نہایت ہوا دلمین وہ خوفناک
دروپدی کو بلایا قریب
طلب کر جو دل تجکو ہو لینا تمام
کہا دروپدی نے کہ اے بادشاہ
مناسب ہے لڑکون سے اپنے کہو
کہا شاہ نے مجکو ہے یہ قبول
وہان سے چلے جب وہ پانچون جوان
جوئے مین جو ہارا ہو وہ ملک و مال

کہان کی نصیحت کہان کی یہ پند
یہ چاہا کہ سب دشمنون کو جو اب
تأمل کی جا وقت ہے صبر کا
کہ فریاد رس تم ہو دو میری داد
یہی وقت بندہ نوازی کا ہے
کہان ہو یہ عزت بچاؤ مری
ملو گے نہ پھر ہاتھ افسوس کا
لکھے عقل انسان ہرگز قبول
لگا صحن مجلس مین انبار ایک
کیا پردہ پوشی کا مجلس مین کام
کہ اسوقت یہ معرکہ تھا دلان
جو بیچو تو بندہ خریدار ہے
گیا ہستناپور مین اٹھ تمام
ابھی غم سے رنجور تھا بادشاہ
جو دیوانہ یہ گھر طفل مغرور نے
اڑائی پسر نے کشتی مین خاک
کہا پھر لڑکے ہین سب بدنصیب
خدا اسکا لڑکون سے لے انتقام
نہین ہے کسی چیز کی مجکو چاہ
کوئی آنسے اصلا مزاحم نہو
ہوئی دروپدی کی تمنا حصول
پسر نے کیا باپ سے یون بیان
زر و نقد و الماس و یاقوت و لعل

پڑے اُن آ سکا تو لے ہمسے پھیر — نہ ہرگز ہو پھر ایک لحظے کی دیر — اگر اسکا پانسہ پڑے برخلاف — تو یہ شرط ہے درمیان صاف صاف

کہ بارہ برس سیر صحرا کرے — قدم شہر مین پھر نہ ہرگز دھرے — اگر بارھوین سال ہو آشکار — وہ نظروں سے انسان کی ہو دچار

تو پھر جاے صحرا نوردی کرے — بیابان کا بارہ برس ہم بھرے — پدر اسکا آنکھوں سے معذور تھا — مگر دیدۂ دل بھی بے نور تھا

ٹھکانا اب اندھے کی ایمان کا — بھروسا فقط اسکو ہے کان کا — کیا راستی سے پھر اسکو طلب — نہ باقی رہے حوصلہ دل کا اب

دغا باز نیکل دکھائین اُسے — پہاڑون پہاڑون پھرائین اُسے

چمن ششم دربیان شرط صحرا نوردی دوازدہ سال

قلم سے یہ ہنگام رنج و محن — کہ چھٹتا ہے پھولون سے صحن چمن — خزان کی ہے آمد گلستان مین — بہار اب ہے رہگی بیابان مین

ستارہ ہے گردش مین اقبال کا — کہ کس طرح خالی ہو گھر مال کا — یہ تکلیف راحت کا سامان ہے — الم رنج عشرت کا سامان ہے

نہ جبتک گلستان مین آئے خزان — نہ دیکھے بہارون کا منھ بوستان — ملے دامن گل سے جو خار ہین — یہی رنج عشرت کے آثار ہین

نہ ہو درد دنیا سے انسان ملول — پس رنج ہوتی ہے عشرت حصول — جدھشٹر جوا آیا پھر اوس بزم مین — بیابان نوردی کے تھا عزم مین

سکن نے جو باتین کین شرطین بیان — دکھایا بساط دغل کا سمان — جو پھینکی گئی کعبتین دغل — جدھشٹر کی راحت مین آیا خلل

نہ باز آیا بازی سے ارادہ مان — رہا کچھ نہ باقی اجارا دہان — مناسب تھی راجہ کو ایفاے شرط — پھر اسمین تھا اسکے غوغاے شرط

جوا کھیلنا راجہ جدھشٹر کا درجودھن کے ساتھ

مکان بد رہین و یامان کا گھر نہ
چلے گلشن شہر سے جب وہ گل
جو ہمدم تھے اُنکے پریشان تھے
کہ ناگاہ نارد بھی آئے وہان
دغا بازی اکدن کریگی خراب
مگر وہ دغا باز بد کیش تھے
سنو شہر سے اب نکلنے کی شکل
جو لطف و نہین تھا قہر اسکی بجز ا
کریگا وہ دشمن کرینگی تمام
اشارہ تھا وہ تیر باران کرو
شکل اپنے چہرے سے پوشی سلے
کسی پر نہو اضطراب آشکار
تھے کہتے تھے رو رو کے وہ طفل اشک
اسیطرح رونینگی میدان مین
نہ تھے وہ شستہ خس سے خالی وہ ہاتھ
جو دشمن ہین نابود ہون دہر سے

نہ پہونچے کسی طرح اسکو ضرر
قیامت کا اٹھا وہان شور و غل
دل آئینے کی شکل حیران تھے
ہوئے گلشن بزم مین گلفشان
کرو آشتی ان گلون سے شتاب
جفا جو نہایت بد اندیش تھے
قلم لکھے اب انکے چلنے کی شکل
کہ ہے دور سب کے سرون سے بلا
یہی لینگی ہر ایک سے انتقام
کہ ذرات صحرا بھی تا غرون
کہ ہیگا نہ زن حسن پر دل نے
ملے تھا وہ اسوقت مہ پر غبار
نہ کیون اہل پریشان ہو پہ تشک
وہ گھر صاف ہوجائیگا آن مین
کچھ افسون پڑھتے ہوئے انکے ساتھ
نکالا غریبون کو ہے شہر سے

پیادہ چلے گھر سے پانچون جوان
زن و مرد ہر ایک تھا اشکبار
مگر سنگدل تھے وہ سب کوروان
کہ زیبا نہین تمکو اے کوروان
تو گر تمھارا یہ سب خاندان
نہ آیا خرابی کا ہرگز خیال
جدھشٹر کیے اپنی آنکھون کو بند
مگر بھیم کے بازوون پر نظر
روان جب ہوا ارجن پہلوان
چھپایان مین انکو آئین عدو
طبیعت تھی سہدیو کی تقدیر سے تنگ
پریشان کیے دروپدی نے سر
زن کوروان کا بھی ہوگا یہ حال
رہو ہوم باقی سنو انکا حال
کہ تا رفع ہون جلد ایام رنج
قلم ہو بیابان کیجانب روان

کہ جیسا کہ تھی وہ زن خستہ جان
کہ جاتی ہے گلشن سے فصل بہار
ہم آغوش عشرت سے دل شادمان
جدا ہوں وطن سے یہ پانچون جوان
کہ ہونگے یہی نا ہو رہے نشان
نہ تھا انکی پاشیا پہ غیر ملال
نہ پہونچے کسی کو نظر سے گزند
سر ست وہی تھی سبکو خبر
اڑاتا تھا انھون سے ریگ وہ اٹا
شہادون کا اکبار گی آبرو
متبدل تھا غصے سے چہرے کا رنگ
کہین ابر سے جھلکے مژگان تر
ہر اک اشک شعر پہ کھولیگی بال
غم و رنج کا جوش دل مین کمال
ملے زر و تر دولت و ملک و گنج
غریبون پہ کیا کیا ہے گذرا وہان

سبھا پرب تمام ہوا

خیابان سوم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی آرن پرب و درین پرب پانزدہ ہزار ہشت صد و شصت و چہار اشلوک است

قلم کیونکہ اب اشکباری کرے
سنے جو یہ احوال زاری کرے

چمن اول بیان آمدن پانڈوان بصحرا نوردی دوازدہ سال

شمالی جو دروازۂ شہر تھا
اسی دکھ سے اخراج انکا ہوا

اسی دکھ سے نکلتے تھے مجرم بدر
گنہگاروں کے واسطے تھا وہ در

نکالے خدا دشمنوں پر یہ دن
پریشان یوں تھے دل سلطین

لڑائی کے ہتھیار تھے انکے پاس
کسی طرح ہرگز نہ تھا کچھ ہراس

پیادہ قدم زن ہر اک شہسوار
کف پا کو گلرنگ میں زخم خار

کنارے جو گنگا کے پہنچے غریب
ہوا سایۂ نخل اس جا نصیب

بچھونے کی جا فرش برگ شجر
غذا کو بیابان کے تارے ثمر

ہوئی صبح اختر شماری میں شب
دلوں پر تھا انکے رنج و تعب

یہ چاہا کہ آگے اٹھائیں قدم
مگر دل میں تھا اس سبب سے الم

چمن دوم تعلیم کردن دھوم یک صد و ہشت نام آفتاب

ہزاروں جو ہمراہ ہیں برہمن
اٹھاتے ہیں غربت میں رنج و محن

وہ تکلیف کھینچیں گوارا نہیں
کہ اس بید کا پاس چاہا نہیں

جو ہیں سنگ بستی سے ہمرہ جان بلب
ترستا ہو دل گو رہی کو اب

ان آنکھوں سے دیکھوں میں یاں انھیں
کرے بھوک شدت کی بیجان انھیں

جدھشٹر کا اس غم سے تھا دل ملول
جدائی نہ انکی تھی انکو قبول

انھیں پھر ہرگز نہ منظور تھا
جدھشٹر سخاوت میں مشہور تھا

جو عادت کے تھے سب برہمن شفیق
سمجھتے تھے راجہ کو اپنا شفیق

جدھشٹر کے ولیں تھا اب یقین
کہ جائینگے ہرگز برہمن کہیں

ستم ہے انھیں ساتھ کا عزم ہے
مرے ساتھ یہ بزم کی بزم ہے

کیے دھوم سے اس طرح کے کلام
کہ ہمراہ ہیں یہ برہمن تمام

مرے حال پر ہے عنایت انھیں
تہیدستی کی ہے رفاقت انھیں

سنے دھوم نے جب گھڑی یہ کلام
سکھائے جدھشٹر کو سورج کے نام

قلم انکی تعداد لکھتا ہے اب
ہوئے ایک سو آٹھ وہ نام سب

جدھشٹر کے وہ نام ورد زبان
کہ سورج نمایاں ہوئے ناگہان

لباس برہمن میں ظاہر ہوئے
جدھشٹر کے مطلب سے ماہر ہوئے

عنایت ہوئی ایک دیگ مسی
ہوئی سب کی وہ باعث زندگی

ملنا ایک دیگ راجہ جدہشٹر کو سورج نارائن سے

جدہشٹر تھے جو تنگدستی سے تنگ
وہان جاکے کچھ روز مسکن کیا
پریشان خاطر ہوئی سلطین
قلم لکھے اپنا لہو عشرت اشت
برادن خدانے دکھایا اُسے
بدرتے کیا مشورہ ایک روز
بدرتے کہا غم نہ کچھ کھائیے
پہ لڑکونکی الفت نہ آئیگی کام
نہین ہے ذرا نیک بد کا خیال
وہ شہ خواب غفلت مین بیہوش تھا
کہا اپنے لڑکون سے جنکو کام

خوشی سے چمکنے لگا منہ کا رنگ
بیابان کو رشک گلشن کیا

بیابان کا مک تھا اُس راہ مین
برہمن ہزارون جو ہمراہ تھے

چمن سوم دربیان فتن بدپیشہ پانڈوان کا مک بن

بیان کیا کرے ذلت عشرت
ہراک طرح اندھا بنایا اُسے
سُناتے کسی طرح سینے کا سوز
بیابان سے اُنکو بلوائیے
سُنا ہے بیگے نام نشان وہ تمام
اُٹھاؤگے اک دن اذیا کمال
وہ دیوانہ از خود فراموش تھا
عدا اُنپہ ہوجان و دل صبح و شام

ہوا سخت بدنام وہ چار سو
عدو بنگئے پانڈ کے نیکنام
یہ غم دور ہو اُسکی تدبیر سے
سبھ صورت صلح ہو آشکار
سنائی ہے کیا جانیے دلمین کیا
یہ غفلت کے پردہ ہون آنکھون سے دور
تھا اپنے انجام کا کچھ خیال
وہ بیدل ہون ہر گز گوارا نہین

محبت تھی اسکی دل شاہ مین
بدلدار ہی خاطر شاہ سے تھے
گذرتے تھے یاد الٰہی مین دن
نگاہون سے سب کے گرتی آبرو
کہ کیون لین ہوشیار تمام
نگر کوئی جیتا ہے تقدیر سے
تو آخر ان ہوگی ساتھی بہا
کچھ انجام اپنا نہین سوچتا
نہو عین راحت مین ہے پا
ہوا دل کو اس گفتگو سے ملال
جدہشٹر کا اسمین بھلا ہے نہین

رکھیشر ہے اک بیتری جسکا نام ۔۔۔ کرینگے وہ لڑکون سے آکر کلام
یہ کہکر نظر سے ہوئے وہ نہان ۔۔۔ ستون آن رکھیشر کا پاستان

یہان جبکہ اشتاور آسکے پسر ۔۔۔ اسیر و قمر کی طرح تھے جلوہ گر

چھٹا رام و بیان آنے بیتری رکھیشر و نصیحت کردن جرجودھن را

نمایان ہوئے وہ رکھیشر وہان ۔۔۔ بٹھایا انھین سب نے با عز و شان
جو بیٹھا تھا جرجودھن پر غرور ۔۔۔ کہا اُس سے زاہد نے اے بے شعور

آنا بیتری نام رکھیشر کا سیتا پور مین فہمایش جرجودھن کے واسطے

جو رکھیشر کو تو نے کیا ہے وطن ۔۔۔ اٹھائے وہ صحرا مین رنج و محن
خوشی سے جو تیرے تو آرام ہے یہان ۔۔۔ بیابان مین وہ خاک چھانے وہان

خوشی سے ہیں سر یہان ناچ رنگ ۔۔۔ وہان پاس ہے شیر آہو پلنگ
غذائے مکلف یہان بر محل ۔۔۔ وہان اُنکو کھانیکو جنگل کے پھل

یہان سے ہیں گلستان کی سیر ۔۔۔ وہان ہر گھڑی ہے بیابان کی سیر
یہان ہے مکان عبرت اوج عرش ۔۔۔ وہان برگ تفتہ پتون کا فرش

بچھے ہیں یہان گاؤ تکیون میں پر ۔۔۔ وہان خاک تودہ ہے بالین سر
یہان فرش قالین مسند جدا ۔۔۔ وہان خاک بستر ہے خس بوریا

کنول روز جلتے ہیں شمعو یہان ۔۔۔ عوض اُسکے دھونی ہے روشن وہان
یہان ہے بدن پر تکلف لباس ۔۔۔ وہان پوست آہو کا ملبوس پاس

یہان عطر ملنے کو ہیں وہان ۔۔۔ وہان رنج غربت ہے فرحت یہان
مناسب ہے تو اُس سے اب صلح کر ۔۔۔ زبون ہے درخت حسد کا ثمر

بھلا اپنی حق مین یہ کلمے ہیں یہ ۔۔۔ خبردار جاتے سے باہر نہ ہو
نیا گل کھلائیگا اک ن غرور ۔۔۔ خزان ہوگی فصل گلستان ضرور

وہ سنتا تھا گفتگو ہے عتاب ۔۔۔ بھر آئی کی آنکھون مین کیفیت شراب
نہ نکلا زبان سے جواب سخن ۔۔۔ رہا بند غنچہ کی صورت دہن

نہ آنے کا اپنے ہوا یہ سبب
مگر تجکو مژدہ سناتے ہین اب

کہ جسطرح روئی تھی تو زار زار
کیا غم نے سینہ فگار

ہوا اس سے ہر زن کو رونا ان
نظر آئین مقتل مین بے خانمان

اڑا مین غم و رنج سے سر پہ خاک
کرین تیر اندوہ سینون کو چاک

نظر آئے انکو زمانہ سیاہ
کرین مت کی لاش شوہر پہ چاہ

اٹھائے ہین جو کچھ کہ تو نے الم
گذرون اس سے انکو ہو صدمۂ غم

سرکیشن جب کہ چکے یہ سخن
درشٹ دمن نے کیا وا دہن

سکھنڈی کی ہے تیرے ہاتھون قضا
کرونگا درونہ کا مین سر جدا

پلاؤنگا بھیشم کو جام اجل
مین ڈالونگا عیش عدو مین خلل

کرن کو دکھائیگا ارجن عدم
کریگا سر فوج دشمن قلم

رہا ایک جرجودھن پر غرور
اسے بھیم کشتہ کریگا ضرور

رضا سے خدا پر رضامند رہ
یہ غم دور کر دل سے خرسند رہ

یہ کہکر روانہ ہوا اپنے گھر
بہن کو لیے ساتھ پانچون پسر

سرکیشن انکو لیے آئے ساتھ
جدہشٹر کی فتح و ظفر انکے ہاتھ

قلم کو ہو شوق بیابان و دشت
کرو اب بیابان غربت مین گشت

چمن ششم در بیان ملاقات پانڈوان با مارکنڈے رکھیشر

چھٹے ہین وطن سے جیسدم جدا
زبان پہ تھا ہر وقت شکر خدا

ہوا ایک جنگل مین اکدن گذر
تاسف بہت اپنے احوال پر

وہان ایک عابد تھے دیرینہ سال
نکوکار نیکو سیر خوش خصال

سخن سنج صاحب ہنر خوش کلام
عیان مارکنڈے تھا عابد کا نام

صفت انکی لکھون یہ بیکار ہے
بزرگی کا سب حال اظہار ہے

خبردار ہر علم و فن سے کمال
عیان تھا انہین ہر زمانے کا حال

بسکہ طرح انپر تھے لطف و کرم
خبردار احوال سے دمبدم

کبھی آپ یہ کہتے تھے بندہ نواز
اسی مین ہے کچھ حکمت کارساز

نہ صحرا نوردی سے دل ہو ملول
خوشی رنج کے بعد ہو گی حصول

ہر اک حال مین انکے غمخوار تھے
شب و روز انکے خبردار تھے

ہنسے ایک دن خود بخود ناگہان
جدہشٹر نے پوچھا کہ اے مہربان

یہ پوچھو ہنسنے کا کیا ہے سبب
بیان کیجیے اسکا احوال اب

سنا مارکنڈے نے جسدم سوال
ہوا شکل گل غنچۂ دل نہال

وہ بلبل کی صورت ہوئے گلفشان
سنائی جدہشٹر کو یہ داستان

لیے تھے ہمین ایک دن رام چند
بیابان نوردی سے تھے دردمند

بدن پر لپیٹے تھے اسطرح خاک
جدائی سے گھر کی تھے دردناک

فقیرانہ پہنے ہوئے پیرہن
چمکتا تھا کندن سا رنگ بدن

جو بھائی تھے لچھمن تھے انکے ساتھ
لیے ہاتھ مین اپنے سیتا کا ہاتھ

اٹھاتے تھے صحرا مین رنج و الم
پہاڑ اور صحرا تھا زیر قدم

مناسب ہے تم بھی نہ ہو دل مین تنگ
اسی طرح باغ جہان کا ہے رنگ

کبھی فصل گل کی چمن مین بہار
کبھی خشک سبزہ خزان کا غبار

کبھی نخل عریان کبھی سبز پوش
کبھی نغمہ زن گاہ بلبل خموش

جہان مین ہے آرام و محنت کا ساتھ
خدا نے کیا رنج و راحت کا ساتھ

گلستان مین تیرے بہار آئیگی
خزان صاف کافور ہو جائیگی

تردد سے بیمار ہو مطمئن
گذر جائینگے رنج و محنت کے دن

قلم دروپدی کا بھی لکھتا ہے حال
جدہشٹر سے اکدن کیا یہ سوال

کرو شکر حق جانیکا کچھ غم نہین
طلبگار ملک و حشم ہم نہین

کہ دل مین ہے ایک رنج و محن
عقدۂ مرگ چھپائے ہین [illegible]

نہ سمجھا وہ جرجودھن سنگدل
نہ دل مین ہوا انکے مردک خجل

کہ دشمن نے خندہ زن حال پہ
انسین کر یہ الزام تھا [illegible]

فقط اسکا دل پر غم و درد ہے
اسی آگ سے آہ بھی سرد ہے
یہ صبر و تحمل کیا ہے پسند
کہ کس طرح دشمن سے پہونچے گزند

غضب ہے جو دونون نہ جتلا مین
تو جاؤ حکومت کی ہوس کا مین
دیا جو یدھشٹر نے اسکا جواب
قلم اب کرے طول کو انتخاب

کہا جانتا ہون مین انجام کار
فنا ہو فنا ہے نہین ہے قرار
جو کچھ لوح تقدیر مین ہے رقم
نہین اسمین ہوتا ہے کچھ بیش و کم

کبھی پرڈئی سے راج ملتا نہین
مگر بے حکم پتا بھی ہلتا نہین
جو صحرا نوردی ہے تقدیر مین
مٹائے یہ طاقت ہے تدبیر مین

مناسب ہے انسان نہو بیقرار
نہین رنج و راحت کو اصلا قرار
یہ رنج و الم سب چلے جائینگے
خوشی کے وہ دن پھر نظر آئینگے

مرے دل پہ اس بات کا ہے یقین
غم و رنج و عیش و طرب کچھ نہین
بھلا کیون نہ صبر و قناعت کرون
تمنائے حشمت مین ناحق مرون

تمہین بھی مناسب ہے ہر طرح صبر
اٹھاؤ بیابان نوردی سے جبر
سنے دروپدی نے جو ایسے کلام
کہے فکر گویا ہوئی نیکنام

تجھے حق نے بخشی ہے توفیق نیک
خدا نے عطا کی ہے توفیق نیک
تمنا تھی مجکو اسی بات کی
خداوند خالق نے خود تجکو دی

ہے دنیا حقیقت مین بے اصل ہے
جہان وصل ہے ساتھ ہی فصل ہے
اگر آدمی کی ہو نیت بخیر
گلستان جنت کی حاصل ہو سیر

مگر بھیم کو سنکے آئی نہ تاب
جلال آ گیا صورت آفتاب
چلا طیش کھا کر بشکل نہنگ
کہا جا کے کرتا ہون دشمن سے جنگ

خداداد ہوتی ہے فتح و شکست
کہے حوصلے کو نہ انسان پست
یدھشٹر نے آہستہ اس سے کہا
تامل کی جا وقت ہے صبر کا

جدا ہوا اگر تن سے اک بار فرق
نہ لائینگے ہم عہد و پیمان مین فرق
کرینگے لعین پر سلطنت کی ہوس
پھرینگے بیابان مین بارہ برس

جو پھر بخت اپنا مددگار ہے
بہر حال فضل خدا یار ہے
عوض اپنا لینگے عدو سے ضرور
ملا دینگے ہم خاک مین سب غرور

پھر آئینگے قبضے مین تاج و نگین
نہ لیجائیگا سر پہ کوئی زمین
جو تلوار دیگی جواب سوال
دھرینگے عدو خوف سے منہ پہ ڈھال

مقابل ہم آفت وہ ڈھائینگے ہم
کہ دریا لہو کے بہائینگے ہم
نہ دشمن کا رکھینگے باقی نشان
تہ خاک کردینگے فوج گران

وہ ٹکرا کے سر آپ مر جائینگے
بچینگے نہ زندہ جدھر جائینگے

چمن ہفتم آمدن بیاس نزد پانڈوان و رفتن ارجن نزد راجہ اندر

قلم کو ہے منظور سیر فلک
کہ قبضے مین ہو اپنے جب ملک
بیابان مین جب آئے جو اکدن بیاس
یدھشٹر نے سجدہ کیا بڑھ کے پاس

یہ مژدہ سنایا کہ غم دور ہے
خوشی آتی ہے رنج کافور ہے
غریبون کو ہر طرح تسکین دی
تسلی دل زار کی خوب دی

بتایا یدھشٹر کو افسون ایک
کہ تھا اسم اعظم سے مضمون ایک
جہان جائے تاثیر افسون ہے جاے
خبر دو جہان کی کوئی دم مین لائے

یہ مژدہ سنا کے وہ راہی ہوئے
یہ افسون سنا کے وہ راہی ہوئے
لب بحر ستی پہ تھا ان کا مقام
عبادت مین مشغول ہر صبح و شام

کچھ اس ماجرے کو جو وقفہ ہوا
یدھشٹر نے ارجن سے اکدن کہا
خدا کی اس افسون مین شان ہے
فلک پر رسائی ہو آسمان سے

یہ پڑھ لین تو پاس اندر کے جا
برآئے مرا تا دلی مدعا
سلاح ہو وہان سے اگر دستیاب
تو دل دشمنون کا ہو جلکر کباب

کسی دن لڑائی مین آئینگے کام
کرینگے وہ دشمن کا قصہ تمام
جو ارجن پہ یہ حکم نازل ہوا
شگفتہ بہ رنگ سمن دل ہوا

کیا غسل پوجا سے فارغ ہوا | بلاحون کو اپنے بن پر بھیجا | ہر اک سے طلبگار رخصت ہوا | اگر یہ سخن دروپدی نے کہا

روانہ ہونا ارجن کا آسمان کی طرف

لادیتا وہاں ماہر دیون کو دل
کہ ہم اس بیابان میں ہیں پابگل

تسو بھائیون کی فراموش یاد
ابھی تو لڑنا ہے سر پہ نہاد

یہ کہکر سخن اسکو رخصت کیا
گوارا غم و رنج فرقت کیا

جو سیکھا تھا ارجن نے افسون پڑھا
جو لکھا تھا سینے میں مضمون پڑھا

اٹھائی طرف آسمان کے نظر
ہماچل کی لی ایکدم میں خبر

ہوئی قطع جسدم پہاڑون کی رہ
ہوا پر روان تھا مثال نگاہ

پہاڑ ایک تھا اندرکیل اسکا نام
وہاں پر جو پہونچا یہ عالی مقام

یہ جا پاکر آگے بڑھاون قدم
نسیم صبا کو دکھاون قدم

کہ ناگاہ گردون سے آئی صدا
ٹھہرنا اسی جا سے تیرا بجا

جمایا جو ارجن نے اس جا قدم
کیا شخص ژولیدہ مو نے کرم

کہا ہفتکے اندر ہمارا ہے نام
مگر آپکا اس جگہ کیا ہے کام

بتاؤ بتا جلد گھر ہے کہان
کہ آئینہ ہو جیسے نام و نشان

جو آئے ہو کس شے کی ہے جست و جو
کہو کون مطلب ہے کیا آرزو

کہا مجکو ہتھیار کی چاہ ہے
کہ تدنلہ قتل بخواہ ہے

عدو دوستے جان ہو سب اشتباہ
دغل سے دکھائی بیابان کی راہ

غم و رنج سے دل پریشان ہے
جدا عیش و عشرت کا سامان ہے

اٹھایا وہ تحمل عداوت سے سر
یہ حاصل ہوا اسکا ہمکو ثمر

جدا ہشتر کل مقیم ہیں سب
اٹھاتے ہیں جنگل میں رنج و تعب

نہیں روز و تیا ہے ایذا فراق
ہر اک نا ہو کیا کیا تماشا فلک

نظر رحم کی مجھپہ فرمائیے
غم و رنج احوال پہ کھائیے

کہا اسکے اندر نے ای خوش خصال
اگر یون مہادیو خوش کیا محال

تو سب اسلحے تو ہے ارجن ستیاب
کرو اسکی تدبیر اب تم شتاب

گئے جب اندر نظر سے نہان
قلم لکھے ارجن کی اب استان

چمن ہشتم در بیان خوک شدن مہادیو و جنگ او با ارجن و ظاہر شدن بشکل بھیل

پسند آئی تقلیل آب و طعام
ہیا یاد میں بھر وہ ہر صبح و شام

کہ ناگاہ بشکل خوک ایک دیو
بھرے جسم میں سر بسر مکر ریو

مگر نام لوک اسکا مشہور تھا
بڑھا آگے ارجن پہ حملہ کیا

لیے راست سنے بھی تیر و کمان
صورت تا کرے خوک کو بیگمان

کہ ناگہ مہادیو بشکل بھیل
بہر حال سب دیوتون میں جلیل

کمان بانس کی لیکے پہونچا وہان
ہوئے صاف ارجن سے گوہر فشان

بہت تیر چھوڑا ہر اس صید پہ
ابھی میں بھلا دونگا سارے ہنر

کیا پر نہ ارجن نے اسکا خیال
مگر حال تھا تیر فگنی میں کمال

روانہ کیے تیر اس خوک پر
خدا کی نئی شان آئی نظر

ادھر بھیل نے بھی لگایا خدنگ
نشانہ ہوا خوک وہ بیدرنگ

جو ارجن کو غصے کی آئی نہ تاب
ہوا صید کی طرح جھنکر کباب

لگائے گئے تیر اس بھیل پہ
ہوا دو گھڑی تک وہ کچھ نہ خبر

ہر اک تیر نے کی سراپا خطا
بدن پر نہ اس بھیل کے چھو گیا

ہوا سخت حیران یہ تیر زن
کہے دل سے اپنے یہ اس دم سخن

خدا جانے یہ شخص ہے کون شے
مہادیو ہے یا کہ گندھرب ہے

یہ کہکر سخن پھر لگائے خدنگ
ہوا ایکدگر گرم بازار جنگ

ہوئی یہ سقدر ناوکی نازیان
کہ تیر فلک کو تھی حیرت وہان

لگا تیر بیہوش ارجن گرا
کچھ اس شخص نے بھی تامل کیا

جو کچھ دیر میں ہوا ہوشیار
خدنگ الم سے تھا سینہ فگار

زمین سے کر خاک پاکیزہ لی
بنائی جو صورت مہادیو کی

جھکایا سر عجز سجدہ کیا
بہت دیر تک اسکو پوجا کیا

اٹھایا جو سجدے سے ارجن نے سر
نیا گل شگفتہ ہے آیا نظر

پوجا کرنا ارجن کا سورت کو اور نظر آنا گل پرستش کا سر بیل پر

سر بیل پہ بیٹھا پوجا کے پھول
کیا فرمان جانی سے اسکو قبول

جو سرزد ہوا تجھسے اسدم قصور
یہ سمجھا کہ ناوک فگن ہیں حضور

ہوئے شکل بھیل سے وہ آشکار
کہا اس سے کس شے کا ہے خواستگار

جو ارجن نے پایا انھیں مہربان
کیا اپنا مطلب بتفصیل بیان

ستم بے سبب ظالموں نے کیے
یہ دشمن کو کیا کیا تصدعے دیے

مہادیو سے جو سنا حال زار
غریبی پہ رحم آگیا ایکبار

دیا ایک تیر اور آتش فشان
سراپا تھا وہ غیرت کہکشان

جو منظور ہو پھیرے راہ سے
دیو سمجھے ضرر اسکو بدخواہ سے

مہادیو بیشک ہے یہ نوجوان
زبان ارجن سے ہوا مدح خوان

اگر جانتا یہ ہوتی خطا
گنہگار ہوں آپ کا دو سزا

پرستش سے تیری رضامند ہوں
بہر حال میں تجھسے خرسند ہوں

سلاحوں کی ہے آرزو آپ سے
ابھی شو کی بخشش جو آپ سے

سر بزم عزت کے خواہاں ہوئے
عدو حال کے دشمن جان ہوئے

سلاح وہ کیے آپکے جو خوب
کہ جو رنگ دشمنوں کے قلوب

اگر دشمن پہ جس دم روانہ کرے
جگر سینہ پہلو نشانہ کرے

یہ تیر افگنی کا تھا یا طریق
نصیبوں سے ملتا ہوا ایسا شفیق

سنے اور ہتھیار بھی لاجواب
فزون خنجر مہر سے آب و تاب

چمن نہم بیان عطاء شستر جم برن کبیر و برن اندر ارجن را در مکان خود

وہاں سے مہادیو پنہاں ہوئے
نشاں آنکھ سے صورت جان ہوئے

لیے جسم نے ارجن سے پہلے کلام
کہ خوش ہو سنتا ہوں ای نیکنام

بیابان میں تھا جس جگہ وہ دلیر
بدن آگئے اپنے اندر جسم و کبیر

تیرے دشمنوں کا ہو سینہ فگار
زمین خون سے انکے ہو لالہ زار

یہ سمجھا کہ طرفہ ہوئی دل لگی — شکستہ نہ خاطر ہو مہمان کی
دعا سے نہ ارجن کا دل ہو ملول — یہ قصہ نفسی میں نہو جائے طول

نہ اس رنج سے اور ہو سے گزند — طبیعت ہوئی سخت اندیشہ مند
بلایا اسی وقت ارجن کو پاس — کہا اس دعا سے نہو دل اداس

لباس تخنث بھی کام آئیگا — چمن سیم و زر بار رسید این میں رکھی شش سو جب کفتہ راجہ اندر زر و پانڈوان — دل آخر کو اس سے بہر پائیگا

قلم لکھے گوسن گھٹشر کا حال — کرشمے مرد مرتاض اہل کمال
ہوا بزم اندر میں اک دن گذر — پڑی رشی ارجن پہ ناگہ نظر

پہونچنا ارجن کا اندر لوک میں

بنا آئینہ خانہ حیرت سے دل — رہا دیر تک سوچ میں پا بہ گل
کہا بزم اندر میں ارجن کہاں — سبب اسکے آنیکا کیا ہے بیاں

دیا تب کہے اندر نے انکو جواب — مقام تعجب نہیں ہے جناب
یہ نارائن و نر کا اوتار ہے — سلاحوں کا بیشک طلبگار ہے

محبت تھی ارجن سے مجکو کمال — کیا کثرت رنج نے پائمال
چچا زاد بھائی ہوئے ہیں عدو — نہیں انکو ہے دہشت آبرو

قریب اسکے پہونچا ہے ہنگام جنگ — دکھائیگا گردوں نہیں وقت تنگ
جو پانچون برادر ہیں صحرا نورد — ظفریاب ہونگے وہ روز نبرد

بلیں اچھے ہتھیار ہے جستجو — کرے تا بود و بود شکر جنگ جو
ہے انپہ لطف و کرم کی نظر — بیابان میں وہ کرتے ہیں بسر

یدھشٹر کے پاس آپ اب جائیے — کرم حال پر انکے فرمائیے
معابد کی سیر تیرتھ کھاؤ انھیں — عبادت کی راہیں بتاؤ انہیں

نہو رائگاں صرف عمر عزیز — بیابان میں حاصل ہو کوئی چیز
لباس آدمی کا یہ ملتا نہیں — ثواب اون سے ہوتا ہے حاصل کہیں

پہونچنا انسومان کا پاتال مین کپل دیو کے مکان پر

ہوا خبر سے اسکے وہ شاد کام
دیا اُسنے اسکا جواب سوال
مہادیو خوشنود ہوے کمال
یہ راز نہان جب ہوا آشکار
پسر کو عنایت کیا تخت و تاج
دلیپ اس پسر سے ہوا آشکار
وزیرون کو وہ سونپ تخت و تاج
کہا گر عبادت سے مد نظر
کرین کچھ گر تلطف کی وہ نگاہ

عنایت کیا اسنے سب لیجا م
یہ زندہ ہون اسوقت ہی بحال
سنین جب گے بگوش عنایت سوال
تو لایا وہان سے یہان راہوا
یہ راجہ بنا اور ملا اسکو راج
ہوا سلطنت کا اُسے اختیار
کیا الغرض اُسنے بھی ترک راج
تو جاکر مہادیو کو شاد کر
چلون ساتھ تیرے یہ ہر ایک ماہ

کہا اُسنے پھر اُنسے اے نامور
پسر سے ترے ایک ہوگا پسر
وہ گنگا کو لائیگا بیشک یہان
پسر سے پدر بھی ہوا شاد کام
پدر کو عنایت تھی مد نظر
ہوا جا کے پھر اس پسر عیان
عبادت تھی مد نظر صبح و شام
چلو نگی جو گر دو دن یہ یقین
ہزارون برس اُسنے شام

عنایت کی ہوان جلون پہ نظر
عبادت کریگا وہ شام و سحر
گئے ہمنشین کے یہ نوجوان
ہوا اُنکے سبب کا اہتمام
گیا سُنکے صحرا و دشت چھوڑ کر
عدالت کا اُسکی ہو کس بیان
ہوئی اُس سے گنگا بہت شاد کام
سنبھالیگی ہرگز نہ مجکو زمین
عبادت ہی کی جائے کیا اس نے

ہوئے خوش مہادیو بے انتہا
بر آیا سب اُن کا دلی مدعا
عذاب کبیرہ سے چھوٹی وہ خاک
ہوئے سوختہ سب گنہ ہو کے پاک

چمن ہیجدہم دربیان پیدائش سینگی رکھ

سنو حال سینگی رکھ باخدا
وہ کس طرح ہرنی سے پیدا ہوا

پدر اس کا ہمیشہ کا مرتاض تھا
وہ دنیا کی صورت سے ناراض تھا
عبادت لب گنگ کرتا تھا وہ
دم صبح ہر وقت بھرتا تھا وہ

ہوا ایک دن اُس بنی کا گذر
پڑی مہر و اُلفت کی اُس پر نظر
کیا جسم میں آب انسان نے جوش
ہوئی چادر آب عیب پوش

نظر حق کی تھی مہربانی کے ساتھ
کیا نوش ہرنی نے پانی کے ساتھ
اُسے دی تھی پہلے یہ بد دعا
کہ یہ اچھیرہ پہ تھی نازل بلا

پسر بعد میعاد پیدا ہوا
سر شاخ سر میں ہویدا ہوا
دیا نام سینگی رکھ اُس کا قرار
بیابان نشین تھا عبادت شعار

شہنشاہ تھا لوم پاد اُس کا نام
وہ بدعت کنالان برہمن تمام
گریزاں ہوئے شہر کو چھوڑ کر
پریشان حیران تھے سب سربسر

وہ راجہ تھا اس ملک میں صبح و شام
سمجھتا تھا کچھ جگ کا انتظام
بخیل اس میں نہ ہوا آسمان
نہ آئی نظر شکل بارش وہاں

جو راجہ نے دیکھا پڑا یہ فساد
کیا اُس نے زنار داروں کو یاد
گرفتار راجہ تھا اس قہر میں
برہمن پھر آئے غرض شہر میں

ہوا الغرض شورہ یہ وہاں — جو صحرائے سنگی تھا آئین وہاں
تو یہ مشکل بخت آسان ہو کچھ — عیاں غیب سے شکل یاں ہو کچھ

وہاں ایک نگار تھی یا پیر زن — لئے یاد تھے دریائی کے فن
وہ رکھتی تھی ہر مشکل پر اختیار — تھا ایک صورت پہ اسکو قرار

جو اس فن میں مشتاق تو اسکے ہاتھ — دعا مانگی عابد کو وہ لپٹ ساتھ
یہ نغزا از ابرام پیش آیا شاہ — یہ تو تیر دربار میں لایا شاہ

جو پہونچا نشانے پہ تیر دعا — بر آیا بفضل خدا مدعا
فلک نے بھی برسایا باران آب — نظر آیا ہر ہست سامان آب

مٹا قحط کا صاف نام و نشاں — ہوا جو نہایت ہوا شادماں
پری تھی وہ اک خبر خوش جمال — لئے پیر سے پڑھکے حاصل کمال

جو عقد رکھیشر میں آئی وہ ماہ — ملی شوکت و حشمت و عز و جاہ
پسر اس پری سے ہویدا ہوا — عروس عبادت پہ شیدا ہوا

رکھیشر ایود کی نام مشہور تھا

چمن نوزدہم دربیان ظہور یافتن اشٹابکر

وہ دنیا کی لذات سے دور تھا

کہود ایک مرید اسکو نام تھا — اسے خدمت پیر سے کام تھا
یہ دفتر سے عابد کی منسوب تھا — بدل حسن آس ہے کا محبوب تھا

ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر — پدر کا معلم تھا اکثر پسر
چو وہ بید پڑھتا تھا شام و سحر — یہ دیتا تھا غلطی پہ اسکو خبر

اسی وجہ فرزند سے تھا خفا — زبان مبارک سے دی بددعا
شکم سے جو ماں کے اظہار ہو — ہر اک عضو فرزند کجدار ہو

پیدا ہونا اشٹابکر کا

جو پیدا ہوا ماہرو سے پسر
جنک نام راجہ تھا عالی تبار
خدا نے عطا کی بزرگی نہ علم
ہر ایک رکھیشر تھا جو بید خوان
گیا پاس راجہ کے وہ با ہنر
بہن سے ہوا نند جو خواستگار
ابھی نند کے ہاتھ سے اسکی جان
مگر دلمین فرزند سے داغ تھا
عبادت کو صحرا کی جانب گیا
کیے اسپر افسون تھے اسنے دم
اٹھا کر کیا نوش پانی کا جام
ہوا ایک ساعت مین وہ نوجوان
وہ سونک جو رکھتا تھا سو رانیان
ہر ایک مین ایک تھا انگ نام
نسبت اسکا پہلا جو فرزند تھا

تو کجدار تھے عضو سب سربسر
عدالت سخاوت تھی اسپر نثار
برہمن سے کرتا تھا وہ بحث علم
اسے بھی کیا غرق اسنے وہان
ہوا بحث مین غالب اس نند پر
ہوئے آپ سے برہمن آشکار
الٰہی غرق ہونے سے اسکو امان
خزانے بید پھولون کا یہ باغ تھا
برآیا خداداد وہ مدعا
جو پہونچا وطن راجہ ذی حشم
ہوا جبکہ اک سال پورا تمام
مگر نام تھا ان دھاتا عیان
جنتیت اس سے پیدا ہوا بیگمان
کیا جگ کا اس طرح اہتمام
برہمن نے لحم اسکا قیمہ کیا

ہوا اشٹاوکر اسکا مشہور نام
وہان بھاٹ تھا ایک نند اسکا نام
غرض علم مین جسکے پاتا تھا فرق
ہوا اشٹاوکر الغرض جب جوان
نکالا زبان سے یہ اسنے سخن
جو تھا غرق اس بید دان کا پدر
جو تھا نسل اچھواک سے جو بناس
وزیرون کو وہ سونپ اپنا راج
وہان بھرگ عابد کا جو تھا مقام
زبان تشنگی سے بہت خشک تھی
پسر ایک پہلو سے پیدا ہوا
جو سونک تھا قندھار کا بادشاہ
و لیکن تھی راجہ کی اسپر نظر
تھا جو سامان کیا ہوم کا
وہ طعمہ ہوا ہوم کی آگ کا

اسے یاد تھے علم دنیا تمام
کہ عاجز تھے اس سے برہمن تمام
وہ کرتا تھا دریا مین فی الفور غرق
سنی نند کے ظلم کی داستان
کہ ڈوبے نہین زندہ ہین برہمن
ملا اسکے جب خوش ہوا وہ پسر
خزانہ بہت فوج تھی بیقیاس
خزانہ سپہ ملک و تخت و تاج
دھرا تھا بھرا ایک پانی کا جام
رکھیشر کی اسنے اجازت نہ لی
ضیا رخ کی وہ مہر شیدا ہوا
کیا قتل اسکو بلا مال و جاہ
[illegible] ہوئین پیدا اسپر
ہوئین [illegible] سب وہان [illegible]
ہوئین اسکی خوشبو سے سب [illegible]

جگ کرنا راجہ سونک کا

بنو زحل کے جب وہ دن تمام
حقیقت اپنی ماں سے ہوا نیکنام

بلا خشک راہ کو بعد فنا
ہوا وہ بجا سے پدر پادشا

قلم لکھے صحرا نوردون کا حال
کھلے قصہ دوستان کا مآل

تماشے پہاڑون کے مد نظر
ہوا ناگہان اس جگہ پر گذر

ازان معدن جو اک کوہ تھا
مقام آن غم ہیبتی اس جا گیا

کھڑے تھے بیسے برگ بیر درخت
برسنے لگا ایک باران سخت

کیا اپنا ازار سردی نے گرم
زمین و رسیلاب سے سخت نرم

گریبان ہوا چاک آرام کا
دہان نام تھا خاک آرام تھا

وہ سردی بدن کپکپاتا تمام
حفاظت کا ڈھونڈتے تھے مقام

کہ ہمراہ تھی انکے جو دریدہ سی
وہ بیہوش آ کر زمین پر گری

بنی چادر آب ہر آستین
ہوئی موج آنسو دن سے زمین

ہوا تھا جو وہ دیونی سے پسر
کیا بھیم نے یاد آیا نظر

بڑے طرح جو وہ کوہ و صحرا تمام
گئے کوہ پر بدری جسکا نام

ہوا چادر گل وہ دامان و کوہ
فلک مرتبہ اور عالی شکوہ

صفا ہر روش چہرہ ماہ سے
روان آبشارین جدا راہ سے

ہر اک ن سے پیدا ہوا اک پسر
ہر اک شین تھا رشک شمس و قمر

بلا تھا یہ مین کے دوزخ مین گھر
ہوا اسکا حامی پسر کا پدر

بیابان و کوہ آئے زیر قدم
نیا آب وہ دانہ وہان دمبدم

جہان چاند لایا تھا آب حیات
جو پی لے تو پائے قضا سے نجات

ہوا خوب آندھی کا اک زور زور
بلا کی ہوائین تھے زور شور

کوئی وان کوہ مین جا چھپا
کوئی گوشہ غار مین آ چھپا

وہ ٹھنڈک بدن تھرتھرانے لگے
کسی کے اعضا نہ قابو مین تھے

جو دیکھی انھون نے شب بے امان
ہوئے بھیگتے بھاگتے سب وہ ان

ہوئی تھی اک کس بھی قطع راہ
دکھایا فلک نے یہ روز سیاہ

جدہشٹر کو پیدا عجب غم ہوا
ہر اک دیدہ اشکون سے پرنم ہوا

نہ جھپکی نظارہ مژگان چشم
گہربار اشکون سے مژگان چشم

دہن ہوش و بازو پسکو لیا
خجالت سے پانی ہوا کو پیا

قلم سے یون کیا وصف اسکے رقم
چمن جسکا ہر ایک شک ارم

شگفتہ ہر اک سمت تازہ بہا
کر گلگشت سے دور ہون اسکے خار

چمن عندلیبون سے گلزار سب
تماشائی تھے نقش دیوار سب

لیجانا گھٹرکہ کا بھیم کو کوہ بدری پر گلگشت کیواسطے

تمام صرف کیا ہو [illegible] ان بتاب / بدان آن بشیادان عطر و گلاب
وہ بصحن زمین بہشت گلزمین / سبب عطردان غنچہ یاسمین

چمن نسیم در بیان ملاقات بھیم سین با ہنومنت

کیا ان گلون نے جو اسپر مقام / تماشائی عالم برین صبح و شام

چلی ایک دن وہ معطر ہوا / ہوئے گلستان جنت فدا
اڑا لائی اک پھول باد صبا / گل مہر نگہت پہ اسکی فدا

پھرا اک گل گل کا خوشبو کا گھر / گرا اودپدی کے وہ پیش نظر
جو اس پھول مین تھیان پتیان ہزار / فدا اس گل پر ہوئی ایکبار

سمایا جو آنکھون مین رنگ گل / کھلا غنچہ دل بھی ہمرنگ گل
ہوئی اور گل کی اسے آرزو / ستائی یہی بھیم گلگشت گو

کہا اس نے [illegible] لا دے مجھے / خوشی ہون گلے سے لگاؤن تجھے
کہا بھیم نے تجھے ایسے پھول / منون غنچگی سے طبیعت ملول

چلا بھیم گرانی کتنی اس جا نسیم / قدم زن ہوا اسطرف کو بھیم
ملا دیویا تجھے مارا اوسے / ہوا مشتہ جو سوار اسے

اسی طرح پہونچا وہ اک کوہ پہ / پڑی ایک بھون کی اسپر نظر
نہایت ضعیف و زلاغر بدن / رگون سے تیار شکسطر بدن

کہ سوتا تھا اسی راہ مین / کیے دخل تھا شان اللہ مین
جگایا اسے بھیم نے خواب سے / اٹھایا اسے بھیم نے خواب سے

ہوا دور آنکھون سے خواب گران / کہا اسنے یون بھیم سے کیون ان
یہان آدمی کا ہے مشکل گذر / فرشتون کے اس جا بھی جلتے ہین پر

گئی نیند ناحق جگایا مجھے / سہے یاد آپیا سزا دون تجھے
کہا بھیم نے ہون مین فرزند باد / مگر تو لا ستانے مجھکو یاد

جگانے کا اسلام یہ تھا مدعا / کہ ہے لانگھنا منع جاندار کا
ہوا سو ہوا اب چلو راہ لو / خفا اسقدر ہے ناحق نہ ہو

سمجھتے نہین ورہنومنت ہم / مثال دین ابھی شور ہنومنت ہم
سنے جبکہ بندر نے ایسے سخن / کہا کون ہنومنت اے پیلتن

کہا وہ ہی ہنومنت عالم پسند / جسے چاہتے تھے سری رام چند
کہے بھیم سے اسطرح پر کلام / کیا ناتوانی نے مجھکو تمام

چلون جو قدم راہ دشوار ہے / تن زار یہ استخوان زار ہے
عنایت سے اپنی کرم کیجیے / ذرا آپکی دم کو اٹھا دیجیے

سونا ایک بندر کا درمیان راہ کے اور ہمکلام ہونا بھیم کا اس سے جگا کر

تیغ کے دریا میں تھا غوطہ زن
کہا اس سے قصاب نے یہ سخن

یہ ان جو جانور ذبح کرتا نہیں
چھری اسکی گردن پہ پھرتا نہیں

تصفیہ جو ہے قلب کا آئنا
یہ مطلب فیض خدمت ماں باپ کا

سدا مول لا کر مجھے بیچنا
زبان برہمن کی سے بد دعا

پھرے اپنا ادھر سے عنان قلم
چلے داستان میں زبان قلم

چمن بست و چہارم رفتن جودھن کا کامک بن میں بقصد تماشا و گرفتار شدن بدست گندھرب

سنائے نئے حال نیرنگ چرخ
نہیں ایک انداز پر رنگ چرخ

سنی اسنے ارجن کی جو داستان
ہوا گوش زد ہر ہنر کا بیان

بلا دیوتو نے بھی سامان جنگ
مہیا ہوا اسباب میدان جنگ

غریبوں کا صحرا میں ہے اب مقام
نہ لشکر نہ حشمت نہ کچھ احتشام

ابھی سہل اس درد کا ہے علاج
نہیں فوج و لشکر کی کچھ احتیاج

یہ آتش اڑائیگی چنگاریان
بچیگا نہ جلنے سے یہ دودمان

جو کامک میں ہے گلہ ماوہ گاو
ہوا اس طرف میں کہا گئے یوں تاو

اگر حکم ہو اس طرف جائیں ہم
انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ آئیں ہم

کہا مجھکو پہونچی ہے سچی خبر
کہ ارجن نے سیکھے ہیں جنگی ہنر

جدھشٹر نکل اور سہدیو بھیم
بیابان کامک میں ہیں سب مقیم

ادھر سے نہ تم دل شکستہ پھرو
مقید پھرو دست بستہ پھرو

بیابان میں ہیں وہ گوشہ نشین
ہمیں کچھ نہیں انسے پرخاش و کین

سنو حال درجودھن بیوفا
جفا جو ستم کار اہل دغا

سنا آپ ان ارجن کی مشکل ہوئی
ملاقات اندر سے حاصل ہوئی

ہوئی آتش کینہ کچھ اور تیز
تصور ہوا دل میں یوں شعلہ ریز

ابھی قتل بے شبہہ آسان ہے
وہ بے فوج ہیں اور بیابان ہے

وگرنہ یہ شعلہ اٹھائیگا سر
کہ پہونچیگا اس خاندان پر ضرر

یہ تدبیر آئی جو سبکو پسند
کہا باپ نے اپنے اے عقلمند

انھیں ایک مدت سے دیکھا نہیں
نہو مفت میں رائیگان وہ کہیں

وہ سلطان بے چشم تھا کور دل
طبیعت تھی بد نامیوں سے خجل

جتا دیوا اندر ہوئے مہربان
سکھائیں اسے ناوک اندازیان

تہاوا اگر ہیں تجکو مغلوب وہ
سزا دیں تری فوج کو خوب وہ

سکن ایک تھا دشمن خاندان
کہا ان یوں کی اسکی تیغ زبان

خدا دشمنی سے انکو سرکار رہے
لڑائی نہ آپس میں تکرار ہے

جدہشتر نے اسکو چھوڑا یا دہ طن
روانہ ہوئے جب وہ اسکو وطن
بعید آدمیت سے یہ بات ہے
خجالت کشیدہ ہوا جسدم تمام
چھوڑا یا جدہشتر نے زندان سے
جو ہمراہ تھی فوج رخصت ہوئی
ندامت ہوئی سخت دلکو حصول
کرن آشنا تھا نہ اس حال سے
وہ ان آکے تعریف کرنے لگا
جو خستہ جگر نے سُنے یہ سخن
طبیعت مین ہوا اپنی تجویز آج
دکھائینگے کیا جاکے منہ شہر مین
نکیون زندگی دلکو ہونا پسند
دوساسن نے جسدم سُنے یہ کلام
کہا مجھ سے سرزد نہو گا قصور
شتابی چلینگے اگر ان مین سب آبرو
عبث ہے یہ بیہودہ دلپر خیال
رعایا اگر خیر خواہی کرے
بھرا تھا جو باتون مین اعجاز خوب
یہ کہکر وہ افسون پڑھنے لگا
کہا مین کرونگا مدد وقت جنگ
جاؤنگا میدان مین جسدم قدم
جو دو خلل ہوا اگر مین وہ بد دماغ

وہ مہمان تھے یہ بنا میزبان
ہوئی دَربدری اُنپہ کچھ خندہ زن

ادا سب کی مہمانی کی رسم
جدہشتر نے یون ستم اسکو کیا

چمن بستہ شدہ ہشتم دربیان خجالت کشیدن جودھن و شستن کنار گنگا

غرض شہر مساری کی حالت تمام
کیا زیر بار اسنے احسان سے
کہ تجویز ترک حکومت ہوئی
کرے کیون نہ گوشہ نشینی قبول
نہ آگاہ تھا غم کے احوال سے
وہم اسکی شجاعت کا بھرنے لگا
کہا حال دل کا بگوش کرن
دوساسن اب بیٹھے تخت و تاج
یہ جینا نہیں موت ہے دہر مین
ہوئے ہم جدہشتر کے احسان مین بند
لیا ابر نیسان کا آنکھون سے کام
کرو ان سلطنت مین تمھارے حضور
ہوا جسم مین غم سے پانی لہو
کرو دور دل سے یہ رنج و ملال
نہ احسان کا بوجھ سر پہ دھرے
کرن نے ملا رنج و غم تھا خوب
عبادت کا مضمون پڑھنے لگا
نہو لین وہ خستہ دل ایسے تنگ
دکھاؤنگا سب دشمنون کو عدم
دیا تازہ بیکم تپا سے نے داغ

سُنو حال جر جودھن شہر گین
ابھی سے وہ بحر ندامت مین غرق
روانہ کیا جائین سب اپنے گھر
جدہشتر ہوا باعث مخلصی
جہان تھا یہ جر جودھن خستہ دل
کیا تھے گندھرب کا سامنا
بدرجہ جو خاطر شکستہ ہون مین
اُسے جانشین بنا اب کیجیے
نہایت ہوا اس غم سے خاطر ملول
کہے جی کو ہے زندگانی وبال
مژہ عین دریا بہانے لگے
دل و جان سے سب بھائی تمپر فدا
کرن نے بھی اپنی بچھائی بساط
انھون نے جو امداد کی اسقدر
سمجھتے ہیں اسبات پہ افتخار
دل غمزدہ سے نکالا وہ خار
جنون کا خدا ساز فرمان وا
کروں حشر برپا وہ میدان مین
یہ سنکر وہ بیدل قوی دل ہوا
جدہشتر کی خوشی نیتی یہی تھی

بجا لائے یہ مہربانی کی رسم
یہ ہنگام خندہ نہیں در تہ با
جہان مین کبھی دن کبھی رات ہے
شب و روز دل مین تھا اندوہگین
خجالت سے دریائے حیرت مین غرق تھا
عبادت کو بیٹھا لب گنگ پر
کہ کیون تلخ ہو شربت زندگی
خجالت زدہ شرمسار و خجل
یہ مغلوب کرنا تھا الزام تھا
خجالت کے زخمون سے خستہ ہون مین
بیابان کا راستہ لیجیے
خجالت ہوئی سخت دلکو حصول
نہایت ہوا اپنا پریشان حال
وہ اشکون کا طوفان اٹھانے لگے
دکھاتے ہین دشمن کو سحر فنا
کہا جائے اندوہ سے آئے نشاط
رعیت کے مانند ہین سربسر
عنایت کے رہتے ہین امیدوار
کیا دور خجلت کا سارا غبار
قریب بکرن آسکے حاضر ہوا
کہ ہو جائے سب فیصلہ آن مین
وہان سے روان اسکو منزل ہوا
جو زندان مین دشمن سے مہلت ملی

آنا جرجودھن کا اپنے گھر مین

عداوت پہ اسکو نہ تھی کچھ نظر
وگرنہ بنی تھی ہر اک جان پر
رہائی وہان سخت دشوار تھی
ہر اک فکر و تدبیر بیکار تھی
کہا پھر کرن نے کہ اے شہریار
سراپا ہوئے دور دل سے غبار

چمن بست و ہفتم جگ راجسو کہ جرجودھن نمودہ

دیا آپ بھی جگ کو انتظام
جدھشٹر اسی سے ہوا نیکنام
پسند طبیعت ہوا یہ سخن
مرتب ہوئی جگ کی انجمن
[illegible] ارجن پھرا چار سو
وہ راجاؤن کو لایا با آبرو
مہیا ہوا جملہ سامان وہان
ہوئے ایک جا آکے مہمان وہان
جدھشٹر کو قاصد بلانے گیا
نہ آئے جواب اس طرح سے دیا
کرینگے نہ اب فرق وعدے مین ہم
نہ رکھین گے بستی مین چل کر قدم
لڑائی کا میدان منظور ہے
ملاقات اب جگ کی دور ہے
خلاصہ ہوا جگ کا اختتام
بنا جس طرح سے دیا انتظام
مہیا وہ اسباب جاہ و حشم
بتفصیل سب حال گر ہو رقم
زبان قلم تھک کے خاموش ہو
بسرعت زبانی فراموش ہو
لٹائے یہ اتنک وہ لعل و گہر
بنا کان زر ہر برہمن کا گھر
دیا اسقدر نقد و اسباب مال
کہ لینا ہوا اسکا سبکو وبال
زمین پر وہ اک جا لگے انبار زر
کہ گاؤ زمین کی بنی جان پر

چمن بست و ہشتم دربیان رسیدن بیاس بایشان گفتن حکایت برہمن محتاج

فلک کو ہے سیر بیابان پسند
جو کالک مین رہتے تھے وہ دردمند
گذرتی تھی عسرت مین اوقات حیف
ولو نیز تھا اک سبج دن ضعیف
بیاس ایک دن پھر جو آئے وہان
کیا حال عسرت سب اپنے بیان
کہ ہم تنگدستی سے ہین شرمسار
طبیعت ہے افلاس سے بیقرار

سنار کنندے نے جب یہ سوال
کہا اور شکستہ ہو رنج و ملال

سنایا وہ سب قصۂ رام چند
رہے چار دہ سال صحرا پسند

وطن اور گھر بار چھوڑا تمام
کہ تیرا اقربا ایک آیا نہ کام

چھوڑا مگر انکا سیتا نے ساتھ
بیابان کی خدمت تھی لچھمن کے ہاتھ

کیا بات پر باپ کے ترک راج
نظر پھر نہ کی جانب تخت و تاج

فقیروں سے بڑھکر پریشان حال
لپیٹے بدن پر درختون کی چھال

بیابان کے پھل سمجھے طعام
خدا کی عبادت تھی صبح و شام

وہ راون بھی سیتا کو ہر لیگیا
بیابان سے اپنے گھر لیگیا

ہوا اور بھی انکے جانے سے غم
لگے اور سینے پہ تیر الم

ہوا ان کو اک تازہ رنج فراق
لگا تھا صحرا مین رنج فراق

تجسس مین صحرا لگے چھاننے
شب و روز صحرا لگے چھاننے

دکھایا غم ہجر نے روز بد
لڑائی مین کی شدت رنج و درد

وہ تھا زور قوت سے ہنومان مین
دیا پھونک لنکا کو اک آن مین

کیا قتل بیوون کی افواج کو
تبہ کر دیا اک مسلم راج کو

ہوا شہر لنکا مین وہ قتل عام
مٹا لوح ہستی سے راون کا نام

وہ سیتا جو گم تھی ہوئی دستیاب
نکلتے سے چھپا ایک آفتاب

یہ صحرا نوردی ہوئی اہتمام
سحر سے تبدل ہوئی غم کی شام

وطن مین پھر آئے بلا انکو راج
رہی عیش و عشرت وہی تخت و تاج

جو کچھ آنپہ گذرا وہ مرقوم ہے
بیابان نوردی اک موہوم ہے

یہ احوال سب نظم مین ہے رقم
یہی کہے آیا ہے زیر قلم

بیابان نوردی کا کچھ غم نہیں

چمن سے گلم و بیان گفتن مار کنندے سے حکایت وہی کہ زنے صالحہ بود

طبیعت زمانے سے برہم نہیں

مگر درد یہی کہ ہے اک درد و غم
وفادار سنے ہیں اٹھائے الم

یہ رنج و الم دیکھتے تھین بیقیاس
ابھی درد سے ہے طبیعت اداس

دیا یار کنندے نے اسکا جواب
حقیقت مین یہ رنج ہے بے حساب

سنو ایک راجہ کی تم داستان
نہ تھا انکے فرزند آرام جان

عبادت مین اوقات تھی اسکی صرف
سنو ایک رنگا یہ حال شگرف

کہ پیدا ہوئے ناگہان آشکار
کہا اس نے اے شاہ عالی وقار

مقدر مین تیرے نہیں ہے پسر
مگر ہوگی لڑکی بشکل قمر

زبانزد ہوا ساوتری اسکا نام
نہ ہی سلطنت کا ہے اس سے قیام

ہو پیدا ہوئی دختر ماہرو
ملی اسکو اس سمت سے آبرو

ہوئی نوجوان جبکہ وہ گلعذار
پدر فکر شادی مین تھا بیقرار

کہ ناگاہ نارد نے آکر کہا
بیابان اک سمت مین ہے بادشا

زمانے کی باتون سے وہ تنگ ہے
کہ گردون بھی ان سے بر جنگ ہے

بیابان مین ہے وہ گوشہ نشین
پسر اور زن اسکے ہیں اسکے قرین

وہ فرزند ہے سب طرح بارہنر
صفات حمیدہ ہیں پیش نظر

مگر اسمین ہے ایک عیب تو ہی
کہ باقی جب اس کی ہے زندگی

کہا اپنی ماتا سے راجہ نے حال
نہ اسنے کیا اس سخن پر خیال

جمال و شوہر کی تھی جستجو
یہ گویا ہوئی ماں سے وہ ماہ رو

مگر ہے یہ شرم و حیا کا مقام
سنو کان دے اور شوہر کا نام

وہ انسان جو پاکیزہ اخلاق ہے
صفات حمیدہ مین بھی طاق ہے

یہ صحبت غنیمت ہے اک سال کی
یہی آگے جو کچھ ہوا حال کی

سنا ماں نے دختر کا جب یہ کلام
کہا جاکے راجہ سے اسکا پیام

یہ پیغام سنکے وہ شاہ جہان
ہوا اس بیابان کی جانب روان

مگر ساتھ تھی دختر رشک ماہ
چلا دین سواری سے اقبال و جاہ

بہانے مین لڑکی بھی ہمراہ تھی
وہ راز نہان سے نہ آگاہ تھی

شادی ساوتری کی پسر راجہ من کے ساتھ

تھوڑا مطلب سے سوء عا
وہ دختر نہایت تھی شایستہ کار
مگر ہر گھڑی تھا دنون کا شمار
وہ مدت کے دن جبکہ آئے قریب
کہ دونون گئے سوے صحرا روان
نمایان ہوئی شان پروردگار
نمایان ہوا ایک جانب سے مرد
ہوا اسکا دہشت سے کچھ رنگ زرد
جو اس شخص نے اپنی پھینکی کمند
اجل نے بھی ملکیا کر آتی ہو زن
یہ سنکر وہ عورت ہوئی تر زبان

خلاصہ ہوئی رسم شادی ادا
لباس فقیری کیا اختیار
اجل کا شب و روز تھا انتظار
ہوئی غمزدہ وہ زن خوش نصیب
تجسس مین ہر رسم کے ہر وہ آن
زمین پر گرا کھاکے غش ایکبار
بدن پر مگر تھی پوشاک زرد
برآمد ہوا انامت سے اسکی مرد
ہوا قید وہ یہ ہوئی دردمند
یہ اپنی زبان سے سنایا سخن
ترے پاس ہے میرے شوہر کی جان

تپا عقد ہر ماں کی اس گل کے تا
بدن سے کیا اپنے زیور جدا
غذا کی بھی تقلیل مد نظر
گیا سال آیا وہ روز اجل
مگر سنو اسکے تھا شوہر کا نام
لیا زن نے زانو پہ شوہر کا سر
مگر پاس رکھتا تھا اپنے کمند
بقدر سر انگشت تھا اسکا قد
جو سمجھی کہ شوہر کی آئی قضا
کہ آنا ترے ساتھ یکجا رہے
بدن تا ہی نہ تنبگ کہ یہ جان زار

بہت ازدحام اسباب زر آیا ہاتھ
شب و روز شوہر پہ دل سے فدا
عبادت مین مشغول آٹھون پہر
یہ تدبیر کیا اسنے کی برمحل
شکار افگنی سے وہ رکھتا تھا کام
کہ ناگاہ یہ شکل آئی نظر
ور آیا قریب زن دردمند
ضیا مین وہ خورشید سے تھی اسلم
چلی اسکے پیچھے زن پارسا
رہائی نہ تھی اسکی دشوار سے
کہ بچھڑے دن گی پیچھا تراز نہار

قضا نے کہا اے زن پارسا
خدا سے کرو ان سکو اسدم طلب
قضا نے جو مانگی خدا سے دعا
اجل نے کہا اب سنو کیا دعا
مگر چاہیے انکو اب تخت و تان
یہ کہکر چلی پیشتر پھر قضا
دعا دیکے آگے ہوئی وہ روان
کہا یہ سخن آنا بیکار ہے
کر اظلم بہ تیر سے ہون سو پسر
نچھوڑے مگر مجھسے راہ حلال
چھٹا مرغ شاہین کی صید سے

اجل نے کہا تجھسے شوہر جدا
ہوئی گلستان سے ہش غنچہ لب
بلا مین دل کا اسے مدعا
نچھوڑیگی شوہر کو تیرے قضا
نہ کر جاہ و حشمت کی ہوا حتیاج
کہا زن نے اک اور ہے مدعا
نچھوڑا مگر زن نے پیچھا وہان
کہ مرد کا جی اٹھنا دشوار ہے
اجل نے کہا دیگا خالق ثمر
اجل حال
رہا جان شوہر ہو

سوا اسکے جو کچھ کہ دشوار ہو
کھلین آنکھین شوہر کے ہر ماں باپ کی
ہوئی اس جگہ سے اجل پھر روان
کہا زن نے آسان و مشکل ہوئی
کہا اسنے دیگا خدائے کریم
پدر پر کرے لطف رب قدیم
اجل نے جو دیکھا کہ یہ پارسا
سوا اسکے بیٹے کے جو کچھ ہو کام
زن پارسا بولی پھر اے اجل
دیا تو نے مجکو بڑا الا فریب
زن پارسا نے جو پائی مراد

زبان مبارک سے اظہار ہو
کہ ہر کور چشمی ستونگ انکا جی
زن پارسا پیچھے اسکے دوان
کہ بینائی آنکھون کو حاصل ہوئی
گلستان مین آئیگی باد نسیم
کہ پیدا ہو اولاد اسکے کثیر
نہین چھوڑتی ہے عقب زینہار
وہ بیٹے کو موجود ہون لا کلام
پیئے آبرو ہے تو میری خلل
مگر سطلمین ہو دل ناشکیب
دل غم رسیدہ ہوا شاد شاد

زندہ ہونا شوہر ساوتری کا

ہوا کی طرح آئی شوہر کے پاس
بہ آئی خدا داد وہ دل کی آس
وہ شوہر جو مردہ تھا زندہ ملا
تھا خواب غفلت کا لب پر گلا

پھر آنکھ اندھوں کی روشن ہوئی
فدا اسپہ شہلا سے گلشن ہوئی
ہوئی سلطنت بھی سر نو نصیب
الم دور پہنچا خوشی تھی قریب

ملے بیٹے انکو سو سو پسر
یہ شایستہ کاری کا پایا ثمر

سنو ایک شب کی نئی داستان
نہیں تھی کسی شے کے دینے میں عار
کرن نے کہا یہ بہت ہی محال
یقین ہے کریگا نہ رد سوال
عوض اسکے لینا کچھ اس سے ضرور
ہوئی وہ شب خواب جب دم سحر
سنایا سخن یوں دم کارزار
قلم سیر جنگل کی کبتک کرے

کرن سے کہا آکے یہ مین خواب
نہ دینا ہے اسکا دلمین خیال
کہ یہ آفتاب سپہر سخن
خبردار ہرگز نہ کھانا خطا
سوال عدو کا وہ دیگا جواب
اگر ایک برچھا عوض مین دیا
نہ یہ بند ہوگا دم کارزار
بیابان نوردی کا جو دم بھرے

چمن سی و دوم آمدن اندر بصورت برہمن پیش کرن و بردن زرہ گوشوارہ

رقم سے ہے روشن قلم کی زبان
زرہ گوشوارہ سے اندیشہ
کرونگا نہ مین رد اسکا سوال
کہا پھر کرن سے کہ اے خوش خصال
کہ آسان مشکل ہو آسکے حضور
برہمن کی صورت جو آیا نظر
یہ پوچھا کہ یکانہ از حق یہ وار

برہمن بنا ایک شب آفتاب
وہ شکل برہمن کریگا سوال
جو خورشید پر راز پنہان کھلا
زرہ گوشوارہ جو کرنا عطا
سلح لے کے ہو کوئی گردستیاب
زرہ گوشوارہ کرن سے ملا
سوا اسکے دیدن یہ ہی اختیار

چمن سی و سوم ختم شدن سال دوازدہم آمدن دہرم بصورت چچھ

ہوا بار جو ان کا حال جب اختتام
نمایان ہوا روز گذرے صبح و شام
پریشانی و محنت و رنج پر
اگر افسوس کھاتے تھے عالی گہر

آنا ایک برہمن کا جنگل مین پاس راجہ جدہشٹر کے جستجو مین چقماق کی

کہ وارد ہوا ایک زنار دار — کہا یودہشٹر سے ای شہریار
ہوا ایک جنگل مین میرا گذر — درخت تنومند آیا نظر
ہرن ایک آیا جو زیر شجر — ملا شاخ سے اسنے جو اپنا سر
ہوا اسکی طرح صاعت رم کر گیا — برہمن پہ ناحق ستم کر گیا
شتابی دل زار سے میرے داغ — لگاؤ مری چیز کا تم سراغ
قضا کار پہونچے ہرن کے قریب — قلم لکھے اب ماجرائے غریب
نہ پہونچا کسی طرح تو خم خدنگ — ہوئی ناوک اندازوں کی عقل دنگ
نکل ہر طرف موج زن ہر آب — کنوان تھا نہ دریا نہ جنگل سحاب
کہیں دور آیا نظر اسکو آب — صفا وہ خجل چشمۂ آفتاب
کہ ناگاہ کانون مین آئی صدا — تامل کہا اے نوجوان تو ذرا
نکل کچھ نہ سمجھا اس آواز کو — وہ کچھ جانتا تھا نہ اس راز کو
نکل کے جو آنے مین وقفہ ہوا — تو سہدیو پانی کو لینے گیا
ہوا ارجن و بھیم کا بھی یہ حال — وہی بہشتی کا پڑا آنیہ حال

میرے پاس چقماق تھی ہر قدم — بتاتی تھی صیدون کو راہ عدم
سر شاخ مین تھی وہ اٹکی ہوئی — طبیعت مری صاف کھٹکی ہوئی
ہوئی اسکی شاخون مین چقماق بند — وہ وحشت ہوئی دلکو پہونچا گزند
خدا نے ہی دی سب قدرت تمہین — سخاوت شجاعت مروت تمہین
یہ سنکے جب اٹھے وہ پانچون جوان — تجسس مین تھے مثل دریا روان
یہ تیر افگنی مین تھے سب بے نظیر — برسنے لگا آسپہ باران تیر
سبھی دلمین پانچون جوان تھے اداس — یدہشٹر ہوا پیاس سے بدحواس
پھرا چار سو آب کی چاہ مین — ملا ایک قطرہ نہ اس راہ مین
کنارے سے جسدم ہوا ہمکنار — یہ چاہا بھرے ساغر آبدار
جھکے پہلے دوسے جو آب زلال — پھر اس وقت پانی مین تو ہاتھ ڈال
وہ جس وقت پانی کے پہونچا قریب — ہوئی بیہوشی ساعت اسکو نصیب
ہوا وہ بھی اس رنج مین مبتلا — اسی طرح محبوس دام بلا
پڑے تھے لب آب یہ بدحواس — کہ آیا یدہشٹر بھی پانی کے پاس

بیہوش ہونا ارجن و بھیم او نکل او سہدیو کا تالاب پر اور پہونچنا راجہ یدہشٹر کا تجسس مین اور نکلنا جچھ کا

ہوشیار ہونا اُن چاروں کا اور چقماق برہمن کے ہاتھ آنا جچھ سے

کہا جچھ نے دھرم ہو میرا نام
ہوئی گردش بخت و قسمت تمام
یہ مژدہ سنایا وہ چقماق دی
برہمن کو چقماق حاصل ہوئی

فقط امتحان سے تھا ہمت کا کام
اب ایام محنت کا ہوا اختتام
خوشی ہو کے راجہ جدھشٹر نے لی
خدا ساز آسان وہ مشکل ہوئی

جو یہ عقل نیت ہوا ایک رست
دعا ہے مری تیرھویں سال سے
مکان فرو کش پہ آئے جوان
قلم اور قصہ کو دے انتظام

تیرے کام سب ہوں گے بیشک درست
نہ پہچانے کوئی اس احوال سے
ہوئی دروپدی بھی بہت شادمان
خیابان یہ بھی ہوا اختتام

آرن پرب تمام ہوا

کیا یا نشان جنبش ہوئے کوروان
کسی نے کیا کام انکا تمام
کرین شیر یا ذرد جنگ و تلف
زمین پر جہان شاہ اقامت کرین
کہا کرپ نے بھی یہ شیرین کلام
اگر ملتا آجائے انکا پتا
قلم لکھے سو سرمہ کی استان
ہمارا تو دلمین ہے اب قصد جنگ
مناسب ہے اب فوج و لشکر کشی
ظلم کیا کرے اسکا صف سیاہ
وہ گھوڑون کی نعلون سے آتو ہے
زمین پر پنجیون کی صورت وان
ہوئی شاہ بیراٹ کو بھی خبر
عدد ہشتر نگل بھیم سہدیو نے

اگر دلمین حیرت زبان پر بیان
ہوئے دلمین انکے عدو شاد کام
اٹھائینگے شیرونکی وصف کی صفت
وہان کی بیراٹ و آفت کرین
ہوئے انکے ایام نکبت تمام
تو پیغام وین کوروان صلح کا
کیا اسطرح کوروان سے بیان
کرین شاہ بیراٹ پر وقت تنگ
کہ اسکو نہین طاقت سرکشی
کہ تھا ہفت اقلیم کا بادشاہ
اٹھائے ستم چین یہ ابرو ہوئے
بنی نقش ستم سے زمین آسمان
پئے جنگ اٹھا وہ سینہ سپر
لیے ساز جنگ اپنی سرکار سے

بیابان مین شیرون نے کہایا انہین
درون نے جسدم سنا یہ سخن
یہ بھیکم پتا سے بھی سنکر کلام
غذا بون سے بھی پاک ہو سر زمین
طلوع انکے اقبال کا ہو قریب
سوا صلح کے کوئی چارہ نہین
عبث غنچہ دلمین یہ خار ہے
ہوا سلطنت کا مدار المہام
دو حصہ کیا فوج کو ایکبار
کہا تک کہون فوج کا اختشام
بیان سے بڑھا جب نشان فوج کا
جو پہونچے سر ملک بیراٹ پر
چلی ساتھ اسکے وہ فوج کثیر
چلے ساتھ راجہ کے چارون جوان

عدم جو ٹھون نے دکھایا انہین
کہا اس طرح کے ہین وہ تیر زن
کہا سچ ہے ایسے ہین وہ نیکنام
جہان پر قدم رکھین وہ بہ جبین
چمکنے ہی اب چاہتا ہے نصیب
نہین سرخ ہوگی لہو سے زمین
تلاش انکی اب لکو بیکار ہے
کیا پانچ گندھرپ نے اسکا کام
ستارون سے بڑھ کے پیادے سوار
زمین نے دیا چھوڑ اپنا مقام
تلاطم تھا دریا سے پر موج کا
وہ لشکر ہوا کچھ ادھر کچھ ادھر
نہ جسکا تھا دنیا مین ہرگز نظیر
شجاعت کے جنگل مین شیر ژیان

عزم جنگ کرنا کوروان کا ملک بیراٹ مین

آنا ارجن کا پسر بیراٹ کے ساتھ میدان جنگ مین رتھ پہ سوار

ڈرا اسقدر رنگ رخ اڑ گیا
لڑائی کے میدان سے منہ پھر گیا

زمین پر گرا ہو کے بیہوش وہ
وہ ہشیار تھا خود فراموش وہ

جو کچھ دیر مین وہ ہوا ہوشیار
تو ارجن سے بولا مین تجھ پر نثار

کہیں گھر مین پہونچا دے جلدی مجھے
کہ انعام خلعت مین دونگا تجھے

بچا دے کسی طرح یہ جان زار
طبیعت پہ ہرگز نہین اختیار

لگا خوف سے تھرتھرانے بدن
سنا پر نہ ارجن نے اسکا سخن

ارے بیٹھ وہ نوجوان تھا سوار
گریزان ہوا کود کر ایکبار

جو ارجن کو یہ حال آیا نظر
لیے ہاتھ مین ڈور گھوڑے کے سر

زبردست تھا کھینچ لایا اُسے
اُٹھا کر اسی پر بٹھایا اُسے

کہا اُس سے اے کودک بے ہنر
لڑائی سے ڈرتا ہے گر اسقدر

ذرا ہوش مین آکے انسان بن
عوض میرے تو ہی پہلوان بن

دکھاتا ہون سیر گلستان جنگ
رخ سر عدو سے اڑاتا ہون رنگ

نظر آئے مقتل مین تازہ بہار
گل زخم سے جسم ہون لالہ زار

رواں تم کہو مین ہو دریا خون کا
نظر آئے سطح زمین لالہ گون

یہ کہکر وہ آیا قریب درخت
کر رکھا تھا جسپر لڑائی کا رخت

بدن پر کیا راست وہ ساز جنگ
لڑائی کے معلوم تھے خوب ڈھنگ

کہا شاہزادے سے اے گلعذار
مین ارجن ہون شست کھا زینہار

کسی شخص پر راز افشا نہو
سمجھ دھیان تا فتنہ بپا نہو

جو ارجن نے ہتھیار اپنے سبھی
اشارے کے ساتھ ان میں سے سبھی

ارابہ تھا جو خاص حاضر ہوا
کہوں اسکی بیرق کی تعریف کیا

بنی شکل آسیب ہنومان کی
نظر آئی جسکو پڑی جان کی

ہوا آپ اسوار وہ شہسوار
کہا اُس سے اے کودک گلعذار

ارا یہ کمان سے یہ تیر ہی عجیب
یہ کہکر بجایا وہ مہرہ سفید
ہوئی ہولناک ایک پیدا صدا
جو اُنون کا زہرہ ہوا آب سب
یہی عرض بھیکم سے لے نیکنام
ہوا اُسکو بھیکم نے ایسا جواب
جو بیراٹ پر کی ہے لشکر کشی
دہین چار حصے کیے فوج کے
مقرر ہوئی کچھ سپہ سوے شہر
ہوئے دونون حصون مین سردار چار
چلا اُس وقت تک میدان رزم
کوئی ہم بغل بستر خواب سے

کہ آتی ہے اُس سے صداے مہیب
کہ تھا آدر مکنون بحر اسپید
زمین و زمان مین پڑا غلغلہ
پڑا فوج دشمن مین بھی اضطراب
ہوا تیرھوان سال کا اختتام
کہ بیکار ہے اب ترا اضطراب
پھر نگے نہ میدان سے تا زندگی
سمندر مین گھٹے بڑھے موج کے
کہ نازل کمک کی نہو تا پہ قہر
سمند ہوا پر پیادے سوار
کہ جس طرح جشن عروسی کی بزم
ہم آغوش کوئی سر خاک سے

نہ ڈرنا اس آواز پُر شور سے
کمان کو جو دی چاشنی یکبار
جو گاو زبان کا گیا دل دہل
ڈرا دل مین جب جودھن پلتین
کہ باقی ہے کچھ روز اقرار مین
یہ باتین تو اب کام آتی نہین
قدم سب کے لشکر سے اب ہٹیگا نہین
سنو حال جب جودھن سب دغا
ور دونہ کرن کرپ بھیکم یہ چار
بڑھا لشکر جنگ کا جب نشان
اجل ہر جوان سے ہم آغوش تھی
کوئی سایۂ تیغ مین سو رہا

صداے مہیب آئیگی زور سے
گریبان زمین کا ہوا تار تار
فرشتون کی راحت مین آیا خلل
وہ دہشت کہ لرزان تھا سارا بدن
کہ زلزل پڑا تھا دل زار مین
مقدر کا لکھا مٹاتی نہین
جو ان ہم سے بھاگتے ہین کہین
ہوا ایک حصے کو لیکر جدا
بنے لشکر نصف کے فوج دار
ضیا اسکی ہمت تھی گلفشان
خوشی زندگی کی فراموش تھی
کوئی نقد جان ہاتھ سے کھو رہا

آشکار ہونا جوہر شمشیر ارجن کوروان کے مقابل

کریگا وہی گرم میدان کو سرد
کریگا وہی فوج دشمن کو گرد
وہی پہلوانون کو دیگا جواب
لڑائی مین وہی فتحیاب

سنا اس سے آگہ وہ شاہ زمن
سخن اسکے سنکر ہوا غنچہ دہن
کہ اتنے مین آئی خبر فتح کی
ہوا شاہ بیراٹ کا دل خوشی

صفت شاہزادہ کی کرنے لگا
دم اسکی شجاعت کا بھرنے لگا
جدھشٹر کے دلکو پھر آئی تاب
دیا شاہ بیراٹ کو یہ جواب

جہان رونق افزا ہوا بھنشہر
بجے شادیانہ کیون فتح کا
یہان شادیانے بجے فتح کے
جوانون کو بھاری ہے خلعت ملے

شہنشہ کو چوسر کا جو شوق تھا
جدھشٹر سے ہر وقت تھا کھیلتا
زبان پر وہی حرف تھا بار بار
شجاعت کا اسکی زبان پر شمار

کہا پھر جدھشٹر نے اے بادشاہ
نہ لے وصف فرزند کو لب پہ لاہ
بھنشہر کی مین ساری ہی چالاکیان
جو اتنے انگن ہے وہ نوجوان

بھلا دوسرا کون کہتا تھا بات
جو سیکھے ہے تو تا وہ ان ہمعنان
سوا اسکے جو دوسرے کی مجال
کہدی کو ردا ان کو جواب اسوال

ہوا شاہ بیراٹ یہ سنکے خاک
کیا جسم کا پیرہن چاک چاک
بھبھوکا ہوا اور غصے سے لال
غضب ہو کے روش سے ظاہر کمال

نہ آئی گرد لکو غصے سے تاب
ہوا سنکے وہ سوختہ دل کباب
جو پاسے تھے ہاتھون مین وہ زرنگار
وہین کھینچ مارے آپے ایکبار

مجروح ہونا جدھشٹر کا پانسون سے راجہ بیراٹ کے

ہوا ناک سے دم مین جاری ہوا
مگر یہ بھی تفضل الٰہی ہوا
نظر آیا جبہ دم چال زبون
لیا دوڑ کر ہی دوپٹے پہ خون

ادھر سیم مین تھا یہ حال تباہ
ادھر آیا ڈیوڑھی پہ یہ بادشاہ
جدھشٹر بڑا دور اندیش تھا
کشکچی کو تھا حکم اسنے دیا

کیا وہ شہزادہ آئے یہان
بھنشہر اپنے ہوے یہ قصہ عیان
وہ دیکھیگا پہ رہے جو خون اگر
کریگا ابھی راج زیر و زبر

کسی کی کچھ چلنگی بات پیش ‌ ‌ ہر اک کاوش اسکی ہے عمر کاہش
کہا کس سے یہ جرم سرزد ہوا ‌ ‌ کہ ظلم و ستم کا جو سورہ ہوا
پسر نے کہا اے شہ بے خبر ‌ ‌ بتاتا ہے اگر اپنی تہ نظر
سنا میں نے احوال اس درد کا ‌ ‌ یہ مرہم ہے ہر زخم کے درد کا
کہا اس نے بیشک گنہگار ہوں ‌ ‌ سزا مجھکو ہے میں خطاوار ہوں
سنے جبکہ ہشتر نے شہ کے کلام ‌ ‌ کہا اے شہنشاہ عالی مقام
جو گرتا کہیں اس زمین پہ ہو لت ‌ ‌ تو بیشک ہے مرد اسکے تھا گر پولت
پھر آیا وہ ہشتر اسیر بزم میں ‌ ‌ جو فرزند کے ساتھ تھا رزم میں
ہوا کوروان پر جو میں فتحیاب ‌ ‌ بنا انجم فوج کا ماہتاب
لڑائی میں کیسا ہی جو جلا کیا ‌ ‌ کہاں تک کروں صفت اسکا بیان
عیاں ہوگا وہ دیوتا اب قریب ‌ ‌ اسی شہر میں ہے وہ عالی نصیب

سر بزم آیا جو فرزند شاہ ‌ ‌ پڑی سر سے تیر خون پہ جب دم نگاہ
کہا شاہ بیرات نے لے پسر ‌ ‌ ہوا مجھ سے یہ جرم کیا اسکا ڈر
ابھی اسکے قدموں پہ کھا پا سر ‌ ‌ گنہگار ہوں اپنی تقصیر پر
سنا شاہ نے جب گھڑی یہ سخن ‌ ‌ لگا خون سے تر تہ ملنے بدن
خطا جرم تقصیر اب ہو معاف ‌ ‌ زبان پر نہ آئیگا حرف خلاف
پراگندگی دور کرنے کے سبب ‌ ‌ کیا ہو ترک دل سے قہر و غضب
ہوئی خون کی جس گھڑی شست و شو ‌ ‌ جدھشٹر کو تازہ ملی آبرو
پسر کا پدر جو ثنا خوان ہوا ‌ ‌ پدر سے پسر نے یہ قصہ کہا
مدد گار میرا تھا اک دیوتا ‌ ‌ اسی کے سبب سے مظفر ہوا
سمجھئے نہ طاقت نہیں اسقدر ‌ ‌ ملاتا وہاں کوروان سے نظر
بہت نقد و انعام و خلعت دیا ‌ ‌ پہلوان کو مجلس سے رخصت کیا

ظلم کے گھٹنے ابھی بیت کے دن ‌ ‌ بہر حال خاطر سے ہے مطمئن

چمن ہشتم اظہار پانڈوان عقد بستن دختر خود را بہ ابھمن

مگر اب ہے ہنگام لشکر کشی ‌ ‌ کہ ملتا نہیں ملک بے سرکشی
جو وہ عہد پیمان تھے پورے ہوئے ‌ ‌ لڑائی کے اسمیں شگوفے ہوئے
ہر اک گلشن پانڈو کا گلعذار ‌ ‌ ہوا فصل گل کی روش آشکار
بدن پر تھا آراستہ ساز جنگ ‌ ‌ سراپا تھا پیراستہ ساز جنگ
جدھشٹر کا چمکا ہوا تھا نصیب ‌ ‌ جو پہونچا وہاں جنگ کے قریب
وہ بھائی تھے چاروں جو اہل ہنر ‌ ‌ جدا کرسیوں پر ہوئے جلوہ گر
مناسب نہیں بیٹھنا تخت پر ‌ ‌ خطا مجھ سے سرزد ہوئی سربسر
ذرا خوف دل میں نہ باقی رہا ‌ ‌ کرے راج نوکر کا یہ جو صلا
جو ہے تخت شاہی پر اب جلوہ گر ‌ ‌ یہ وہ شخص ہے جس سے عالم خبر
جدھشٹر اسی شخص کا نام ہے ‌ ‌ خوش آغاز ہے خوش انجام ہے
مجھے رہ گئی بھی وا اب نشان ‌ ‌ نکل بھیم سہدیو ارجن کہاں

ہوا تیرھواں سال بھی اختتام ‌ ‌ نہیں دشمنوں کو مقام کلام
سنو ایک ان کی عجب داستان ‌ ‌ کہ مشتاق ہیں جسکے سننے کو کان
کیا غسل پہنا وہ پر زر لباس ‌ ‌ رخ مہر جسکی ضیا سے اداس
ہوئے سر بسر جب وہ آراستہ ‌ ‌ لیا مجلس شاہ کا راستہ
مرتب ہوئی ایک بزم ہوس ‌ ‌ کیا تخت شاہی پر آکے جلوس
جو دیکھا شہنشہ نے یہ ماجرا ‌ ‌ کہا اس جوان سے تجھے کیا ہوا
تمکن کا بھی اچنبھا انسان کو پاس ‌ ‌ طبیعت ہوئی اسطرح سے ہراس
جو بھیشر نے اسنے سنی یہ کلام ‌ ‌ کہا اے شہنشاہ عالی مقام
ہزاروں برہمن کا تھا اژدحام ‌ ‌ جو مطبخ میں کھاتے تھے اسکی طعام
سنے راجہ بیرات نے یہ کلام ‌ ‌ ہوا در فشان یوں لب اک سکینام
دیا شاہزادے نے شہ کو جواب ‌ ‌ مناسب نہیں اسقدر اضطراب

آنا جرجودھن اور ارجن کا سر کشن جی کے پاس واسطے طلب مدد کے

مخاطب ہوئے آپ پہلے اُدھر
برابر سمجھتے ہیں دونوں کو ہم
جسے فوج جرّار کی چاہ ہو
کہو اُسمیں باہم جو دونوں قبول
لی فوج اُسکو تو رخصت ہوا
گیا دُھشٹ سے ٹھہرا ہے میدان جنگ
کسو شاہ بیراٹ کی استان
کیے تیری جانب سے میں نے کلام
سمجھے دونوں قول سے اب ہر گز نہ
پھر آیا وہ مغرور کیرت کے پاس
قلم لکھے اب جو ہنی کا شمار
بڑھی اور لشکر کی اُسپر رقم
گئے شصت لعل اور شش صد شمار

رعایت ہے دشمن کی مدِ نظر
کوئی اپنے آگے نہیں بیش و کم
ابھی حکم دو ان اُسکے ہمراہ ہو
اُنہوں دونوں میں ایک شئے ہو حصول
یہ سمجھا بر آیا دلی مدعا
مہیا ہے سب طرح سامان جنگ
تو ترتیب شادی گیا تھا وہان
کسی نے نہ اسپر کیا التیام
سبب صلح اسمیں یا ہو ستیز
بہت کچھ کیا اسکو آنیکا پاس
کر گئے ہیں کتنے پیادے سوار
جو کا فیل تھا نے کیا تب قلم
بڑھا دونوں فوجوں پہ اس کا شمار

سری کشن جی یوں ہوئے دُر فشان
مدد کے لڑائی میں ہو خواستگار
رہوں میں اکیلا مقابل کے پاس
ارجن کو تھی کشن جی پر نظر
کیا جا کے علیحدہ سے پھر سوال
ملا اس سخن کا وہاں سے جواب
سر بزم بیٹھے تھے سب شاہ عام
سر انجمن شمع سان سر دھنا
اگر نیکنامی کی ہے تمکو چاہ
کیا لشکر اک جو ہنی اُسکے ساتھ
ارابے سے اسوار سب تیز رو
کیا فیل اسواروں کا جب شمار
پیادوں کا لکھتا ہوں اب میں شمار

نظر آیا پہلے مجھے وہ جوان
سلح میں نہ لونگا وہم کارزار
جگر جسطرح سے رہے لاسکے پاس
وہ مغرور راضی ہوا فوج پر
دیکھیے چلے وقت جدال
مجھے اس لڑائی سے ہو جتنا ہے
بڑی جشن شادی میں تھی دھوم دھام
کسی نے سخن کو نہ ہرگز سنا
نہ چھوڑے قدم راستبازی کی راہ
ظفر ہے خداوند خالق کے ہاتھ
وہ اکیس لعل اور تھی آٹھ سو
ہوئے یہ بھی اتنے وہم کارزار
گئے تھے ایک لاکھ اور انیس ہزار

ہوا حاضر بزم جو پُرغرور — عیاں اسکے چہرے سے رنگ فتور
سرکرشن پہ حال سب کھل گیا — فراست سے مفہوم مطلب کیا

جو اٹھے وہان سے وہ عالیجناب — تو پہنچے بدیک کے سے آفتاب
ملاقات کنتی سے حاصل ہوئی — رہا وہ گرفتار مشکل بڑی

سنایا اسے اسکے بیٹون کا حال — ہوئی جوش الفت سے گریان کمال
کیا کنتی سے درد اپنا بیان — ہوئی اسطرح وہ بھی گوہرفشان

عروج انکے اقبال کا ہے قریب — چمکتا ہے اب کچھ دنون مین نصیب
غم ہجر ہوتا ہے نزدیک ور — ظفریاب آتے ہین آنکھون کے نور

سنا کے تسلی کے مضمون جب — سحر تھے تشفی کے افسون سب
کہ مہمان تھا وہ جو درجودھن پرغرور — وہان لائے تشریف پھر یہ حضور

گئین تھین وہان گرسیان زنگار — ہوئی اسکے دونون فضاے بہار
تکبر تھا اس جنگجو کو کمال — تھا انکے آنیکا دلمین خیال

کہ حسب دستور پیشین نظر — کیے پیشکش میوہ خشک و تر
سرکشن کو بھی محبت کی چاہ — نہ ڈالی کسی چیز پر بھی نگاہ

سخن سنج وہ جنگجو یون ہوا — دکھاتے نہین آپ ہر دوجہ کیا
جواب اسطرح کشن جی نے دیا — زمانے سے اسباب کو [illegible]

کوئی اور کے گھر مین کھاتا ہے تب — کہ تیرے ہین حال دونون سبب
محبت سے آپسمین ہو اتحاد — نہو بدمزاجی سے باہم فساد

دگرنہ وہ محتاج ہو یا غریب — لکھے ہے پیٹ اپنا وہ خالی نصیب
مرا حال جو کچھ ہے مفہوم ہے — تجھی بھی تجھے حال معلوم ہے

نہین کوئی کسی طرح محتاج مین — گدا کو کرون بادشہ آج مین
مرے سے ہم الفت ہوا کہان — کیا تو نے کتنا مرا رایگان

مین کہتا تھا مطلب کا تیرے سخن — نہین ہون لیے رنج دشمن
مرا آپسمین ہرگز تھا فائدہ — مگر سب یہ فضل ہے حکم خدا

یہ کہکر جو اٹھے وہان سے جناب — برآمد ہوے صورت آفتاب
مکان پدر پھر کیا سرفراز — کسی شی کا انسے نتھا احتراز

جو کچھ ساگ پات آسنے انکو دیا — بصد شوق لذت تناول کیا
ہوئے لے کو روان نہ مہمان وہ — ہوا رایگان انکا سامان وہ

گھر مین یہ کہکر ہوئی صبح شب — سنو دوسرے دن کا احوال سب

چمن ہشتم اسدن سرکشن و درجودھن بہ اتحاد ہم نشستن اور سیر نارد و پرسرام

زبان آوری کچھ کرے اب قلم — مضامین لکھنے کا بھرتا ہے دم
سرکرشن جب غسل فرما چکے — برہمن نے بہ نقد بھی پا چکے

شہنشاہ کا خاص دیوان عام — مہیا تو کی زینت و احتشام
سرکشن تشریف لائے وہان — کیا ان کو لے ساتھ سب کو روان

پرسرام جی اور نارد بیاس — ہوئے رونق افزا کیا سب نے پاس
ہوئی منعقد بزم عالی وہان — صفت مین ہے عاجز قلم کی زبان

کیے کشن نے اس گھڑی یہ سخن — جو بیٹھے ہین صاحب انجمن
کہ ہے درمیان الفت و اتحاد — نہ آپسمین ہو قصد رنجش فساد

مخاطب ہوئے شاہ سے وہ حضور — یقین ہے کہ یہ جو درجودھن پرغرور
کرے خاندان کو تیرے تباہ — ضلالت کی آتی پسند اسکو راہ

بیاسن کرن باعث جنگ ہین — لکھے سب کے تنائے ہوئے ڈھنگ ہین
اثر آگ کا ہو ابا انجام پہ — مٹا دیگا ہر ایک کو جسد

پرسرام نے بھی کہا از غرور — اگر آپ دے جی کو ہر کرتا غرور
تکبر کی آتش تھی جو شعلہ زن — سنا جنگجو نے نہ ہرگز سخن

کہا جنگ سے اب نہین اجتناب — چلے نکلے ادھر سے ادھر آفتاب
نہ اٹھیگا ہرگز یہ بازار جنگ — دل و جان سے ہین خون میدان جنگ

سر کرشن پھر شہ سے گویا ہوئے
رہ آشتی کے وہ جویا ہوئے

کرن اور جرجودھن پر غرور
دوشاسن سکنی کا ہو ست فتور

مناسب ہے زندان دکھاؤ انھین
کرو قید سیدھا بناؤ انھین

مناسب ہے اپنین ہو آشتی
نکل آئے صورت کہین صلح کی

وگرنہ برا اسکا انجام ہے
سحر روز عشرت کی اشام ہے

تکبر کے ہو نشہ سے عقل گم
جو قسمت دکھائیگی دیکھوگے تم

ہوا تھا یہین سنکے وہ جنگجو
خفا اٹھ گیا سنکے یہ گفتگو

شہنشاہ از خود فراموش تھا
پسر کی محبت کا اک جوش تھا

چمن ہشتم در بیان ارادہ کردن جرجودھن برائے قید سر کرشن چند جیو

جو مجلس سے وہ خشمگین اٹھ گیا
دوشاسن کرن سے یہ مشورہ کیا

سر کرشن کو قید کر لیجیے
جدھشٹر کو سب قوتی دیجیے

جو یہ قصد بیکار آسنے کیا
سر کرشن کو حال منکشف ہوا

یہ شہرہ دیا چشم بے نور مین
سمائی ہو کیا قلب منور مین

پھر اسرپ اب تیرے فرزند کا
مرے قید کرنے کا ہے مشورا

سمجھا نہین اپنا وہ نیک و بد
عدو جان کے ہین بغض و حسد

اکیلا نہین پیچھے دیکھو یہان
کہ کھلا ہے تم سب پہ از نہان

پس پشت کی کوروان نے نگاہ
یہ دیکھا جدھشٹر کی سب ہو سپاہ

کھڑے ہین سب پانڈو کے نوجوان
بہت دیوتا بھی ہین حاضر یہان

ہوا اون کو پیدا وہ خوف عظیم
کلیجہ ہوا دشمنون کا دو نیم

سر کرشن اٹھے وہان سے چلے
کف دست وان دشمنون نے ملے

رخصت ہونا سر کرشن کا دھرتراشٹ سے اور بٹھا لینا کرن کو ارابہ پر

خیابان ششم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی بھیکم پرب رین پرب پنج ہزار وہشت صد ہشتاد وچہار اشلوک ہست

چمن اوّل از بہار آئینہ صف آرائی جنگ و دیگر لوازم آن

مردان اب لکھے نشان قلم
دکھائے ورق اب چمن کی بہار
ہوا دونوں فوجون کا ایکجا ہجوم
ہوا اس فلک مین تخلل بپا
زمین کثرت نقش سُم سے فلک
ہوا ایکجا ہو اسا میدان جنگ

گلستان سعدی ہوا سپر نثار
پڑی تھی لڑائی کی میدان مین دھوم
نشان ناف گاوزمین پر گرا
اسطرح ہو چرخ کا آسیہ تنگ
زمین کثرت فوج سی سخت تنگ

صف آرائی لفظونکی منظور ہے
ہوئی اسقدر جمع جنگی سپاہ
سوارونکی کثرت ہو کس سے بیان
زمین آسمان زیر و بالا ہوا
بیاس آکے نزد شہ کورو ان

صفونمین ہے سطرونکی شکل علم
کہ میدان فوجون سے معمور ہے
خجالت سے پانی تھا ابر سیاہ
چھپی گرد سے صورت آسمان
وہ حلقہ سپاہون کا ہالہ ہوا
کہا تیرا فرزند ہے نوجوان

آنا بیاس جی کا دھرتراشٹ کے پاس

سبد لسان بجلی سے ہو رنجت ۔ طبیعت ہوئی غنچے کی مانند تنگ

کھلی اس و جن صفات بوستے تن ۔ خدا تیرے قامت پہ سرو چمن

خدا پر نظر چاہیے ہر گھڑی ۔ بچھے آنکھ اسکے کرم سے لڑی

ہوئی جنگ پر جو ایا لشکر کوروان ۔ نشان فوج کا ہوا ادھر سے روان

اسے دیکھکے ارجن ہوا جب سوار ۔ ارا یہ چلا شکل باد بہار

جنو صورت لشکر کوروان ۔ بزرگ و عزیز آشنا سب امان

طبیعت ہوئی جنگ سے ہٹ گئی ۔ جو ندّی تھی وہ سب گھٹ گئی

اٹھاؤں عزیزوں پہ شمشیر تیز ۔ کروں ہفت برپا یہان رستخیز

زن بیوہ روئینگی زار و نزار ۔ نہیں مجکو منظور یہ کارزار

بیابان نوردی ہے مجکو قبول ۔ خدا کے لیئے ڈالو غصے پہ دھول

تصور کیے اسکو سنا سے کلام ۔ کیا خوب بیدانت کا اہتمام

سر کرشن نے پھر یہ دلمین کہا ۔ بگڑتا ہے سب کارخانہ بنا

زمین آسمان و زمن جن آشکار ۔ مرتب ہے وہ مجلس کارزار

ہوا دلمین ارجن کے آخر یقین ۔ کر خون دشمنون کا پئیگی زمین

جو ارجن نے گیا فسانی سنی ۔ جدهشتر کی ساری کہانی سنی

خداداد ہو رنگ فتح و ظفر ۔ عبث ہے یہ جھگڑے بہت پر نظر

جدهشتر کا جو دلمین ملال ہوا ۔ زبان مبارک سے پھر یون کہا

سر کرشن جی کی عنایت یا تھی ۔ دعا ایک ارجن کو تعلیم کی

خداداد گردون سے آئی صدا ۔ بر آئیگا ارجن دلی مدعا

جو ارجن نے دیکھا ادھر یہ حال ۔ ہوا دلمین جوش محبت کمال

سر کرشن جی سے کیا یہ بیان ۔ نہوگا کبھی مجھسے اے مہربان

پدر ہے یہ پسر یا پسر ہے پدر ۔ نہونگے سر لاش پر نوحہ گر

نظر ایسے جاہ و حشم پر نہیں ۔ پڑے خاک ایسی ہوس پر کہیں

جو دیکھا سر کرشن جی نے یہ چال ۔ طبیعت مین پیدا ہوا کچھ ملال

کسی طرح ارجن نہ راضی ہوا ۔ خفا صورت جنگ سے جی ہوا

کیا جو دہان مبارک کو وا ۔ تو ارجن سے یہ راز پنہان کہا

ہوا قتل سب لشکر کوروان ۔ ظفر یاب ہین پانڈو کے نوجوان

بلاشبہ یہ حکم تقدیر ہے ۔ عبث اب لڑائی مین تاخیر ہے

[illegible] مستعد شدن ارجن بجنگ و فتن ساختن جدهشتر و لشکر کوروان

ہوا ارجن جو مستعد جنگ پر ۔ لیے خنجر و تیغ و تیر و تبر

سپر خود و ترکش کمان گرز و تیر ۔ کمند اور جوشن ہر اک بے نظیر

زرہ بکتر و خود و چار آئینہ ۔ جو پہنا فلک بن گیا آئینہ

خدا تیر ناوک ہے تیر فلک ۔ تبر کیا تھا گویا اجل کا ملک

بنا برق دم خنجر آبدار ۔ نہ کیون خنجر مہر ہو شرمسار

خدا اسکے دشنے پہ شکل ہلال ۔ [illegible] جو تھی ڈھال

درازی مین کوتاہ عمر دراز ۔ عصا خضر کی موج گرز اس سے ساز

وہ نیزہ کہ برق جہندہ فدا ۔ سنان اسکی شکل زبان قضا

وہ جوشن کہ دست قضا کا شکار ۔ گلے مین طلائی زرہ جالدار

چھری برق دم دشنہ آبدار ۔ وہ برچھا کہ نیزہ فلک شرمسار

سراپا تھا دریائے آہن مین غرق ۔ بلالی چمکتی تھی مانند برق

کمان ہاتھ مین حیرت کہکشان ۔ ترخ قوس تحلت ہے اسکی دھوان

بیان کس سے ہو صفت گرز گران ۔ کہ مریخ نے جس سے مانگی امان

کمند مسلسل بصد پیچ و تاب ۔ تھی زلف لیلی شب کا جواب

سپر شکل خورشید تارے تھے پھول ۔ ضیا بدر کی چاند کو بھی تھی بھول

وہ شمشیر قبضے مین جسکے ظفر ۔ اجل کی طرف سے وہ پیغام بر

وہ بکتر تجمل جسے نہ آسمان ۔ کرے کام جسپر کہ تیغ و سنان

مسلح شدن ارجن

خدا خود ہے پر کاسہ ماہتاب
وہ چار آئینہ غیرت آفتاب

قلم سے نہ چھوٹے رہ اختصار
کہ مشتاق ہیں جنگ کے انتظار

جدھشٹر کا احوال سبھ بیان
پیادہ چلے جانب کوروان

درو نہیں کیا کوروان نے خیال
جدھشٹر کا دشت سے پہونچا چال

امان کا طلبگار آتا ہے وہ
کہ پیغام عجز آج لاتا ہے وہ

ہوئے دلمیں اپنے وہ دشمن خوشی
وہ ناسمجھ تھے صورت زن خوشی

بجے شادیانے اُدھر فتح کے
ہوئی عید دشمن گلوں سے ملے

ہوا شاد جو دھن سبھ بے خبر
سنائی ہر اک نے نوید ظفر

خوشی سے دل ہر عدو باغ باغ
لڑائی سے حاصل ہوا انفراغ

نہ ملتی تھی دریائے عشرت کی تھاہ
نہ وہ جانتے تھے مآل اُسکا آہ

جدھشٹر کو خالق نے دی آبرو
قدمبوس بھیکم کی تھی آرزو

کسی سے نہ کہتے تھے صلاح سخن
بندھا صورت غنچہ اُنکا دہن

وہ آئے جو بھیکم پتامہ کے پاس
یہ کی عرض ہو آپکا مجھکو پاس

مرے آپ سرتاج ہیں لاکلام
شہنشاہ ہیں آپ میں ہوں غلام

سر اُنکے ہے کھینچوں جو تیغ دودم
کروں تن سے فرق مبارک قلم

یہ خرد سے ہے بات بیشک بعید
بڑے سے الجھتا ہے جرم شدید

جو کچھ حکم ہو وہ بجا لاؤں میں
قدم چھوڑ کے آپکے کہاں جاؤں میں

بہت دلمیں بھیکم ہوئے شادکام
جدھشٹر سے فرمایا اے نیکنام

اگر تم نہ آتے یہاں میرے پاس
غم و رنج ہوتا مجھے بیقیاس

دعا ہے یہی اے سعادت شعار
ظفریاب ہو تم دم کارزار

سمجھتا ہوں دونوں کو یکساں مگر
یہاں حسن اخلاق پہ ہو نظر

سمجھتا ہوں جو تمکو جان و جگر
سبب یہ ہی ہے اے مرے نور نظر

جدھشٹر جو رخصت ہوئے شادمان
درونہ کی خدمت میں پہنچے وہاں

کہا آپ سبھے کے استاد ہیں
سبھے علم آنے کی بنیاد ہیں

سکھایا مجھے علم تیر افگنی
مگر اس گھڑی جان پہ ہے بنی

مقابل ہو جو آپکے کس کو تاب
بھلا کسطرح ہونگا میں فتحیاب

زرہ نے کانون مین تی بھرے | خدا دشمنون پہ مظفر کرے
ہے پاس جبتک کہ تلوار ہے | نگر سے قتل کوئی تہ شوار ہے

مگر تیر کانون مین پہونچے خبر | کہ کشتہ ہوا تیرا لخت جگر
کھڑی ہی قضا ہاتھ باندھے حضور | زمین پہ گریگا یہ اسدم فرور

بیان جی بھی جو نقد رخصت ملا | خوشی جھکے کیرتنے دی یہ غا
جو دشمن ان سے بہی پہ مغرور ہون | زمین پر سے نزدیک تر دور ہون

جمید ہشتم پھر آئے جو نزدیک شل | کہا عہد مین ہو نہ ہرگز خلل
کرن سے ندارجن پہ پہونچے گزند | لحاظ اسکا لازم ہے پہلے عقلمند

جمید ہشتم جھکے شل سے جسدم جدا | یہ دی لشکر کوروان مین صدا
جیسے ہیسے آفت آئے ادھر | بنا خانہ دل مین ہے اسکا گھر

شہ کور دیدہ کا نور نظر | جبھی اسکو کہتے ہین اہل ہنر
یہ پیدا مگر دوسری زن سے تھا | ہوا اس طرف آکے رونق فزا

زرہ جو جمید ہشتم کی تھی زیب تن | مخالف ہوا اس سے وہ تیغ زن
سرکشی کا اب سنو تم کلام | کرن سے کہا جاکے سلے نیکنام

لڑائی سے کچھ دیر انکا ہے | پہ بھیکم سے پیمان اقرار ہے
کہ جبتک ہے باقی تمہاری حیات | لڑائی کی منہ سے کہونگا نہ بات

جو یہ بات ہے تو کہے نظر | پہاڑ ہے جس لشکر مین جلوہ گر
کرن جبتک ایسے سچا اتر زبان | پچھیگا اب دامن کوروان

کھلا اس کو ہجر آئینہ کیا ہون جدا | یہ نقد دل جان ہے اپنے خدا
زبان قلم سے یہ تیرون کا حال | جو رزم میں ہے یہ انکا کمال

عنایت کیے دیوتونے خدنگ | پھر اشنیدن کا نیا آئین رنگ
کمان پر کوئی تیر رکھا اگر | جو کھینچا تو سبکو دس آئے نظر

ہوا جس گھڑی وہ کمان سے جدا | نظر آئے سنو تیر پھر برملا
گیا فوج دشمن مین جب برق اک | جراحت رسیدہ ہوئے اک ہزار

کسی تیر مین یہ بھی تاثیر تھی | پھر آیا جگہ اپنے ترکش مین لی
کسی سے عیان آتش لفشان | کوئی بن گیا شکل کوہ گران

کسی سے عیان صورت گرد باد | کسی مین بجز خالی لاکھون فساد
کسی سے نمایان ہو باران کا شور | دکھائے سر فوج طوفان کا زور

کوئی تیر ہو اژدہا یا نہنگ | دکھائے کوئی زلزلہ وقت جنگ
کسی تیغ بران مین جم اسقدر | کہ چلتا تھا وار اسکا بس یکسر

نہ کرتی تھی پھر دوسری بار کام | کہانتک کہوں مین صفت اسکے تمام
بہرحال منظور ہے اختصار | کیے دور ہا گلستان کے خار

جو ہو حال پھر پہلوان کا رقم | تو راہ طوالت کو پھر لے قلم
تفصیل یہ ہون کی بیکار ہے | جو مطلب ہے اس سے سرو کار ہے

لڑائی یہ جسوقت ہوگی تمام | قلم کھول دیگا دم اختتام
کہ زندہ ہے کس قدر نامدار | ہوئے قتل جو انکا ہوگا شمار

قلم اب تو آمادہ جنگ ہے | تماشائے میدان کا آہنگ ہے

چمن چہارم در تفصیل جنگ روز دہم بھیکم پتا و افتادن وے

سناتا ہے اس شہ کو سنجی چال | تکبر کا ہے کوروان پر وبال
لڑائی کا ہے آج پہلا دن | صف آرائیون سے ہوئے مطمئن

نشان بھی جھکے لشکر وہ نہین علم | جمائے جوانون نے جھکے قدم
بجا ہر طرف فوج مین طبل جنگ | لڑائی کی ہر ایک لین امنگ

جو کانون تک گیر دون کے پہونچی صدا | فرشتون کے دلمین پڑا زلزلہ
لڑائی کے میدان مین آیا جو بھیم | ہر اک پہلوان کا ہوا دل دو نیم

کیا جس گھڑی نالہ ہولناک | گریبان مین کا ہوا چاک چاک
کسی نے دیا ہاتھ سے نقد ہوش | کسی نے کیے بند سوراخ گوش

ادھر ایک جا جب ہوئے کوروان
تھا بندسومین اکیلا ولیسا
جو میدان مین قائم ہوئی بزم رزم
نمایان ہوئی ایک جنگ عجب
بنے رشک گلدستہ دونون جوان

کھڑے شکل منجم مین سے جوان
بنا گوسپند دکن کے گلے کا شیر
کیا پہلے بھیکم تپا ستے نے عزم
دکھائے ہنر پہلوانون نے سب
عجب گلفشان تھے وہ سرو روان

چلائے ایک لاکھ بان شب بہ
لئے اس طرح سے برابر جواب
در آیا جو میدان مین پہلے ین
بدن پر زخمون کے تھے گل کھلے
کمر سے جو بھیکم نے لی تیغ تیز

برسنے لگا ایک باران تیر
کسیکو نہ آئی لڑائی کی تاب
مقابل ہوا ارجن تیغ زن
کہ پولام کے بھاری ظلمت ملے
ہوا گرم ہنگامہ رستخیز

میدان کارزار اور جنگ بھیکم تپامہ رجن کے ساتھ

قیامت کا آثار برپا ہوا
پری کی روش آسنے جھاڑے جو تیر
زمین پر گرے راکٹ را ہوا
جو دن ڈھلے ہوا آگیا وقت شام
کہا کشن سے دل کا احوال زار
سری کشن جی نے دیا یہ جواب
ہوئی صبح رنج و محن کی وہ شب

روان خون کا ایک دریا ہوا
ہوئے سر جدا لاکھ ٹکڑے جگر
ادھر ایک کے ادھر دو چار
گئے اپنے خیمون میں وہ نیکنام
کہ مجھکو نہیں طاقت کارزار
مناسب نہیں اسقدر اضطراب

صفائی وہ تیغ ہلالی نے کی
سپر کا تھا سد روکتی انکا وار
دل ارجن کا اُس سے شکستہ ہوا
بہت گلشن بانٹے گلعذار
بدن مارے زخمون کے ہے چور چور
ظفر آخر کار ہوگی نصیب

چھٹے دیکھکر پہلوانون کے جی
گری ایک پر ہو گئے جسم چاک
بدن مارے زخمون کے خستہ ہوا
چھٹے دست بھیکم سے سینہ فگار
طبیعت لڑائی سے ہو دور دور
ہراسان نہو وہ بھی ان ہے قریب
خستہ دشمن کا لشکر دل افسردہ سب

روز دوم از جنگ درون +

قیامت کا میدان میں سامان تھا — درونہ بھی از حد پریشان تھا
ہر اک نے کیے وہ شجاعت کے کام — پریشان دل کوروان تھے تمام
ہوئی اسقدر فوج وہ پست پا — نہ باقی رہا جنگ کا حوصلا
جوان تھے پر ایک لڑکے سے تنگ — نہ زور انکا چلتا تھا کچھ وقت جنگ
اکیلا وہ بھاری تھی اس فوج پر — ستارے تھے اقبال کا اوج پر
یہ سمجھے کہ ہے دیو فی کا پسر — نہ سر ہر کوئی ہوگا اس سے بشر
سوا اسکے کچھ اور چارہ نہیں — دل پھیر سے کچھ چارہ نہیں
کسیکو تھی اس لڑائی کی تاب — درونہ فقط دیرہے تھے جواب
کمرو کہ بنے ہیں کیا فسے یہ چار — بتاسے ہے طلسمات یہ آشکار
کسیکا ہنر کام آتا نہ تھا — وہ تھا کون جو زخم کھاتا نہ تھا
غرض شام کا تھا انھیں انتظار — چراتے تھے دم وہ دم کارزار
پریشان تھا جرو دشمن نا مدار — عروس ظفر پہ نہیں اختیار
جو بھیکم نے دیکھا یہ حال تباہ — یہ لڑکا قیامت کا ہے بے اشتباہ
کہا یہ لڑائی سے بہتر ہے آج — سوا اسکے کوئی نہیں ہے علاج
عجب حال لشکر پریشان تھا — نہ کچھ زور چلتا تھا حیران تھا
ادھر سے بھی چلتے تھے تیر بلا — کوئی مار پیچاں کوئی اژدہا

جنگ کرنا کمرو کا درونہ اچارج کے ساتھ

کوئی غیرت شکل شیر ژیان — کسی سے تھا دریائے آتش روان
طلسمات کا فن اُسے یاد تھا — اسی وجہ سے انکا دل شاد تھا
سنو قصہ بھیکم پہ پیشتر — محبت کی تھی اس پسر پر نظر
بھلا یہ بھی تھی کوئی لڑنے کی طرح — درونہ نے دی انکے کہنے سے طرح

دگرگوں تھا ہمت کا سامان تھا — کوئی آن مین صاف میدان تھا
ہرا بھرا رہا آج میدان جنگ — گئے اچھے جوان مین تھا وقت تنگ

روز پنجم از جنگ ده روزه

گریبان صبر کا وه پاره ہوا — نہان مہر سے مہر تاره ہوا

ہوئی تیغ میدان مین نوربار — سیے مہر کا خنجر آبدار
دلاور تھا جو ابھمن نوجوان — کرون آسکی چالاکیون کا بیان

قضا آه فرصت آگے دے نشے — دلون کے کہ دو پھوڑ لین آبلے
خزان کی گا آب اسکا باغ حیات — اجل آج ہے ہا لگائے ہر گھات

بلاد ارقانی مین کسکو قرار — ہر اک لحظہ ہے موت سر پر سوار
آسے نیک و بد پر نہین ہے نظر — کوئی بے ہنر ہو کہ اہل ہنر

زمین مین چھپے دفن شکل قمر — ستم ظلم گردون بھی ہے بے ہنر
فقط کچھ دنون کا یہ مہمان ہے — فدا شاہ جنگ پر جان ہے

دکھائے دلاور شجاعت ہنر — کہ ہے پاس وزر قضا کے سحر
جمایا جو میدان مین پا نہنگ — دہن خصم کر وسعت مین جنگ تنگ

دکھائے ہنر وہ دم کارزار — بنٹائے دشمن دست ل سو شمار
وہ چلتا تھا چو رنگ کا صاف وار — کیا ایک کو دو تو پھر دو کو چار

سر پہلوان کو کیا جیب قلم — گلے پر لیا تیغ نے آکے دم
جو اتری گلے سے تو کاٹا جگر — شکم دو ہوئے کھل گئی بس کمر

بہائے زمین پہ وہ دریائے خون — کہ حیرت مین تھا گنبد نیلگون
روان تیغ تھی وہ دم کارزار — زرہ پر نہ جوشن پہ رکھتا تھا وار

گرا خود پر جبکے گرز گران — ہوئی جان قالب سے اسکی روان
ہوئی تیر سے چار ٹکڑے سپر — کیے چور خنجر نے سینہ جگر

گرا جسپہ وہ نیزۂ آبدار — جہان مین وه پیدا تھا زینہار
ہزارون کمند مسلسل مین قید — بنے مرغ جان باز خنجر کے صید

مقابل مین تھا بھمن فی ہنر — وه تھا گلشن جنگ جو کا ثمر
ڈرائی گئی تھی اسکو بھی چال — گریبان مین کا کیا خون سے لال

چھپے جسم تک دامن زخم سے — بنے بحر خون چاک پوشاک سے
ہر اک آستین خون سے گلفشان — ستمندر لہو کے تھے کوسون نشان

جدا زخم کاری سے تھے بند بند — بدن کی رگین مرغ جان کو کمند
غرض وہ جوان تھا شجاعت شعار — پس و پیش سکو نہ تھا زینہار

پیتھا رشک خورشید وہ شکل ماه — یہ نور نظر تھا وہ نور نگاه
سپہر ستم طلعت سے شمس و قمر — کہان تک کہون آسکے وصف ہنر

تیر اندازی ابھمن کی بھیمن پر

جوانمرد و خونخوار دونون نہنگ
پھر اٹھا کُشتون سے میدان جنگ
لگائے وہ چھپن اپھمن نے تیر
بنا خوان تھے بہت برنا و پیر

سنی اور کی کچھ نہ اپنی کہی
خبر اپنی اسکو نہ اصلا رہی
یہ دیکھی وہان کرپ نے واردات
نہ سوجھی سوا اسکے کچھ اور گھات

اٹھا لائے خیمے مین مجروح کو
افاقہ ملا اس جگہ روح کو
برابر رہا آج میدان جنگ
ہوئے منتشر سب وسامان جنگ

روز ششم از جنگ دہ روزہ

کیا جا بہ صبح جب زیب تن
چمکتا نہ خورشید کا کیون بدن

ہوا اودھر بھیم نور پر وہ سوار
جمی پھر وہان مجلس کارزار
دم تیغ و خنجر مین اب اجل
قضا کا وہان تھا امانی عمل

تڑپتے تھے زخمی پڑے جا بجا
عجب رقص بسمل کا سامان تھا
فقط زخم کھانا سپاہی طعام
لہو سے بھرا آب شمشیر کا جام

ادھر تھا وہ جرجودھن پلیتن
ادھر بھیم میدان مین تیر زن
گھستے تھے وہ دونون بشکل نہنگ
بنا قلزم خون وہ میدان جنگ

دکھائی ہزارون کو راہ فنا
پیا فوج نے آب جام فنا
دیا پاٹ کشتون سے میدان جنگ
اجل کے فرشتے کی تھی عقل دنگ

لیا بھیم نے تیر و خنجر سے کام
سنو حال جرجودھن نیکنام
بدن کثرت زخم سے چور چور
لڑائی سے اسوقت [illegible] دور دور

بہن زخم کے جسم پر خون چکان
بنا خون کا فوارہ وہ پہلوان
نہ آئی تماشے کی جو دلکو تاب
چھپا پردۂ غرب مین آفتاب

مجروح ہونا جرجودھن کا بھیم سے مقابلے مین

اٹھی یا لڑائی سے فوجون کے ہاتھ
رہی کچھ نہ پیٹھ باقی دشمن کے ساتھ
جو شمشیر نے خلعت پایا بھیم کو
دوبارہ وہم رزم [illegible]

جرجودھن تھا دل مین بہت اداس
گیا شبکو بھیشم پتامہ کے پاس
بیان یہ کیا اپنا احوال زار
بدن بار زخمون سے ہو لالہ زار

خداوندی شاہ عالی تبار
زبان سے اپ رشاد وہ کام ہو
سخن سنکے بھیکم ہوئے خندہ زن
مگر عہد کا ہو چہا دل پہ رنگ
عقب آپکے ہوا رجن نیکنام
ظفر یاب ہونا پہر آسان ہے
وہ فوجین ہوئین قتل جب بیشمار
ہٹایا سپاہ شب تار کو
سکندی بنا پیشرو فوج کا
ہوئی پہر صف جنگ آراستہ
وہ بھیکم بتا سے ہوئے جب سوا
جو بھیکم ہوئے سے میدان وان
شجاعت کی دریا دلیتن تک
جو اٹھا زمین پر بٹھایا اسے
اجل کی طرح جیسے تیرہ گرا
ملے خاک مین نوجوان صد ہزار
وہ تدبیر شکو جو آئی تھی ہاتھ
ہوئی گرم بازار جنگ سرد
قلم لکھے ارجن کی چالاکیان
ہوئے جبکہ زخمی وہ عالی نژاد
یہ سوچے تو اسوقت آئی قضا
قریب آگیا تھا بہت وقت شام
برسنے لگا آب باران جو مان

مرا عہد جاتا نہ ہو دم پہ شمار
کہ جس سے بگیرا اپنا انجام ہو
کہا راست ہے اہر پسپر شکہن
کرونگا نہ عورت سے میدان جنگ
کرے سے کام تیر و کمان میر اتمام
تھے ہاتھ پہر جٹا میدان سے

ادھر فوج مین کوئی ایسا نہین
لڑائی کی طاقت نہین جس مین تاب
مرا قتل ہے بے شبہہ شوا سے ہے
سکندی حقیقت مین ہے اصل زن
سوا کشن ارجن کے کوئی نہین
یہ کہکر کیا پہر زبان سے بیان

روز دہم از جنگ دہ روزہ

لیا مار پہر جب سہم بیار کو
ہراول بنا لشکر موج کا
طلبگار پیکار نو خواستہ
اجل نے کہا تم پہ ہو آج وا
کہا ساتھ آئے نہ کوئی جوان
بلا شبہہ خونخوار تھا وہ نہنگ
بڑھا آگے پیچھے ہٹایا اسے
یہ جانو کہ دنیا مین پیدا نہ تھا
دھوان ہو گیا چہرہ کارزار
سکندی و ارجن ہٹے ایک ساتھ
نکل سرخ آئے نظر سے زرد
اٹھائے جو ہاتھون مین تیر و کمان
دعا سے پدر آگئی انکو یاد
جدھشٹر کا حاصل ہوا مدعا
کیا تیر ارجن نے قصہ تمام
وہ ماتم کرنے لگا آسمان

سنے برق کہ سے پیچھے لگے
عقب سکے تھا ارجن تیر زن
لڑائی کا ہر سمت تھا اہتمام
رہو سامنے یا چھپو تم کہین
اکیلا لڑونگا مین لشکر سے آج
ہوئے قلزم فوج مین موج زن
کڑکتی برق سان جیسے شمشیر تیز
پڑی وار پہ وار تلوار کی
ہتھیلی نہ چہا میدان رزم
لگائے سکندی نے جب دم خدنگ
دو اس جسم کی جوڑا مر آگئی
ہوا اوس مین سکے وہ تیر زن
کہ جتنی خدا سے باتیں گیا موت
اسی دم ہوئے وہ طلبگار مرگ
زمین پر جو وہ زخم کہا کر گرے
فلک سے زمین کو ہوا زلزلہ

حریف آپکا ہو دم جنگ کہین
کسی طرح اب کاٹیے یہ عذاب
مشقت تمہاری یہ بیکار ہے
مقابل ہو مجھسے جو وہ تیر زن
جو میدان مین پکڑی ہی آستین
نہ کہنا کسی سے یہ راز نہان
بتا مہر خود مجھسے آ بہار
سوارون کے گھوڑے چمکنے لگے
لڑائی کا آمادہ پہر پیلتن
کہ بھیکم کا ہے آج قصہ تمام
سکے ہاتھ سے آج بچتے نہین
مدد کی نہین مجکو کچھ احتیاج
گرائے زمین پر بہت پیلتن
گئی اسکے سر پر گذر رستخیز
پلٹین خصم کی بدہیان ہار کی
ہوئے قتل لاکھون جوانان رزم
دیا چھوڑ بھیکم نے میدان جنگ
ظفر دور تھی جلد پاس آگئی
کیا صاف بھیکم کا چھلنی بدن
نہ آئیگا ہرگز ترا وقت موت
نمایان ہوا جو خونخوار مرگ
نہ اٹھنے کی تاب آئی تیور چھپر کے
بیان کیا ہوا اسوقت کا ماجرا

مجروح ہونا بھیکم پتامہ کا ارجن کے تیروں سے

ہوا سن کے دیکھا جو یہ حال زار
ہوا اور وہ غم سے بہت بیقرار

وہ لیکر طبیبوں کو حاضر ہوا
جو دیکھا تو بھیکم نے اس سے کہا

یہ سنکر وہ رونے لگا زار زار
کیے گوہر اشک اُس نے نثار

رکھیشر کو گنگا نے بھیجا وہاں
اُترا ہنس بنکر وہ آیا یہاں

مجھے اسنے بھیجا ہے آیا ہوں میں
دم نزع پیغام لایا ہوں میں

ابھی زندہ رکھے آپکو ایں قدر
گئے شب بٹے وزرا و ذی حشم

سخن یاں تک بھیکم کو آیا پسند
رہا خاک پر جسم جان دردمند

وہاں آئے جب پانڈو کے گلعذار
رواں آنسوؤں کے ہوئے آبشار

کیا پیش جب جودھن جنگجو
کہا حال بھیکم کا سب ہو بہو

نہ احسان کا بوجھ سر پر دھرو
حکیموں کو کچھ دیکے رخصت کرو

اگا باغ ماتم میں اک نخل غم
کھلائے نیا گل یہ شاخ قلم

کہا آ کے بھیکم سے اسنے بیان
وہ گنگا جو ہے مادر مہربان

کہا اُتّرل میں ہو آفتاب
بسنت آئے کم ہو دن کا حساب

عطا ہوگا اسدم ثواب عظیم
نہ دیکھو گے آنکھوں سے نار جحیم

تنے نے دیا جان کو تن سے جدا
وہ حاکم تھا محکوم تھی یہ قضا

دیا حکم ارجن کو مجروح نے
مرتب ہو بالش سے واسطے

لگانے زمین پر جو ارجن نے تیر | بنی اس جگہ بالش بے نظیر
ہوئی پیاس جب آپ کی انکو جو واہ | اٹھائی طرف کو روان کے نگاہ
کیا ارجن نوجوان سے طلب | سنو حال تیر افگنی کا بیاب
ہوا حاضر آن وہ بھیکم کے پاس | ہوئی سرخ سے آپ سے رفع پیاس
وہ آرام تھا بستر تیر پر | کیے پوست سے سترہ کا کال بسر
شرا ایسے بھوت سے تا کال مرن | پھر اسینہ جو دلیپ دھرت کا نو

وہ تکیہ کہ مسند نشین خوش ہوا | یہ بستر تو قالین و گلشن ہوا
جو لائے وہ جام مرصع مین آب | نہ آیا وہ ہرگز پسند جناب
زمین پر لگائے جو اُسنے خدنگ | نکل آیا پانی وہین بید رنگ
زبان سے لگائے تو آیا قرار | کہ ارجن کے دل نے بھی پایا قرار
شب و روز رکتے تھے آنکھوں کو بند | فقط دل کو یاد الٰہی پسند
نہ شادی کی راحت نہ ایذائے غم | سے یاد خالق جو تھی یکقلم

آرام فرمانا بھیکم پتامہ تیر خوردہ کا تیروں کے بستر پہ

بھیکم پرب تمام ہوا
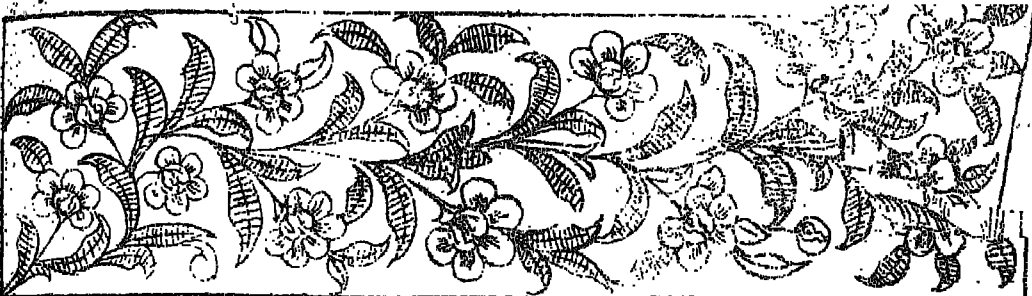
خیابان ہفتم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی درونہ پرب و درین پرب ہزار و ہشتصد و پنجاہ اشلوک است

روان یون ہوے اب شنوار قلم
وہ میدان مین یکتازی کرے
کہے میر جرمون پہ تیغ نظر
کہ آئینہ اس زنگ سے صاف ہے
کدورت کا دلمین نہین کچھ غبار
مدد روز بد مین ہے لازم ضرور
یقین ملک کا دل جو لانے نیک نام
ظفر یاب ہونا بہت دور ہے
سخنوں حال جو جو چمن ہو پسند
کہ بھیکم پتامہ تو زخمی ہوے
سوا آپکے کون سے دوسرا
سنا ہے جون آپ سروا فوج
ادھر سے جو اصرار کیسر ہوا
دم تیغ میدان مین رشید را

چمن اول در بیان مقرر شدن سپہ سالاری درونا چارج در لشکر کوروان

درونہ اب جنگ یازی کرے — جو بھیکم پتامہ پہ گذرا حال
نصیحت فرمائیے بہرہ ور — قصور و خطا سب ان ہین معاف
ہر اک سے تو چشم انصاف ہے — جگہ میل نے دلمین پائی نہین
صفا وہ کہ ہو جاوے آئینہ دا — نصیحت ہے جھوٹی تہ راہ وفا
سنو جان شاہی یہ چلا قصہ کہ — نہ پیچھے ہٹے پانون میدان سے
نہ آئیگی کچھ کوشش جہد کام — کسیکو نہین اسقدر زور و تاب
لڑے آنسے کیسکا مقدور ہے — دل ان از خون ہے تھا دردمند

چمن دوم در بیان جنگ پنج روزہ درونا چارج

خوشی سنو ہے ادھر ہی سے — شکستہ ادھر ہے کمر فوج کی
جو ہو اس صفت جنگ مین پیشوا — نہ جانا تھا ہوئیگی انجام دریغ
نہین مرگ سے آیا سالار فوج — وہشت دل مین تھے اندیشہ مند
رضامند حکم قضا پر ہوا — بتایا قضا نے جو سالار فوج

روز اول از جنگ پنج روزہ

کرے پانچ دن کی لڑائی رقم
کرن نے کیا آکے انسے سوال
کہا آپنے ہے مرا سینہ صاف
یہ خورشید مین بھی صفائی نہین
سبب ہے کوروان پر دل و جان فدا
فدا مجھسے ہین کوروان جان سے
سر لشکر پنڈون ارجن کو جو دی جواب
نہین کچھ مین ہین ناتوانی سے بند
کہا یون درون نے اے زورمند
خبر اب نہین پستی اوج کی
کھنچے شل برق درخشندہ تیغ
یہ تدبیر آئی نہ انکو پسند
دیا پھر قضا مین لیگا اب درنج
در آیا جو اسپ ہوا پر سوا

مقابل میں آیا جو کوئی عدو
لکھائے وہ شمشیر براں نے کاٹ
لشکر غضب لیکر لگا شام تک
سحر نے نکالا جو مشرق سے سر
صف آرائی اہمن کی لکھے قلم
کری صورت برق جسپر وہ تیغ
لیا جسکے سینے پہ تیرے کو شبد
ہوئی برق خنجر جدھر شعلہ بار

مثالی وہیں تیغ سے آبرو
لہو سے تھا میدان سمندر کا گھاٹ
قضا کو ہوا روز محشر کا شک

بنا رشک مسلخ وہ میدان جنگ
جدھر خنجر تیز نے منہ کیا
سر شام میدان آن ہر اک سپاہ

روز دوم از جنگ پنج روزہ

کیا ناک میں پہلوانوں کا دم
چلا خرمن زندگی بید ریغ
گرا شیشۂ جان پہ سنگ گزند
ادھر چلگئی عمر کی کشت زار

لڑا خوب میدان میں مردوا
قلم لکھے کیا وسعت تیر فگنی
چمک کر جدھر تیغ برقی چلی
درونہ نے دیکھیں جو سفاکیاں

تھی گوسپندوں میں شکل نہنگ
عدم پاس آنکھو دکھائی دیا
روانہ ہوئی سوے آرامگاہ
ہوا تخت زرین پہ خور جلوہ گر
دکھائی قیامت دم کارزار
ہر اک شخص کی جان پہ تھی بنی
اجل نے پکارا اجل میں چلی
گری فوج پہ برق تیغ و سنان

اہمن کی صف آرائی درونہ کے ساتھ

صف آرائی وہ لگئی خاک میں
لڑائی سے اسکی کنارہ کیا
فن جنگ میں اسکا ثانی نہیں

بڑے پہلوانوں کے دم ناک میں
صفت کیطرف یوں اشارہ کیا
اٹھائیگا میدان کی سر زمین

چکا پیرہ کی شکل یہ ہم ہوئی
تمام صبح الکشب ہے یہ ارجن لسیر
کھچے جوانوں کے شق ہوگئے

جہان لپا اک صورت ختم ہوئی
بیاض شجاعت کا ہے یہ ختم
دھوئیں چھٹے رنگ فق ہوگئے

بہت شکستہ ہوئے کوروان عدو فوج کا ہے یہ تنہا جوان
دغا باز تھے وہ بھیشم پیر کی کہ حلقہ فوج مین وہ جری
ہوا ایکطرف جیدرتھ سد راہ نہ آئی مدد کو ادھر کی سپاہ
گئے ایکطرف ستو تھامان کرن وہ رن دہلا روک بھر پلتن
ہر اک زور ور جو تھے پہلوان گئے ایکدل اور سب رہ روان
ہوئے گرد ابھمن کے میدان مین کیا فیصلا اسکا اک آن مین
کسی نے کیا تیغ کا جھٹکے وار کسی نے دیا خنجر آبدار
کیا چور نیزے سے سینہ تمام کسی نے کیا گرز سے ہتکے کام
پریشان ہوا مغز ابھمن کا آہ گرا خاک پر وہ بحال تباہ
وہ گرز گران تھا اجل کا پیام ہوا کام اس خستہ جان کا تمام
وہ بیچارہ کس کشمکش مین ہوا دل کوروان اب ٹھنڈا ہوا
جیدرتھ نے پہنچایا جو وہ تیر غم ہوا ادہمین تازہ رنج و ہم و الم
برسنے لگا ابر نیسان کی طرح روان اشک چشمون سے باران کیطرح
دل زار ہیلو کا پیکان تھا نکلنے کو جان کو ہارا ستا
گمان قلزم خون کا ہر اشک پر نکلتے تھے چشمون سے لخت جگر
زبان پر تھے حرف سینہ کباب کہ ارجن کو اب دیگا کیا مین جواب
ہوا گل شبستان کا اسکے چراغ پہ کس طرح شعلہ ہو سینے کا داغ
بہار چمن سب خزان ہوگئی سیہ بخت شکل جہان ہوگئی
پھنسا آہ وہ دام مین موت کے دکھاؤنگا منہ اسکو کس شکل سے
اسی وقت ناگاہ آئے پاس یدھشٹر کو پایا نہایت اداس
بھرا اقبال سینے مین ابھمن کا غم فغان شور غل آہ نالہ الم
نظر آیا انکو جو یہ حال زار نہایت طبیعت ہوئی بیقرار
کہا دل سے آرام و لخت جگر بنی ہو عبث رنج سے جان پر
جو ابھمن کے مرنے سے ہو دل ملول تو مانگو دعا ہو یہ مطلب حصول
جلائے ابھی اسکو جان آفرین نہ دلکو کرو غم سے اندوہگین
مگر سب کو مرنا ہے انجام کار دلاور یہ مانین کے خواستگار
فقط مجکو ہے دھیان اسکا سنو نصیب آپکے پھر ہوت ہو یا نہو
سنے جب یدھشٹر نے شیرین کلام ہوئی دور وہ تلخی غم تمام
سوا صبر کے اور چارہ نہ تھا کرے کیا قضا پر اچارہ نہ تھا
کیا اختیار اپنے دلپر یہ جبر جی آیا نہ کچھ رکھ لیا سنگ صبر
سنا جبکہ ارجن نے یہ حال زار ہوا فرط الفت سے دل بیقرار
مگر تھا دلاور لیا دل کو تھام نہ خنجر گھسیٹا نہ کھینچی حسام
کہا گر خدا نے ہے چاہا تو کل پلاؤنگا دشمن کو جام اجل
تن جیدرتھ سے کرون سر جدا ہوا ہے وہی باعث اس قتل کا
اگر سو درونہ ہون یا سو کرن اگر لاکھ ہون گیرد پلپتن
حمایت کرین اسکی کیا مال ہین دغا باز سب بد افعال ہین
جو یہ مین نے اس کام کو کل کیا تو جل جاؤنگا آگ مین برملا
سنا کوروان نے جو حال قسم کیا مشورہ بیٹھکر یہ بہم
کہ کل جیدرتھ کا ہے روز فنا نشانہ اڑائیگا تیر قضا
پس فوج دینگے کل اسکو مقام کرینگے حفاظت کا سب اہتمام
ہم ارجن سے کل ہونگے سینہ سپر مقابل کو رکھ لین گے تلوار پر

روز سوم از جنگ پنج روزہ

لب بام جو اسکا تھا آفتاب گئی شب سے آمد ہوا آفتاب
ہوئی صبح جب جیدرتھ کی وہ رات نہ تھی صبح تھی اسکی شام حیات
نہایت ڈھل آیا تھا دن عمر کا اسے ہر طرف ڈھونڈھتی تھی قضا
نکل آئے خیمون سے پانچون جوان زبان پر یہ تھا جیدرتھ ہے کہان

ہر اک گرزان ل سے جو تھا شام
اُل کا اجارہ تھا میدان مین
ستونو ل فوج عدو کا شمار
نشانے سے تیرون کے وقت مصاف
چڑھی تھی سر کورون پر قضا
کسکے دشمن کے رُکا تیر زن
سرکیش نے تیر زن سے کہا
وہان ہے یہ در اُسکا صحرا نشین
ارجن نے اُسکا کیا سر جدا

کہ ہین آج کا دن جلد ہی تمام
ہزارون کی لی جان کا آن مین
کہ جسکا تھا پچیس سو اقتدار
ارابے کے آگے ہوئی راہ صاف
دکھائی ہزارون کو راہ فنا
کیا چو زشت لکد سے بدن
سر جیدرتھ ہو جو تن سے جدا
گریگا اُسکے ہاتھون پہ یہ سر وہین
سرکشن نے جو کہا تھا کیا

حمایت کی تھی جیدرتھ پر نظر
نبرد آزما ارجن نامدار
وہ ارجن غرض مثل شیر ژیان
نقش خاستے اسکی نظر و نمین سب
صفون کو اُلٹا ہوا یہ جوان
لگے جیدرتھ پر جو زخم خدنگ
زمین پر پڑ کہنا اُسے ای جوان
زمین پر جو ہاتھون سے رکھیگا سر
بلا سر پہ آئی ہوئی ٹل گئی

اٹھاتے تھو میدان مین اپنے سر
کمین تو سے پیڑھکے دل سیتر
ہوا لشکر کوروان مین اُن
چلایا گری جیسے برق غضب
جو پہونچا سر جیدرتھ پردہان
ہوئی روح قالب مین اکیا تنگ
اُسے پھینکا سوے صحرا وہان
جدا تن سے ہوجائیگا اسکا سر
خدا ساز تدبیر یہ چل گئی

جدا ہونا سر جیدرتھ کا ارجن کے ہاتھ سے

قلم نے کیا ہے بہت اختصار
لکھون اصل کچھ صورت کارزار

خیابان گو مہر چکا ہے تمام
مگر اسکو دیتا ہون پھر انتظام

سنیں شوق سے مشتاق اہل سخن
نئی نظم ہے داستان کہن

یہ ہر ساتک و استوتھامان کا حال
دلاور تھے دونون بہادر کمال

لگائے وہ ساتک نے بڑھکر خدنگ
ہوا فاتحہ استوتھامان کا تنگ

یہ بیہوش تھا کچھ جو آیا شعور
ارابہ ہوا تھا خدنگون سے چور

سنگا کر ہوا دوسرے پر سوار
جو ساتک سے تھا طالب کارزار

کیا ساتک نے جوان سے وہ کام
ارابے کا قصہ ہوا پھر تمام

رتھ و اسپ و رتھبان گشتہ ہوا
وہ میدان شوق سے آشفتہ ہوا

ہوا استوتھامان بھی مجروح و زار
کرون و رگشتون کا بھی کچھ شمار

ستو لشکر کرپ سے اب شمار
گئے قتل اک لاکھ ہاتھی سوار

طرف کوروان کے جو تھا برگ سین
پریشان خاطر ہوا برگ سین

ہوئی قتل اسکی سپہ سہ ہزار
دلاور یہ سب تھے ارابہ سوار

ستو قتل فوج سکن کا شمار
کہ پہنچا الف یکقلم تھے سوار

یہ ساتک نے کار نمایان کیا
دل فوج دشمن پریشان کیا

جو تھا استوتھامان شجاعت شعار
گئی بیہشی پھر ہوا ہوشیار

لگایا جو ساتک نے اسپر خدنگ
گئے صورت شیر دونون نہنگ

کہ پہونچا وہان ارجن نامدار
کیے استوتھامان نے تیرون کے وار

صف آرائی ارجن اور استوتھامان وغیرہ اکثر نامدارون کی

کرے جی طرح تیرون کا اسکے شمار
کیا کام اسنے دم کارزار

لگے تیر ارجن پہ دل دوز تیر
یہ ارجن بھی اس فن مین تھا بے نظیر

دیا صاف تیرون کا اسکے جواب
دلاور بڑا تھا وہ خانہ خراب

نکل پر ہوا اسکے دل خدنگ
ہوا پانچ سے بھیم کا زرد رنگ

کیے نذر سہدیو کو تیر دو
قیامت بپا فوج مین کیون نہو

جو راجہ تھا اک سورسین اسکا نام
کیا تیر نے اسکا قصہ تمام

یدھشٹر کو اہیات پر تھی نظر
طرح دو یہ استاد کا ہے پسر

ہوا یہ درونہ پرب بھی تمام
کرن کی لڑائی کا دون انتظام

درونہ پرب تمام ہوا

خیابان ہشتم از خمستان سواد ہندوستان یعنی کرن پرب درین پرب

سہ ہزار و دو صد و بست اشلوک ست

قلم لکھے احوال جنگ کرن
جو سالار لشکر بنا یہ جوان
ہوئی صبح جب آٹھویں دن کی شام
کرن در ارجن کا میدان تھا
ہوا ہر طرف سے جو تحسین کا شور
چمکتے تھے وہ جیسے برق دو آ
رخ مہر تابان ہوا جبکہ زرد
جو میدان افلاک کا یکہ تاز
خطوط شعاعی سے نیزہ بکف
اڑا لے پر اپنے ہوا جب سوار
پھر اک جا ہوا سب سامان جنگ
وہ لیے ہوئے تیغ پہونچا جدھر

چمن اول در بیان سپہ لاری کرن و جنگ روز اول

قوی دل ہوئی خاطر دژالان
برآمد ہوا مہر با احتشام
لڑائی کا دونوں کو ارمان تھا
زبانوں پر ہر اک کے تھا صف نور
ہوئیں جیسے تیغ ہلالی نثار

عنایات شاہانہ کی اسکے ساتھ
کرن آیا میدان میں مثل نہنگ
ہوئیں سیقدر ناوک انداز یان
دکھائے ہر اک نوجوان نے ہنر
ہوئی صبح اس روز اول کی شام

روز دوم از جنگ دو روزہ

برآمد ہوا جنگ کا لیکے ساز
بنا سینہ دل کرن کا ہدف
دکھائے ہنر نادر روزگار
چمکنے لگا پھر وہ میدان جنگ
ہوئی صف کی صف تا بہ روز ز ب

زرہ دشمنی کی بدن پہ نثار
جو فرزند خورشید تھا وہ کرن
وہی جیسا شل اسکا رتھبان تھا
کرن نے ہزاروں کو کاٹا وہان
شہ ہشتر پہ بھی زخم کاری لگے

تکبر کا پہنے تھا وہ پیرہن
کہ تھی آبرو انکی اب جسکے ہاتھ
ہوا گرم ہنگامہ بزم جنگ
قلم کیا کرے شرح اسکی بیان
چلا خنجر و دشنہ تیر و تبر
روانہ ہوئے دونوں سوئے خیام
ہوئی گرمی آتش جنگ سرد
گل مہر تابان کی پیدا بہار
سپاہوں سے آراستہ سب ان
کہ جسکو جدھشٹر سے پیکان تھا
مٹائے جوانوں کے نام نشان
لگے زخم جو تن پہ بھاری لگے

یہ صدمہ ہو کیا طائر روح کو
ہوا اسکے لہو سے یہ حال زار
کہا اسنے ارجن سے تم ہو رنگ
کہ جنگ کی نہین تجکو تاب
کرن سے لڑینگے وہ عالیجناب
کہ پھینکا کو ہاتھ سے پھینک دے
سری کیشن نے ہاتھ پکڑا کہ لڑان
کیا اسنے ناچار عذر قصور
جو کچھ حکم عالی ہو لاؤن بجا
کرن کا جو تو کاٹ لا جا کے سر
یہ سنکر جو تندسون پہ ارجن گرا
پڑا لشکرون مین عجب زلزلہ
لگے مرنے دونون لیے اپنے منہ

جو گذرا ہوا احوال منہ سے کہو
بیان تم کرو صورت کارزار
کرن سے وہ کرتا ہے اسوقت جنگ
اگر تو ہے ذرہ تو وہ آفتاب
ایسے سوالون کے دینگے جواب
کردن سر جدا اسکا شمشیر سے
لگے ہین سر ہوش اسدم کہان
اگر عہد تھا کیا کہون اے حضور
ہوا دو گناہون مین مین مبتلا
جدہشٹر کا دل اس گھڑی شاد کر
کیا عذر ہر طرح تقصیر کا
گر نازل ہوئی کیا نہان کی بلا
لیے تن جدا سے ارجن سے سر

جدہشٹر نے فرمایا بوقت جنگ
مجھے بھیم کی کچھ نہین ہے خبر
جدہشٹر نے جسدم سخن یہ سنا
کرے سلاحون اب کمال کے
یہ لیسے تھا ارجن کو پیمان صاف
یہ سنتے ہی میان سے کھینچ تیغ
سوا اسکی باتین کہین سخت و سست
خجالت سے اسوقت ہو آب آب
جو دیکھا اسے کشن نے بیقرار
تو بولے شتابی نہ کر دونون گناہ
وہین تیغ کھینچے ہوا وہ روان
سلح اور ہنر اپنا کرتے تھے کام
اٹھایا وہ ہاتھ مین جدہشٹر نے سر

کرن سے جو تھا مان سے کرتا جنگ
خدا جانے اسوقت ہو وہ کدھر
کہا مجکو اے بھائی ثابت ہوا
سری کشن جی کو ابھی جا کے دے
کہیگا جو مجھ سے بوقت مصاف
جدہشٹر کا سر کاٹ لے بیدریغ
کیا یا بہت طرح اسکو درست
کیا منت گردن پہ اپنی خدا
یہ فرمایا اے ارجن نامدار
ہوا اسکے کوئی نہین ور راہ
کرن سے مقابل ہوا نوجوان
ہوئین تیغین تبین ہزارون کی شام
یہ فوجین ہین دونون زیر و زبر

لڑائی کرن اور ارجن کی کمال خونریزی کے ساتھ اور بارش پھولون کی آسمان سے

کرن نے جو اس وقت پائی امان
نہ کام آئی کچھ اسکو تاب توان
کیا ساتھ پہیہ کے ہر چند زور
ہوا سخت ناچار مانند مور

نہ نکلا جو پہیہ تو عاجز ہوا
یہ سمجھا کہ آئی ہے بیشک قضا
عنایت کیا تھا جو برہما نے تیر
نہ تھا اور ترکش میں اسکا نظیر

جو ارجن پہ چھوڑا اسی وقت جنگ
ہوا پشت کے پار رو خدنگ
بدن پر جو یہ زخم کاری لگا
اڑا لے یہ وہ چرخ کھا کر گرا

لا کشن نے ہاتھ اس زخم پر
اسی وقت اچھا ہو سر بسر
بڑی کلفت زخم سے تن دور
کیا دل نے قوت سے پیدا سرور

کڑا تھا اڑا لے یہ جب تیر زن
کھنچا کھینچ کر اسے پھر کرن
جو ارجن نے پایا وہ فرصت کا وقت
کہا اب نہیں ہے مروت کا وقت

کرن پر لگایا اسی دم خدنگ
ہوا سرد وہ گرم میدان جنگ
دو بشتہ تھا ہیں پیکان کا
کیا تیر نے سر کو تن سے جدا

جدا ہونا سر کرن کا تیر ارجن سے

بدن سے نمایاں ہوا ایک نور
ہوا جا کے وہ ملحق جسم ہور
بہت حال تھا کوروان کا تباہ
بھر اشک آنکھوں میں دو لب پہ آہ

شکستہ ہوئی بار زخم سے کمر
بدن ہو گیا کٹ گیا صاف سر
یہ قتل کرن سے پریشان ہوئے
کہ میدان سے وہ گریزان ہوئے

سہلبان سے جو دھن تھے مغرور
یہ بولا کہ جلدی چلے بے شعور
کہ کھلجائیگا پردہ اضطراب
اڑا یہ روان کرنہ اسدم شتاب

غرض طول سے مختصر ہے کلام
ہوا دست ارجن سے اک قتل عام
قلم کو جو منظور ہے اختصار
ہوئے قتل سب اچھے نامدار

ہوا روز سے وقت بھی تنگ ہے
لڑائی کا بگڑا ہوا رنگ ہے
بدن سر جو ٹکڑوں پہ اچاپ ہے
تھا ایک دن اور میدان سے

پھرا جبکہ ارجن ادھر فتحیاب
زمیں میں اُدھر چھپ گیا آفتاب
صدقہ شہر نے اسکو بغل میں لیا
جواہر گہر نقد خلعت دیا

سر بکشن پہ تھا فدا بار بار
سے لعل یاقوت گوہر نثار
قلم شل کو سردار لشکر کرے
کچھ اسکی شجاعت کا بھی مر ہے

کرن پرب تمام ہوا

خیابان ششم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی شل پرب یعنے گدا پرب گویند متضمن

برحال جنگ یک روزہ چون منجملہ کرن پرب ست تفریق شمارا شلوک نشدہ

ہوا جب ہو میدان مین آفتاب
لڑائی کا اب خاتمہ ہے شتاب

چمن ہژدہ اول در سپہ سالاری شل و کشتہ شدن شل وزادل

قلم کو ہوا اندوہ و رنج و الم
کئی دن سے اپنا بجھا ہے دم

لڑائی مین باقی ہے اب یکدن
قلم دلکو سمجھے ذرا مطمئن

سنو حال جب جودھن نامدار
قضا آج سر پہ ہے آ کے سوار

بنا شل ادھر کا جو سردار فوج
طبیعت مین اٹھی لڑائی کی موج

ہوا لشکر کوروان کا شمار
فقط فیل ست اب ہے دس ہزار

ارابہ سوارون کا لکھون شمار
حساب انکا لکھا ہے گیارہ ہزار

لیے موت نے گھیر سب جا بجا پڑے
تو دو لاکھ اسوار باقی رہے

پیادے بھی باقی رہے تین لاکھ
جو کشتہ ہوئے ہونگے وہ چلکے لاکھ

جو لشکر کیا شل نے آراستہ
اجل کے لیے کھل گیا راستہ

جو باقی تھے انکو دکھو ہوئی جان سے
وہ دہان اپنا آیا کل شان سے

ہوا اندیشہ انکو نہ دلمین دریغ
لیے ہاتھ مین خنجر و گرز و تیغ

شجاعت مین یکتا وہ عالی گہر
اسے یاد تھے خوب جنگی ہنر

جو شل نے میدان مین رکھا قدم
لڑائی ترقی پہ تھی دمبدم

نمایان ہوئی ایک جنگ عظیم
عجب گرم ہنگامہ رزم و بیم

ہوئی اسقدر فوج پامال و پست
کہ تیغ اجل سے تھے سر پا و دست

کرن کے جگر ہی مین تو رزمگاہ
فدا انپہ خورشید و ماہ سپیدگاہ

شجاعت شعار اور عالی نژاد
ہنر بادشاہانہ سب انکو یاد

لیے تیر و خنجر کمان و خدنگ
نہ تھے رزم مین وہ کسیطرح تنگ

کئی لاکھ کے جو ہاتھون سے مارے گئے
سر انکے بدن سے اتارے گئے

جدا زخم سے تیغ ہر عضو کا
سراپا تھا سب خاک و خون مین ملا

سنو اسکو تھا مان ارجن کی جنگ
کہ میدان قلم کا صفت مین ہے تنگ

دلون مین تھے جو نوجوانون کے عزم
پھر اک شخص سر گرم پیکار و رزم

مخالف مخالف سے تھا جنگجو
صف جنگ مین گلفشان تھا لہو

دہن زخم کے تھے طلبگار جنگ
زمین جوش خون سے ہوئی لالہ رنگ

زبان قلم پر ہے احوال بیم
تھا جان کا اسکو کچھ خوف و بیم

لیے ہاتھ مین اپنے گرز گران
پھرا غیظ مین شکل شیر ژیان

ستھا مین تہہ تیغ کی وہ سفاکیان
یہ اپنی خبر سپاہی ناوک اندازیان
کیا شل نے بھی بہ میدان مین نام
سر کیش سے یہ کسا بدلا
سنا یہ جدہشٹر نے جیسے دم کلام
یہ برچھا وہ سے جو نکلا ئے خطا

کہ بھولین جن انون کی چالاکیان
کہ ہر ایک کے دلمین تھا خوف جان
مگر عمر کا روز تھا قریب شام
کہ آسان نہین شل کا یون مارنا
کہا سنکے شل ہوا وہ تمام
کہ برچھا نے اسکو کیا تھا عطا

الگ بھیم ارجن جو دھن سی ہنر
لگی زخم سے جسم پر بیلوان
جدہشٹر سے علم مین کچھ کم نہ تھا
بہادر شجاع وہ دلاور سپہ وہ
یہ کہکر دلاور نے برچھا لیا
جدہشٹر نے شل پر کیا پھینکے وار

دل و جان سے تھے مستعد جنگ پر
بنا نخل گل غیرت گلفشان
اسے جان جانے کا بھی غم نہ تھا
شجاعت مین تم سب سے بہتر ہو وہ
پڑھا کوئی افسون ہیں دم کیا
جو پہلو کو توڑا ہوا دل کے پار

کشتہ ہونا شل کا راجہ جدہشٹر کے ہاتھ سے

دم تیغ خالق کا جو دھیان تھا
سنو شل کے بھائی کی داستان
مع فوج اسکو بھی مارا وہان
لڑائی کا اب جا ہوا حال طول
ہوئے قتل میدان مین جو نامدار
ہوا اسمین یہ سب خاتمہ
جمے پھر میدان مین انکے قدم
سبھی کیرت و کرپا عالی نژاد

زمین پر گرا اور سجدہ کیا
کہ دو گھڑی اسکو بھی نہ تھی جان
پریشان ہوا لشکر کوروان
قلم نے کیا مختصر کو قبول
عبث ہے بیان ہوجو انکا شمار
نہ ملتے تھے پھر دست و پا قضا
کہ درپیش تھی سبکو راہ عدم
بہ اسکو تھا مان کریگا فساد

ہوا اگوشل ارجن بھیم سے خونفشان
اسے اپنی بھائی کا دعوا خون
وہ حاصل کیا نام سہدیو نے
چھپے شہ بلک کی اپچان
جو باقی رہے ہین سنو انکا حال
نشان فوج کا سرنگون ہو گیا
ہوئے قتل سب اسکے خویش و تبار
ادھر تو یہ باقی رہے نامدار

روانہ ہوا خلد کو مرغ جان
جدہشٹر ادھر اسکا جو پیا خون
سکنی کا کیا کام سہدیو نے
کہ سہل ہے ارجن جو دھن پہچان
ترقی پہ تھا کوروان کا زوال
ہزارون کروڑون کا خون ہو گیا
فقط تین باقی رہے نامدار
جدہشٹر کے لشکر کا لکھون شمار

قلم لکھے تعداد گردون سوار | کہ زندہ بچے رزم مین سہ ہزار
سے ہی فیل سوار جو سہ ہزار | شتر [illegible] شمار

بھی دونون تو کم نہین کم ہین پچاس | مناسب ہے افزون کرے یہ قیاس
کیا انگلیون پہ جو مین نے شمار | پیادے بچے جان سے سو ہزار

سوارون کا بھی اسطرح ہے بیان | پیادون کے آدھے رہے نیہان

چمن دوم در بیان پنہان شدن جرجودھن در تالاب

قلم جو ہے فوارۂ آب دار | پیادہ ہوے رشک آبی سوار
سنو حال جرجودھن سخت جان | ہوا تھا جو اس معرکے سے سنان

بہت دلکو محبوب تھی جان زار | جو تنہا ہوا دل ہوا بیقرار
نہایت پریشان ہراسان ہوا | لیا گرز سیدھا گریزان ہوا

جو آیا تھا سنجی ادھر ناگہان | نظر آئی یہ حالت نیم جان
ہٹے راہ مین دونون باہم وہاں | کہا اس سے سنجی نے ای بیقرار

ترا حال اتنا پریشان ہے کیون | اڑا رنگ منہ پر ہے کیون
نہ پہونچا جو نیم جان نے اسے | بتائے اسے اسنے اپنے سپچ

کہا اسقدر تو ہے کیون بیقرار | ہوا ایکے جوگو ہے پہ تو ہے سوار
نصیحت بزرگون کی کم خانہ کی | نہ لی صلح پر تو نے اصلاح کی

نہ آیا سخن ایک کا بھی پسند | تکبر کے پردے آنکھین تھین بند
فلک نے یہ دن اب دکھایا تجھے | شرارت سے ہی بد بنایا تجھے

کیا تو نے برباد سب خاندان | ملی خاک مین رونق دو جہان
ہوئی قتل افسوس فوج و سپاہ | وہ سب بگڑ گئے تجھے اقبال و جاہ

نہ وہ بزم عشرت نہ وہ رزم ہے | کہان کا ارادہ ہے کیا عزم ہے
دیا اسنے سنجی کو رو کر جواب | جو گذرا وہ گذرا عبث ہے عتاب

نہ چھیڑ کو مرے زخم پر اب نمک | ستارے پھرے کیا عدو ہے فلک
ہر انسان قسمت سے معذور ہے | مٹائے مقدر کو مقدور ہے

یہ ہنگام اب سرزنش کا نہین | قضا چھوڑتی ہے کسیکو کہین
گذرنا تھا جو سر پہ گذرا میان | بغل مین چھپا ہون مین نقد جان

چھپونگا مین اب جا کے تالاب مین | نہ پہونچیگی ایذا مجھے آب مین
جگہ دیگا پانی مین افسون مجھے | بٹھائیگا راحت سے جیحون مجھے

نہ دیکھیگا کوئی مجھے زینہار | رہیگا مگر مجھپہ سب آب شکار
یہ کہکر چھپا جا کے تالاب مین | جگہ اسکو افسون نے دی آب مین

چھپنا جرجودھن کا تالاب مین اور شکست نصیب ہونا

تجسس بہر حال منظور تھا
کنارے سے جسدم ہوئے ہمکنار
یہ مردانگی سے بہت دور ہے
لڑائی سے لازم نہیں اب گریز
ترا خوف کچھ دل پہ غالب نہیں
نہ بھائی ہے باقی نہ اب یار ہے
سلاح اور باقی نہیں اب یہاں
لڑے تجھسے یکدم اگر ایک ایک
خدا میرا شاہد ہے اندر اگر
بھلا اور رکھتا ہے کیا قدر مال
ہر اک شخص تنہا لڑیگا یہاں
کہوں جنگجو کی میں کیا داستان
جدھشٹر سے یوں کشن جی نے کہا
غرض بھیم نے بڑھکے آواز دی
نہ آئی اسے اسکی باتوں کی تاب

ہوئے شاد انعام اسکو دیا
جدھشٹر نے آواز دی یکبار
شجاعت تری سب میں مشہور ہے
کہ جا باہر اب تو ہے وقت ستیز
مجھے خواہش سلطنت اب نہیں
یہ جنگ اور پرخاش بیکار ہے
فقط پاس ہے ایک گرز گران
کرے جرح اپنے ہنر ایک ایک
نہ رکھے قدم راستی سے ادھر
لڑائی کا مجھسے کرے جو سوال
نہ قرب آئیگا دوسرا پہلوان
چھپاتا تھا ڈر سے وہ اپنی جان
کہ اسوقت میں کام ہے بھیم کا
کہ مردوں کی ہے کوئی یہ زندگی
نکل آ تالاب سے وہ شتاب

سر کرشن جی اور پانچوں جوان
کرے سیر سے جرجودھن جنگجو
ہنسیں گے سبھی تجھے جانور آب کے
جدا اس جنگجو نے سنے یہ کلام
رفیق و برادر جو کشتے ہوئے
لڑائی کی گر ہے تمنا تمھیں
یہ تم چاہتے ہو کر پانچوں جوان
تو اب بھی جنگ سے کچھ دریغ
بہت جیتنا مجھسے دشوار ہے
جدھشٹر نے اس سے یہ کھائی قسم
اگر کوئی ہتھیار درکار ہے
نہ آتا تھا باہر وہ تالاب سے
نہ لائیگا وہ اسکی باتوں کی تاب
کئی طعنہ آمیز باتیں کہیں
شتابی سے نعرہ کھینچا دولت

نکلتے تالاب جلد مثل دھوان
نہ ہے چھپکے پانی میں یوں آبرو
برآمد ہو میدان میں تالاب سے
جدھشٹر سے بولا کہ اے نیکنام
تو میاں تمہیں کشتوں سے لپٹے ہوئے
تماشا دکھاؤنگا فردا تمھیں
سہم ہوکے توڑیں گے سر استخوان
نہ خنجر کی خواہش نہ پروائے تیغ
شجاع عبدہ سزاوار ہے
ہوگا اس اقرار سے بیش و کم
ابھی بھیجیے ہمسے تیار ہے
وہ کرتا تھا باتیں فقط آب سے
نکل آئیگا آب سے وہ شتاب
بہت عبرت انگیز باتیں کہیں
ملا کوس ہمراہ کیسہ ما نشان

نکلنا تالاب سے جرجودھن کا

نمایاں سراپا بہ شکل عجیب
جو دیکھے تو ساقط ہو نبض طبیب

بلا شک ہے انسان کو عبرت کی جا
کسی پر نہ نازل ہو قہر خدا

وہ جادو چشم مل گیا خاک میں
فضا بھر رہی ہے جدا تاک میں

جہاں میں نہیں ہے کسیکو قرار
کوئی دم کا مہمان ہے یہ نادار

یدھشٹر نے حاضر کیے گرز و تیغ
پسند آئی جو اسکو لی بیدریغ

فقط ایک زمین ہر آسنے لی
نہ تھی آرزو اور بہتر جگہ کی

مقابل ہوا بھیم سے وہ جوان
کرناگا بلبھدر آگئے وہاں

جہاں گرز بازی کا میدان ہو تنگ
مگر تھا لڑائی کا میدان تنگ

یہ فرمایا بلبھدر جی نے کلام
لڑائی کے قابل نہیں یہ مقام

زمین کی کہ جسمیں ایک میدان تھا
وہاں سے وہ نو کوس کا فاصلا

جو پیدل تھے سب ہو گئے رواں
ہوئی سات طے اور پہنچے وہاں

چھپن رزم و دیلن جنگ بھیم سین کا جرجودھن سے شکستن زانوے جرجودھن

اعزا ہوئے فرش پر جلوہ گر
کھڑے صف بصف اور دلیر ہنر

ہوئی اس طرح پر جو آغاز جنگ
بیان کیا کرین لڑائی کا ڈھنگ

دلاور تھے بیشہ دونوں جوان
صغیر و کبیر آگئے سب جوان

لکھے تھے نگین شجاعت پہ نام
لیا گرز سے پہلے میدان میں کام

قلم کیا لکھے شرح اسکی بیان
کہ ہے دفتر طول یہ داستان

تماشائی تھے جنگ کے دیوتا
زبانوں پہ تھا حرف صوت و ثنا

برستا تھا دونوں پہ باران گل
بدن زخم سے تھے گلستان گل

پھر بھر رہا گرم میدان جنگ
شکست و ظفر کا نہ تھا کوئی ڈھنگ

یدھشٹر بہت میں حیران تھا
کہ دیکھیں کسے فتح دے اب خدا

وہ ارجن بھی بحر تحیر میں غرق
اجل کی گرے کسکے خرمن پہ برق

سری کرشن جی سے کیا یہ سوال
شجاعت میں دونوں ہیں بے مثال

بھلا ان میں تو نہیں ہاریگا کون
لڑائی کو اس وقت ہاریگا کون

یہ سنکر جواب آپ نے یہ دیا
کہ قوت میں ثانی نہیں بھیم کا

مگر گرز کا فن اسے یاد ہے
نہیں بھولتا جو ہے استاد سے

قسم کا کرے بھیم گر کچھ خیال
تو قتل آسکا ہرگز نہیں ہے محال

حوالہ کرے ضرب کے گرز گران
شکستہ ہوں زانو کے سب استخوان

یہ مغلوب سے نے کی ہو ایک راہ
وگرنہ کریگا وہ سب کو تباہ

اکیلا جو غالب ہو دشوار ہے
وہ فوج شجاعت کا سردار ہے

کھلا یہ جو ارجن پہ راز نہان
کیا آنکھ سے بھیم سے یوں بیان

دھرا اپنے زانو پہ ہاتھ ایکبار
ہوا اس سخن سے وہ ہوشیار

لڑائی میں جب چڑھ گیا داؤ پہ
شکستہ کیا زانو نا سور

زمین پر ادھر پا شکستہ گرا
ادھر شکر کا اسنے سجدہ کیا

کہا میں چھپا دام سوگند سے
رہائی ملی مجھکو اس بند سے

یہ کہکر سراپا سے بے اختیار
وہیں سر کو ٹکرا دیا ایکبار

یدھشٹر نے دیکھا جو طرفہ قصور
کیا مشت سے سینہ بھیم چور

ہوا صدمے کچھ ضرب کے خشمناک
وہ غصہ کہ جلکر ہوا جسم خاک

جہاں تھا وہ جرجودھن نامدار
یہ رونے لگا جاکے زار و نزار

ملے اپنی آنکھوں سے زخمی کے ہاتھ
کوئی دم کا باقی ہے اب ورنہ ساتھ

سخن سنج یوں تھا وہ اندوہگین
کہ یہ وقت اب سرزنش کا نہیں

مگر کیا کروں ہاں جلتا ہے دل
یہ گرمی ہے غم کی پگھلتا ہے دل

دکھایا تکبر نے روز زبون
ہوا لشکروں کا تری وجہ خون

کیا وہ حسد کا سبق تونے یاد
کہ اٹھایا بیٹھے ہی بیٹھے فساد

تکبر ہوا باعث کارزار
فلک نے دکھایا یہ حوال زار

مرا اسمیں ہرگز نہیں کچھ قصور
تری عقل ناقص نے ڈالا فتور

مجھے گشت خون یہ منظور تھا — لڑائی کے نزدیک سے دور تھا
فقط پانچ گانوں کا تھا خواستگار — ...بھی سمجھے کارزار

جو لکھا تھا قسمت میں آیا وہ پیش — کیا نشتر غم نے سینے کو ریش
جو سرزد ہوئی بھیم سے یہ خطا — قلم چھپ لے اسپر اب عفو کا

جدھشٹر جو روتا تھا بالین پہ — صدف چشم آنسو بنے ...

چمن پنجم در بیان خشمگین شدن بلبھدر و فہمانیدن سرکشن چند جیو

عدو بھی مرنے سے اک رنج تھا — غرور سے وہ دل غیرت گنج تھا
جو بلبھدر جی پہ کھلا صاف صاف — لڑائی ہوئی قاعدے سے خلاف

مجروح ہونا جرجودھن کا گرز بھیم سے

تھا بھیم نے سراسر سیان — ہوئی اسطرح گرز بازی کہان
کیا نانہ دل میں غصے نے گھر — پڑی موسل و ہل پہ انکی نظر

اٹھایا کہ پانچون کو کشتہ کرون — زمین انکی لاشون سے پشتہ کرون
وہ سب گلشن پانڈ کے گلعذار — ہوئے چھوڑ کر جان اپنی فرار

نہ بھاگیں تو پھر خاتمہ تھا وہان — تبر سب تھے ہر ایک کے رائگان
سرکشن سمجھے کہ پانچون جوان — نہ پائینگے بلبھدر جی سے امان

بغل مین لیا آپ نے دوڑ کر — کہا اسکو سوگند پر تھی نظر
نہ فرمایئے اسطرح کا غضب — یہ زانو کا تھا توڑنیکا سبب

چھوا پانون سے جو سر نامور — دعا ہے رکھیشر کا تھا یہ اثر
یہ غصہ غضب کا ہے بیجا ندا — قسم کا وہ باعث پہ وجہ دغا

جو بلبھدر نے یہ سنا ماجرا — سرکشن جی نے سخن یہ کہا
سزا اسکی بعد فنا پائینگے — دغا ہے کہ دوزخ میں جائینگے

بلا شبہہ جرجودھن نیکنام — کریگا بہشت برین مین مقام
یہ کہکر گئے وہ سو دوارکا — اثر کچھ دکھائیگی بیشک دعا

جو ماتم کدہ بن گئی رزمگاہ — زبان قلم پر ہے اب حرف آہ

چمن ششم در بیان گفتگوی سرکشن و جرجودھن و رفتن بعد مجروح شدن او

جہان تھا یہ جرجودھن نیم جان — پھر آیا وہان سپہ اک نوجوان
جو آنکھوں کو مجروح نے وا کیا — یہ دیکھا کہ ہین کشن دقت فزا

تھا اپنے لیے مالک دو جہان
بنا آپ کی وجہ سے خاندان

ہوئے قتل بھیکم درونہ کرن
خزان ہوگیا صاف سارا چمن

نگہبان ہر راز پنہان کا خدا
ملے حق تعالی سے تمکو سزا

دیا کشن نے اس سخن کا جواب
نہین یاد ہی تجھکو اپنا حساب

مگر تھی بھلا ہستی یہ کہان
ہوا آپ ہم کا تو طلبگار جان

بنایا تھا گندھک سے تونے مکان
کہ جلتے نہ آتش مین پانچون جوان

پھرایا فرعون کو بارہ برس
بیابان مین کوئی تھا ہمنفس

ہوا جان سے دشمن دیدہ ہی
نصیحت کسیکی سماعت نہ کی

سخن آشتی کا نہ ہرگز سنا
بنائی نئی گھاتین دغا

وہ اجمن تھا جو کہ کیتہ و سال
کیا کچھ جو انون نے ملکر حلال

ہوا قتل تو اپنے ہاتھون سے آہ
دکھایا فلک نے روز سیاہ

دیا اسکا مجروح نے یون جواب
مقدر مین تدبیر کا کیا حساب

جو کچھ بادشاہی کے تھے قاعدے
مجھے کیا ہے الزام وہ سب کے

سزا میری نیت کی دے مجکو حق
نہین جان جانیکا اصلا قلق

کہ ناگاہ اسوقت افلاک سے
گل باغ جنت ہی سنے لگے

حفاظت کو مجروح کی چند کس
مقرر کیے شاہ نے پیش وپس

تھے آزردہ لشکر کوروان
گئے کشن کے ساتھ پانچون جوان

سرکیشن کے حکم سے سب مان
ارادے سے آتے تو پھر ناگہان

جو بیرق چہونت تھے جلوہ گر
نظر سے چھپی شکل نور نظر

نمایان ہوئی آتش شعلہ بار
ارابہ چلا جیسے یہ سوار

تھی وک استو تھا ان کی لاگ

چمن ہفتم در بیان رسیدن سرکیشن چند بہستناپور و فہمانیدن دھرتراشٹ و گاندھاری را

عجب شعلہ افگن تھی پیکان کی آگ

سرکیشن جو عالم الغیب تھے
سو ہستنا پور راہی ہوئے

جو وہ شاہ آنکھون سے معذور تھا
دل زار اس غم سے رنجور تھا

خبر انکے تھا کاندھاری کا حال
وہ رنج والم زندگی تھی وبال

ہو وہ دونون غم ورنج مین مبتلا
دلون مین قلق شور غم تھا بھرا

ہوئی آنسوؤن سے زمین موج زن
بنا رشک آب روان پیرہن

دل زار مین نونہالون کا غم
کیے گردش چرخ نے یہ ستم

خزان ہوگیا صاف وہ خانہ باغ
ملے دست پیر فلک سے یہ داغ

سرکیشن وارد ہوئے ناگہان
جہان گرم تھی بزم آہ وفغان

وہ دو تو دو بیٹے اور بھی جلوہ گر
مشبک کیے نیش غم نے جگر

قلم سے لکھے کیا بزم ماتم کا حال
کہ تیغ الم سے ہر اک تھا نڈھال

کہانتک کہون غم کی [illegible] طول
دل کاندھاری نہایت ملول

سرکیشن سے وہ گوئے نکتہ سنج
ملے آپکی وجہ یہ داغ ورنج

یہی بات تھی تمسک آئندہ نظر
کہ کشتہ ہوئے ایکبارگی سو پسر

مرے نونہال چمن لٹ گئے
وہ سب گل سر انجمن لٹ گئے

خزان ہوگئی ہا تو سیاہی بہار
ملی خاک خون مین وہ سب گلعذار

گیے باغ ہستی سے سرو روان
ہوا گل سے خالی بھرا گلستان

عوض گل کے لیں ہین خار غم
شگفتہ ہین سینہ مین داغ الم

تھی تجھ سے امید اس بات کی
مروت نہ آئی ملاقات کی

سرکیشن نے جب سنے یہ سخن
شگفتہ ہوا گل کی صورت دہن

مرض کو مقدر کے چارہ نہین
شفا مین کسی کا اجارہ نہین

جو لکھا تھا تقدیر مین وہ ہوا
نعم کی جگہ ہو نہ یار اسے لا

سوا اسکے جز جو دھن نامدار
تکبر سے تھا طالب کارزار

نصیحت کسیکی نہ کی اسنے گوش
شراب تکبر کا سر مین تھا جوش

ملی اسکو اعمال کی یہ سزا
وہ اس غم کا بانی مبانی ہوا

سو جہیر کے اب نہین کچھ علاج — نہ کام آئیگی اوزاری یہ آج
جدھشٹر کو دشمن گے جو تم بد دعا — کریگا قبول اسکو بیشک خدا
جو زندہ ہے پانڈو کے گلعذار — نہ پہونچیگا انسے تمہین کچھ غبار
سخن گاندھاری کو آیا پسند — کہا مجھپہ احسان کیا کشن چند
مرے خاندان کے ہین اب وہ چراغ — بچا کو نہین کو ... اغ

پہنچن ستم دیدہ بیان جاین ... جرجودھن استوتھامان ا

ہوا جب یہ دربارۂ رنج بند
ابھی جان باقی ہے کچھ جنگ مین — کھلیگا نیا رنگ اس رنگ مین
جہان تھا وہ درجودھن خستہ جان — ابھی زندہ ہین بچے وہ تینون اتان
کیا خاک خون اپنے چہرہ سے پاک — اگرچہ خنجر سے پہلو تھا چاک

مقدر مین تھا جو ہوا آشکار — کرو دل سے تم دور اپنے غبار
نہونگے مگر زندہ تیرے پسر — گذر جائیگی انکی بھی جان پر
دل و جان سے خدمت بجا لائینگے — سعادت شعاری سے پیش آئینگے
کہ پہلے سے آگاہ آکر کیا — و گر نہ مین دیتی انھین بد دعا
وہی جائے فرزند ہین اب پسر — کرونگی ترحم کی انپر نظر
جدھشٹر کے پاس آئے پھر کشن چند
نیا گل کھلائیگی تقدیر اب — بدل گشت خون کی ہے تدبیر اب
بدن زخم کاری سے تھا اسکا چور — سنبھل کے وہ بیٹھا کیا رنج دور
زمین کیا سر کو ستارے سے — تمہارے رنج دل مین کچھ آزار سے

آنا استوتھامان کا جرجودھن کے پاس

سنو استوتھامان کی اب داستان — کیا آستے مجروح سے یون بیان
درشٹ دمن کو دکھاؤن عدم — سر بھیم کو بھی کرون بیدو قلم
جو کچھ کام بن آئے وہ خوب ہے — مجھے قتل دشمن کا مطلوب ہے
ستارہ تھا اس نوجوان کا جوان — کیا جانشین اپنا اسکو وہان
دیا تخت شاہی اسے مین نے آج — مبارک ہوا اسکو نگین ملک تاج
سر بھیم لائے اگر کاٹ کر — ابھی درد زخم دور ہو سر بسر

اگر حکم ہو تو ابھی رات کو — دکھاوون اپنے کرتب کے اسباب کو
ہوا یون سخن سنکے وہ نیم جان — یہی اب شجاعت کا ہے وقت ہان
وہ یون قتل ہو دل کی یہ آرزو — ابھی تک ہے پیاسا کی عشرت وضو
کہا کیرت ورکر سے یہ سخن — کہ یہ استوتھامان جو ہے شیر تن
ارادہ ابھی اسکو ہے جنگ کا — تمہین ساتھ اس نوجوان کے گیا
یہ کہکر زمین پر وہ زخمی گرا — اڑا جوش آنکھون کا تیور پھرا

شل پرب تمام ہوا

خیابان دہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی سوپتک پرب و درین پرب

ہشت صد و ہشتاد اشلوک است

جیسی کل وہان جنگ کرکے اشوتھامان نے وقت شب بزیر بید بیٹھے

قریب آئی اب شب پایان کی شام
گئے اس جگہ سو و اور رہوان
دل اشوتھامان مین تھی بدی
کرین چلکے دشمن کا غفلت مین کام
غرض آئے تا بانہ انکا سخن
در خیمہ پہ ایک دربان تھا
کشادہ دہن ایک اژدر سیاہ
سلح اسکا ہر ایک شایع ہوا
ہوا سخت حیران یہ نوجوان
مہادیو کا دھیان دل مین کیا
سر کشی آکے نگہبان [illegible]
[illegible]

جب بیٹھے تھے زیر شجر ناگہان
یہ تقریر دونون جوانون سے کی
کسی طرح جاری ہو قصہ تمام
لگا آفتاب خرد مین گہن
عجائب طرح کا وہ انسان تھا
پڑا اسکی گردن مین ہر سر کلاہ
دہن مین اس افعی نے غائب کیا
اٹھائی نظر جانب آسمان
تصور سے کام اپنا اسدم لیا
جلد شنکر [illegible] قربان ہوئین
کہا اے مہادیو عالی مقام

یہ دیکھا کر اک ہم نے وقت شب
ہتا تا ہی پاپ شبخون کی راہ
کہا کر پہنچے دہرم سے دور ہے
جلد شنکر کے لشکر مین پہونچا جوان
کمر سے لپیٹے ہوئے چرم شیر
آئے اشوتھامان ڈرا دیکھکر
نہ پہونچا کوئی زخم بدبان پہ
سر کشین آئے ہوا پر نظر
مہادیو نے آگہ ہو سے مہربان
مشقت سی تیری سب اب بیگان
عنایت نہ فرماسینگا اگر

کہ تیرا ہو اٹھارھوان دن تمام
کیا قتل افغان خفتہ کو سب
نصیحت پہ اسکی ہو بیسری نگاہ
سحر کو ٹرنگا جو منظور ہے
وہان کی سنو جیسے آئے استھان
دھرے وش پرست آہو دلیر
حوالہ کیا گرز و نیزہ و تبر
نہ آیا کوئی حادثہ جان پہ
کوئی کام آیا نہ ہرگز تبر
کہا اشوتھامان نے اے نوجوان
نہ بو دوست وہاتھ سے نقد جان
تو جلپاؤنگا آگ مین آپ پہ

تھے بھائی جو ہمکو مرے نور عین | دل فریبی کے تھے آرام و چین
ہوئی آتش مہر وہ شعلہ زن | سلگ کے ہوا راکھ سارا بدن
تن زار سے تھا روان مرغ جان | لگے تھے غرض کثرت برچھا دہان
مقدر مین اسکے تھا یہی رقم | کہ دیکھا ہون جس وقت شادی و غم
آس آغاز کا پس یہ انجام تھا | نہ پھر چارہ وکنت سے کچھ کام تھا
اڑانے لگے خاک وہ سر بسر | گریزان ہوئے خون سے یکدگر

ہوئے ہفت ان بیگناہوں کا خون | نہ کیون حال میرا ہو غم سے زبون
دم مرگ آ سینے دیا اور غم | لبوں پر تھا اب غم سے زخمی کا دم
جھکا سر لیا اپنی آغوش مین | پڑا تفرقہ لشکر ہوش مین
اسی وقت آ گئی اسکی اجل | گئی روح قالب سے جلدی نکل
ہراسان ہوئے ولیکن تینوں جوان | ہوئے چشمون سے آب حیرت روان
لیے گلشن پانڈ کے جو ثمر | نیا گل کھلائینگے آنکے پدر

کشتہ ہونا راجہ جدہشٹر کے پانچون برادرزادون کا اور اجل نصیب ہونا جرجودھن کا یہ خبر سنکر

سوتپک پرب تمام ہوا

خیابان یازدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی استری پرب درین پرب

ہفت صد و ہفتاد و پنج اشلوک است

تھے اپنے لشکر مین پانچون جوان
گئے تھے سو نہین کوئی ان کو وہان

چمن اول در بیان شنیدن راجہ جدھشٹر خبر کشتہ شدن فرزندان دروپدی

نہ تھی اس قیامت سے انکو خبر
پڑا فرش عیش مین یہ شرر

ہوائے اجل نے کیے گل چراغ
زمین پر گرے کٹ کے وہ سبزہ باغ

ورشٹ دمن کے بہلوان نے
جدھشٹر سے سب شب کے قصے کہے

خزان ہو گیا گلشن دروپدی
نہ کیون تلخ ہو لذت زندگی

ورشٹ دمن بھی ہوا جان نثار
سکنڈی ہوا سو جینت سوار

وہ کانون سے سنتے ہی یہ حال زار
گرا خاک پر دل ہوا بیقرار

نمایان ہوا عالم بیخودی
ملی خاک مین فتح کی سب خوشی

خدنگ الم صاف تھا دل کے پار
طبیعت کو تازہ ہوا انتشار

جو تھے ساتھ راجہ کے رونے لگے
وہ بیجان پر جان کھونے لگے

کسی نے کیا پیرہن اپنا چاک
بھرا اشک سے سب کے دامان خاک

گریبان کسی نے کیا تار تار
کوئی غمزدہ غم سے تھا اشکبار

سرکیش نے سبکو تسکین دی
دلی کاوش رنج و غم دور کی

جدھشٹر کے چہرے پہ چھڑکا گلاب
ہوا دور آنکھون سے غفلت کا خواب

افاقہ طبیعت کو حاصل ہوا
شگفتہ ذرا غنچۂ دل ہوا

نکل دروپدی کو بھی لایا وہان
ہوا اور بھی شور آہ و فغان

لگے نخل ماتم مین تازہ ثمر
نکلتے تھے مژگان پہ لخت جگر

کوئی رو رہا تھا وہان زار زار
کوئی کاوش غم سے سینہ فگار

کوئی یاد مین نونہالون کے آہ
پڑا تھا زمین پہ بحال تباہ

کسیکو نہو درد و غم یہ نصیب
نہو مبتلا اسمین کوئی غریب

سرکیش نے غم کیا انکا دور
کیا صبر کر یاس لازم ضرور

ہوا صبر کے کوئی چارہ نہین
امانت مین حیلا اجارہ نہین

کیے اشک دامان الفت سے پاک
ہوئی دور چہرے سے ماتم کی خاک

نہون دروپدی کا مین کیا حال زار
جو تھا غنچۂ دل مین اس غم کا خار

چمن دوم در بیان طلب کردن دروپدی جوہر کہ در سر اسوتھامان بود

گلستان عشرت بنا خارزار
اڑا باغ راحت سے رنگ بہار

سخن سنج تھی مادر بے پسر
کہ لائے بھیم لا اس پہ بھین کا سر

کہ گلشن ہوا میرا جب سے خزان / وگرنہ ہو آنکھوں سے میرے نہان
شکستہ نہ ہے شیشۂ عزم ہر / ذرا صبر کو تم نہ ہاتھوں سے دو
روانہ ہوا تب اسی وقت بھیم / ادا یہ سواری کا رشک نسیم
غم نور دیدہ سے دل تھا دو نیم / سر استوتھاما پہ آیا جو بھیم
نہ تھا استوتھاما کو دل میں قرار / کمان سے چھٹا ناوک شعلہ بار

کہا دروپدی نے تب بھیم سے صاف / کرو بخشیئے جرم اسکا معاف
مگر فرط غم سے نہ اسنے سنا / وہی تیغ سے پھر دوبارہ کہا
سر کیشو و ارجن بھی مانند باد / عقب اسکے تھے بہر دفع فساد
لب گنگ پہونچا یہ اِن سے غرق تھا / قیامت تھا فتنہ تھا یا برق تھا
ادھر ارجن نے بھی تیر آتش فشان / لگایا مقابل میں کھینچی کمان

آتش افشانی تیر استوتھامان کی ارجن کے مقابل

چھٹنا برہم شر دونون کا محفوظ رہنا دنیا کا جلنے سے ارجن کے تیر استوتھامان اور ارجن کا

ہوا خوب آتش کا ہنگامہ گرم / کہ جسکی رقم میں ہوا خامہ گرم

سنا میں نے جو گرم شایان رقم / بنے شمع سوزان زبان قلم
جہان ہوگیا صاف آتش کا کان / ہوا ایک شعلہ زمین آسمان
کہا آکے ارجن سے اونامی ہنر / یہ آتش جلائیگی سب خشک و تر
مناسب ہے تو پھیر لے اپنا تیر / جلے جاتے ہین سب صغیر و کبیر
جو نارد نے اس سے اشارہ کیا / کہ ناوک کو اپنے کرے تا جدا
یہ قبضہ نہیں ہے مرا تیر پر / فقط یاد ہے چھوڑنے کا ہنر
کہا یہ گنہگار ہے آپ کا / مناسب جو ہو دیجیے وہ سزا
کہ استوتھامان میں تھی جسکو جا / طلب کشن نے وہ جواہر کیا
ہوا تیر جس دم کمان سے جدا / یہ تھا عہد پانچون کو دونگا جلا
زن پور ارجن جو ہو حمل سے / دعا ہے نہ جلنے سے وہ پھل بچے

ورق رو کش شعلۂ مہر ہو / پھرا فالی نقطون مین اک سحر ہو
جو نارد نے دیکھا یہ جان سوز حال / تردد ہوا دل میں آنکے کمال
دو عالم کی ہو دشمن جان یہ آگ / قیامت نہ برپا کرے جل ان یہ آگ
دیا اسکو ارجن نے جلکر جواب / کہ وہ بھی تو تیر اپنا پھیرے شتاب
دیا استوتھامان نے انکو جواب / نہین مجھ مین طاقت و زور و تاب
جو نارد نے مجبور پایا اسے / قریب سر کیشن لایا اسے
اگر پھیرے جلد دونون خدنگ / کہ ہین آپ اسکی گرمی کو نین تنگ
کہا استوتھامان نے اے جرم پوش / مرے دل میں تھا جو شجاعت کا جوش
اگر وہ اسی آگ مین جل بجھے / جلے دل مین یہ آرزو تھی مجھے
دیا کشن نے یہ جواب سخن / کہ ارمان بیجا ہے اے برہمن

دعا دی یہ بیری کہ وہ نونہال — حکومت کرے شہر میں شصت سال
جلائے یہ آتش سے دور سے — ستم پر سر رکھکے یہ نقد وسے
اگر میرے کہنے سے ہے انحراف — دعا دونگا میں تجکو اب خلاف
یہ سنکر وہ مجبور ترسان ہوا — ہوا بہر جو تھا سر میں انکو دیا
امان آگ سے میکو ارجن نے دی — فروزان تیرونکی آتش جو کی
لڑائی کا جھگڑا ہوا اختتام — غم و رنج و شیون کا ہو اہتمام
غرض دروپدی کو جدا بہر ملا — ہوئی خوش جو بشر کو اسنے دیا
جو سر پہ ہوا اسکے تہ جا دکر — ہر اور فتح مہر آیا نظر

چمن چہارم بیان جگر آشفتہ شدن جودن یودھشٹر اونکا یہ زاری

کرم کشن کا شامل حال تھا — ہوئی فتح جو انکا اقبال تھا
قلم نکلیا نخل ماتم کی شاخ — نئی اور نکلے نیکیون غم کی شاخ
گریبان سے پیش ماتم ہوئی برف — کھلا ہر لب سے زبون غم میں حرف
ہوا قتل جبر و دھن جنگ جو — ملی آب سے تیغ کی آبرو
جو مادر پدر اسکے تھے نیچیان — کہی آنسے سنجی نے یہ داستان
ملا خاک و خون میں وہ نور نگاہ — زمانہ نظر آیا انکا سیاہ
ادھر گلشن پانڈو کے گلعذار — سر کشن سا تھا سب بحال نزار
ہوئے داخل مجلس بادشاہ — عجب غم سے تھا حال انکا تباہ
بغلگیر ہر اک سے ہوتا تھا شاہ — مگر بھیم سے تھی عداوت کی راہ
دل زار میں تھا جو رنج نہان — کہا شہ نے ای بھیم تو ہے کہان
سر کشن کو جان کا خوف و بیم — بنائی تھی آہن سے اک شکل بھیم
کیا کور دیدہ نے اسکو دوچار — بغل میں لیا اسنے جو ایکبار
صفت کیا کرون شاہ کے زور کی — وہ تصویر آہن جو تھی کچھ ہوئی
کیا اسقدر زور کیا ہو بیان — وہ تن سے ہوا خون اسی دم روان
رہی ہوش کی بھی نہ ہرگز خبر — کلیجہ تھا ٹکڑے دو پارہ جگر

بغلگیر ہونا بھیم آہنی سے دھرتراشٹ کا

ہوا شہ بیہوشی سے ہوا ہوشیار — بنا مرغ بسمل دل بیقرار
یہ کہتا تھا اور پیٹتا سینہ چاک — کیا بھیم کو میں نے ناحق ہلاک
دیا کثرت غم نے تازہ ملال — بھتیجے کو میں نے کیا جو حلال
شکنجے نے غم کے دیا وہ فشار — گریہ نے انکا بزم میں زار زار
جو سنجی نے دیکھا پریشان حال — کیا دور رشتہ جگر کا ملال
کہا اسنے تصویر آہن کا حال — ہوا دور اس خستہ جان کا ملال

بہر حال وہ قصہ تا شب ہوا

چمن پنجم دربیان شیون کاندھاری برکنار گنگ

جدہشتر کو فرزند اپنا کیا

قلم کاندھاری کا لکھتا ہے حال | اگر دل ہے رنج والم سے نڈھال
گئیں تھیں نہانیکو وہ سوے گنگ | جبھی مجلس رنج برپا ہے گنگ

سجے بزم افروز ناگہ بیاس | ہوا غم رسیدہ کو غم بیقیاس
وہ اشکون کا دریا بہانے لگی | جلے دلکو اپنے جلانے لگی

ہوئی آتش رنج و غم شعلہ زن | سرشت ہوئی غم کی اک انجمن
وہاں کاندھاری سے بولے بیاس | سنو اسقدر رنج و غم سے اداس

تھا ہیں کسی کا اجارہ نہیں | سوا صبر کے اور چارہ نہیں
نصیحت کی نہ تیرے لڑکون نے گوش | نہیں ان سے انکے ہوئی سرخ پوش

جدہشتر ہے اب خاندان کا چراغ | نہ دیا اسے کوئی نفرین کا داغ
تھے پر غرور ان سے بہتر ہے وہ | گلستان کا تیرے گل تر ہے وہ

جدہشتر بھی اتنے میں پہنچا وہان | ہوا گرم بازار آہ و فغان
بہم وہ تون رونے لگے زار زار | زمین آنسوؤں سے ہوئی آبشار

ہر اک انکے قدمونپہ رکھتا تھا سر | ہوا بھیم کا اس جگہ جب گذر
کہا کاندھاری نے اے زشت خو | دوشاسن کا تونے پیا ہے لہو

کہا اسنے اے مادر مہربان | یہ اک شخص پر ہے یہ عقدہ عیان
کوئی خون پیتا ہے انسان کا | فقط منہ پہ میں نے تھا بیشک ملا

پچھی کو جدہشتر نے دیکھا خفا | بصد عجز قدمونپہ سر رکھدیا
کہا آپ کا میں گنہگار ہون | سزا دیجیے جو سزاوار ہون

کسی سے نہ کچھ آپ فرمائیے | خفا ہو کے آنکھیں دکھلائیے
لپیٹے تھی آنکھوں میں وہ خستہ جان | جو کپڑا ذرا ہٹ گیا ناگہان

کھلا تھا جدہشتر کا انگشت پا | نظر جو پڑی صاف ناخن جلا
گریزان ہوا خوف سے ہر جوان | نظر سے ہوا انکی ہر اک نہان

راجہ جدہشتر وغیرہ پانچون بھائیون کا کاندھاری کے سامنے سے بھاگنا

کہا خستہ جان نے نہ کم اب رہو | نہ بھاگو یہان سے ہر اسان ہو
کسیکو کہونگی نہیں کوئی بات | ملی تمکو دست قضا سے نجات

کہا تاکہ کرون سوزش غم رقم | بنی شمع ماتم زبان قلم

چمن ششم دربیان ملاقات دریدی و کنتی و کاندھاری

بہت طول ہے بزم ماتم کا حال | قلم نے کیا مختصر غم کا حال
اگر ہے کوئی جو ہو نپہ اسکے نظر | قلم کی زبان پر ہے لخت جگر

گلستان عشرت مین آئی خزان — قیامت بہر حال برپا وہان
فلک تک اس گیا نالہ و آہ و غم — تڑپتے تڑپتے تھا ہونٹھون پہ دم

کوئی سر جھکائے ہوئے دردناک — پسینے پسینے کوئی بالون مین خاک
کوئی اپنی آنکھون مین آنسو بھرے — کوئی اپنے زانو پہ سر کو دھرے

کوئی غم سے فرزند کے نوحہ گر — کوئی رنج شوہر سے خستہ جگر
ہتھیلی پہ رکھے ہوئے نقد جان — کوئی توسن مرگ سے ہمعنان

کوئی سوگ مین آپکے غمناک تھا — کسی کا گریبان دل چاک تھا
کسی نے بہائے تھے دریائے اشک — سمندر کو تھا رود پر جسکے رشک

کوئی رو رہا تھا وہان زار زار — تجاہلت سے پانی تھا ابر بہار
کوئی رنج فرزند سے بیقرار — کوئی غم سے بھائی کے سینہ فگار

قیامت تھی وہ بزم ماتم نہ تھی — وہان کونسی چشم پرنم نہ تھی
سنو دربدری کا بھی احوال اب — کیا گاندھاری نے اسکو طلب

خزان اسکا بھی ہو گیا تھا چمن — بھرے دل مین تھے اسکے رنج و محن
ہوئے نخل گلزار راحت قلم — یہ دونون تھین پابند رنج و الم

دل اسکا بھر آیا غم فرزند سے — رہا پھل نہ اک باغ فرزند سے
بہت تھی دروپدی کا بھی حال زار — کہا گاندھاری نے اے بیقرار

مصیبت مین لازم ہے کچھ دلکو صبر — کرو اختیار اب طبیعت پہ جبر
خدا سے ہے تمکو مقام امید — نہ رو رو کے آنکھین کرو اب سفید

قلم مختصر کر یہ احوال غم — مناسب ہے ہو حال کنتی رقم
کہ مدت سے ہو مبتلائے فراق — ہوئی تھی اسے زندگی اپنی شاق

رہی وہ لڑکون سے چودہ برس — فقط تن مین باقی تھا تار نفس
جو دیکھا جدھشٹر کو بیخود ہوئی — الگ ان تھا محبت مین وہ بھی ہوئی

جو کچھ دیر مین وہ ہوئی ہوشیار — ہوئی دل سے لڑکون پہ اپنے نثار
کبھی انکے زخمون پہ ملتی تھی ہاتھ — کبھی شکر کرتی تھی زاری کے ساتھ

بلائین وہ لیتی تھی چٹ چٹ کبھی — مگر غم سے بھی انکو مہلت نہ تھی
وہ پوتون کے ماتم مین تھی مبتلا — کہون کیا عجب غم مین تھی مبتلا

وہ شوہر وہ بیکا الامان الامان — کہ وہ دست پرغم سے تھا نقد جان
کہا گاندھاری نے کنتی سے آہ — کہ اے میرے لڑکون کے نور نگاہ

جو باقی ہین رحم آپ پہ فرمائیے — ہوا جو کہ ہونا تھا غم کھائیے
کہا اسنے کنتی سے اے خستہ جان — مناسب ہے شکر خدائے جہان

کہ سب تیرے فرزند ہین برقرار — گئے باغ ہستی سے سنو گلعذار
یہان باغ کا باغ سب لٹ گیا — ہر اک گل کا اسپاتھ بھی چھٹ گیا

خزان ہو گلستان ہین شکل بہار — جو ضعف کے باغ ہین اب ہین خار
سوا صبر کرنے کے کیا ہی علاج — مبارک جدھشٹر کو ہو تخت و تاج

یہ لڑکے جو ہین تیرے فرزند ہین — بہر حال ہم آپسے خرسند ہین
یہی اب ہین اس دودمان کے چراغ — یہی اب ہین اس خاندان کے چراغ

انھین سے ہو عیش و نشاط و سرور — انھین کے سبب رنج و غم ہونگے دور

چمن ختم ذیرین بیان رسیدن گاندھاری بہر لاش جرجودھن

قلم لکھے اب گاندھاری کا حال — بدل لاش فرزند کا تھا خیال
روانہ ہوئی وہ سوی رزمگاہ — جدھشٹر بھی ہمرہ بحال تباہ

جا بسر کریش کنتی بھی سب — گرفتار زندان رنج و تعب
ہر اک شخص کے لب پہ آہ و فغان — پریشان خستہ جگر نیم جان

پڑا تھا جہان لاشہ نامدار — گئی اس جگہ پہ عالی تبار
جو ماں نے دیکھی وہ لاش پسر — گری خاک پر ہو گئی بیخبر

جو کچھ دیر مین ہوش آیا اسے — محبت کا اک جوش آیا اسے
تصور رہ وہ باتون کا کرنے لگی — پریشان ہوئی آہ بھرنے لگی

پریشان کیئے بال سر کے تمام / اب نیلگون پر یہی تھے کلام
ابھی کل کی ہے بات تھا نامدار / دل و جان سے تھا ان پہ اپنی نثار

جو آنکھوں کا تھا میری یہ عین نور / بدن آج اسکا زخموں سے ہے چور چور
مرے دل کے زخموں کا تھا جو علاج / وہ دو گز کفن کا ہے محتاج آج

بہ ہستی سے کیا بیکسی لاش پر / کیا تیر و خنجر نے ٹکڑے جگر
یہی چاند سا شستہ تھا آرام جان / جو آلودۂ خاک و خون ہے یہان

یہی بادشاہت کا بھرتا تھا دم / ہوا رونق افزائے ملک عدم
ستارہ ان ہیں تھا شکل بدر منیر / فلک نے کیا آج ایسا حقیر

کہ بیٹھے ہیں گرد اسکے سر شغال / بدن کثرت غم سے تھا پائمال
دہن شش ہیں انکے کہانے کو وا / خراب اس طرح ہو رہا حال گدا

یہ وہ شخص ہے راجۂ نامدار / کہ تھا ہفت اقلیم پہ اختیار
یہی منہ تھا جو غیرت آفتاب / ہوا آج آلودۂ خون ناب

زبان پہ کبھی اس طرح کا سخن / کہ یہ سرو قد رشک حسن چمن
وہ حاسد ظفر کو ہوا خواستگار / کہا میں نے یہ ماں ہے تجھپر نثار

جو خلقت پہ اچھا ہو سایہ ترا / خدا فتح و نصرت کریگا عطا
غرض یہ بھی اسوقت تھی گفتگو / برہنہ جو آئے مرے روبرو

پڑیگی مری جس جگہ پہ نظر / نہ ہتھیار ہوگا وہان کارگر
جب آیا مرے روبرو گلعذار / لپیٹے تھا جسم نہانی پہ ہار

جو پہلو سے تھی ران اسکی نہان / اسی پہ لگی ضرب گرز گران
جو سایہ جدھشٹر کا تھا خوب تر / رعیت پہ حال ہوئی یہ ظفر

سخن جس گھڑی یہ ہوئے اختتام / کیے کشن جی سے پھر اسنے کلام
اگر چاہتے آپ ہوتی نہ جنگ / لہو کا اچھلتا نہ مقتل میں رنگ

نہیں اس سخن میں بجا ہو کلام / ہوئے آپ ہی باعث قتل عام
خدا لے ہوا اب سن عا کا کلام / جو کچھ میرے سر پہ گذرا ہے حال

یہی پیش آئے تمہیں حال زار / خزان آپکے باغ کی ہو بہار
وہ سب حاضر بزم ترسان ہوئے / دعا سنکے دلمیں پریشان ہوئے

سر کیرشن نے جب سنی یہ دعا / کہا گاندھاری سے بس ہو چکا
اگر اور کچھ اب کہو گی مجھے / دعا نے یہ دونگا میں بھی تجھے

کھلا مجھپہ ہے صاف از نہان / اٹھینگے بہم سیر آرام جان
ہر اک تجھ جو ان قتل ہوگا وہان / مٹا دینگے اپنا نشان جاودان

سخن گاندھاری نے جب یہ سنا / کہا آپ دینگی تمہیں بد دعا
مگر آپ بھی کچھ نہ فرمائیے / کرم کیجیے اس طرف آئیے

چمن ہشتم در بیان تعداد کشتگان معرکۂ جنگ

کیے کال کشتوں کا اسدم شمار / گئے خلد کو کسقدر جان نثار

جو سلطان نے دو اجیتھم کی ایکبار / جدھشٹر سے پوچھا کہ اے نامدار
میں اسبات کا ہوں طلبگار اب / ہوئے کسقدر قتل جاندار اب

دعا اسکو بس کلیشر کی تھی / چچا کو خبر صاف کشتوں کی دی
گئے جان سے راکب راہوار / قلم نے یہ کشتوں کا لکھا شمار

کہ تھے اک ارب چھیاسٹھ کرور / ہوئے لاکھ آنیر ہم آغوش گور
شمن ہزار اسپہ افزون ہوئے / بوقت کارزار اسقدر خون ہوئے

چمن نہم در بیان اظہار شدن حقیقت برادری کرن با جدھشٹر

قلم چلے کشتوں کی اب لے خبر / کہ تجہیز و تکفین پہ ہے نظر

بدر سنجی نے آخر انجام کار / جلایا ہر اک لاشۂ نامدار
ادا کی ہر اک رسم اہل ہنود / ہوا موج زن ایک دریا جود

مراتب تھا درجوں کا مد نظر / سے علے قدر رتبہ دیا مال و زر
قلم لکھے کیا آہ پر سوز حال / ہوئے اس سے فارغ جو نیکو خصال

نہانے کو آئے لب گنگ پر
دیا چاہیے اسکو پانی ضرور
وہ بسمل کی صورت تڑپنے لگا
مناسب تھا تمپہ افشاے راز
جدھشٹر یہ سنکر مکدر ہوا
طلب پھر کیا اسکے فرزند کو
کرن کا سنا جبکہ زوجہ نے حال
محبت مین شوہر کی وہ مر گئی
زبان پر ہوا ارجن کے یہی کلام
کرن تھے وحشت یہ سبت دیا
نہ تھا مجکو معلوم یہ حال آہ
کرن کی غلامی مین تھا افتخار
مقدر مین جو تھا وہ آیا ظہور
بھرے تب نظر آسکا پاس
جدھشٹر کے دلمین رہیگا یہ غم

دیا نام پر انکے اسباب زر
جدھشٹر کا سینہ ہوا سنکے چور
نیا حشر مین حشر برپا ہوا
کرن سے کیا مین نے ہرچند ساز
اسی وقت مانگی خدا سے دعا
گلے سے لگایا جگربند کو
پڑا رنج سے شیشۂ دلمین بال
مسافر تھی ہم ہم سفر کر گئی
مقابل جب آتا تھا وہ نیکنام
قیامت کا تھا ہر طرح سامنا
وگرنہ بناتا اسے بادشاہ
نہ منظور تھی سلطنت زینہار
نہ تھا اسمین اصلا کسی کا قصور
کھٹکنے نہ پایا تھا غم اسکے پاس
نہ نکلیگا جبتک کہ ہے دم مین دم

جدھشٹر سے کنتی نے اسدم کہا
کھلا آسپہ افسوس حال کرن
سر کیشن کی اسے سنو داستان
وہ افشا پر اسکے نہ راضی ہوا
نہ پھر کوئی اسطرح سنہ کی کھائے
عنایت کی آغوش مین دی جگہ
ہوا دلمین شوہر کے ایسا قلق
پریشان تھا ارجن نامدار
عجب طرح تو تھا اس کا حال
مرا الم تھا اس رنج پہ گھٹتا نہ تھا
فدا اسپہ کرتا مین یہ نقد جان
یہ سبکا ہے سرزنش ای قلم
محبت کی ڈر کون پر اسکے نظر
مناسب ہے ای کلک خاموش ہو
وداع کرن لپہ تھا لاجواب

کہ بھائی بڑا تھا کرن بھی ترا
ہوا زیادہ غم پہ یہ رنج و محن
جدھشٹر سے بولا کہ ای خستہ جان
سوا اسکے یون ہی تھا حکم قضا
کبھی راز زن سے چھپایا نجائے
دل و جان مین فرزند کی جگہ
کر اک آہ کھینچی چلی جان سخت
کرن کے چمن سے تھا سینہ فگار
نہان جسمین جوہر محبت کمال
برادر پہ یہ راز افشا نہ تھا
جلاتا مین آتش مین تیر و کمان
مبدل نہوگا خوشی سے یہ غم
فدا جان و دل صورت سیم و زر
کہ یاد کرن اب فراموش ہو
خجالت سے تھا زرد رو آفتاب
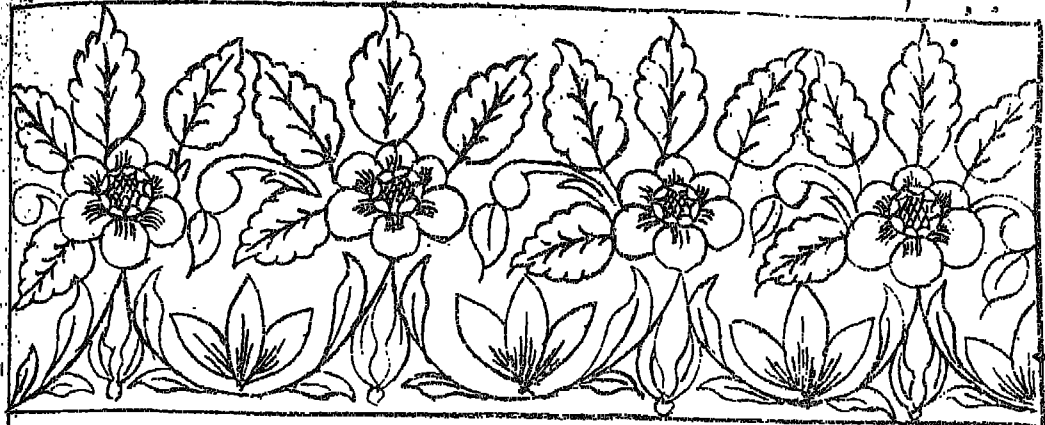
خیابان دوازدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی سانت پرب درین پرب نوازدہ ہزار و ہشت صد سی چہار شلوک ست

قلم کو ہے رنج و الم سے گریز

چمن اول در بیان غسل جدھشٹر اشنان بہ گنگ

فرو ہو گئی آتش رستخیز

خدا کو جو منظور تھا وہ ہوا
نہیں چھوڑتی ہے کسیکو قضا
زمانہ کا ہے یہ نشیب و فراز
کوئی پست غم سے کوئی سرفراز

کوئی خنجر غم سے سینہ فگار
کوئی شاہد عیش سے ہمکنار
کوئی درد ماتم مین ہے مبتلا
خوشی سے کسیکا ہے گلشن کھلا

کوئی نوحہ سے سوگ کے سرنگون
چڑھائے ہوئے بادۂ لالہ گون
کسی کا گلستان ہوا ہے خزان
کوئی فصل گل سے ہے دل شادمان

خوشی اور غم ہین یہ دونون بہم
جدھشٹر کا احوال لکھے قلم
بدر اور بنجی کہ سینو مین داغ
ہوا انکو کرپا کرم سے فراغ

جو آئے شہ کو ردیاس کے پاس
پڑا تھا یہ فرش زمین پر اداس
کہا اسسے اے بادشاہ جہان
جدھشٹر جو ہے دل کا آرام جان

گیا ہو چکے غسل وہ سوے گنگ
ز رنج و الم سے طبیعت ہے تنگ
مناسب ہے چلنا وہان آپ کو
غم آلودہ بیٹھے ہو اٹھو چلو

جدھشٹر لب گنگ پہنچے جہان
ادھر کو یہ باہم ہوئے سب روان
ہوئے غسل سے گنگ کے بہرہ ور
کیا اس جگہ ماہ کاتک بسر

جدھشٹر کا گنگا پہ جب تھا مقام

چمن دوم در بیان مناقشہ پانڈوان کہ فتح بنام کیست

سبھی آئے تھے عابد نیکنام

فوائد تطہر انکو مد نظر
زبان پر یہ تھا ہو مبارک ظفر
زبان جدھشٹر پہ تھا یہ سخن
مین کیا مال تھا روبرو کرن

سپہ تھا بقدر جنکو حاصل کمال
ار بھیم سے لیتا مین نام جدال
ظفر کسکی وجہ حاصل ہوئی
انھین سے یہ آسان مشکل ہوئی

عنایت سے انکی ہو تھیا سپہ
مرے سر پہ احسان ہے بھیا سب
سنا بھیم و ارجن نے جب یہ کلام
کہا ہم تھیں تیغ ہو انکا نام

لڑائی مین پہنچے لڑائی ہو جہان
شکستہ بدن کے ہوئے استخوان
یہ سنکر جدھشٹر نے ان سے کہا
سنو اے مری جان اتنا خفا

غرض مجھ سے جس دم شل نامدار
کیا قتل اسکو دم کارزار

سر کشن نے جب سنے یہ کلام
جدھشٹر سے فرمایا اے نیکنام

انھیں رنج پہونچانا نسب نہیں
یہان ان کلامون سے مطلب نہیں

سر ببھبریک شجاعت شعار
جہان تھا گئے سب عالی دماغ

سر بے بدن نے دیا یہ جواب
شجاعت کہون کسکی مین آنجناب

لیے ہاتھ مین کاسۂ خون فشان
لہو دروپدی نے کیا نوش جان

الگ ہو گیا بیچ سے رود نیل
وہ بارہ ہوا تیر ارجن سے فیل

نہ قطرہ لہو کا زمین پر گرا
یہ ہنگامہ آدھے پہر تک رہا

سر بے بدن کر چکا جب یہ حال

اگر سندھ پہ لایا نہیں اپنا نام
سبب فتح کے ہیں وہ عالی مقام

عنایت کی لازم ہے اسپر نظر
یہ حق جانفشانی کا قطعی ہے کر

مناسب ہے اسمین رفع فساد
چلے اس جگہ سے وہ سب شاد شاد

سر کشن جس سے ہوئے درفشان
شجاعت نظر آئی سب کی یہان

یہ دیکھا ہے مین نے کہ وقت مصاف
سر کشن کا چکر کرتا تھا صاف

جوانون مین بھگدت تھا اہل زور
ہر اک سمت تھا اسکی قوت کا شور

کیا اسقدر اسنے زانو سے زور
دو پارہ کیا بیچ مین شل مور

کھلا جب یہ احوال جنگ و ظفر
دھر اکشن کے پانون پہ سب نے سر

جو پچھی دہن مین تھی لی وہ نکال

چمن سوم دربیان حال ببھبریک

جلائے دہن آگ مین تیر دو سر
سنو اس جوان کی مفصل خبر

جو تھا ببھبریک اس دلاور کا نام
تماشے کو آیا بشوق تمام

جمایا تھا سبزۂ خط نے رنگ
نہ تھی آئینے مین عیان شکل رنگ

عیان تھا سر کشن پر راز غیب
کسی کا نہ اس سے چھپا حسن و عیب

کہا اسنے مین بھی ہون ناوک فگن
لڑائی کے علوم مین خوب فن

خدا نے دیا یہ ہنر مجکو ہے
کمک اسکی مدنظر مجکو ہے

جو افواج آمادۂ جنگ ہے
ظفر کی ترازو مین پاسنگ ہے

جو ہو اس سے وہ چند فوج گران
کرون ایکدم مین اسے رائگان

سر کشن پھر بولے اے نوجوان
صفت تیری مجھپر ہو پہلے عیان

وہ بولا کہ کیا خوب ای مہربان
سخن کو نہ سمجھو مرے رائگان

کریگا وہ پھر دوسرا تیر کام
کہ ہو جائیگا قتل لشکر تمام

کہا کشن نے پھر کہ لے تیر زن
یکس طرح باور ہو تیرا سخن

تری بات کی راستی ہو عیان
لڑائی کا ہو جائیگا امتحان

غرض بل کی بیسانیہ چھوڑا خدنگ
کھلا قتل کہ پر سر اک کے وہ تنگ

ہوا جبکہ میدان مین آغاز جنگ
مہابھارت کا ہر طرف ساز و جنگ

تھا سن مین چودہ برس سے فزون
شباب اسکا آغاز رخ لالہ گون

کمان دوش پر ہاتھ مین تین تیر
شجاعت مین تھا وہ جوان بے نظیر

کہا اس جوان سے بلا کر حضور
کہ تو کسکی چشم رسیدہ کا ہے نور

کرے جسکے خرمن پہ برق شکست
لڑائی مین جس سمت ہو فوج پست

جو ہو دونون طرفون مین اکٹھا سپاہ
سمجھتا ہون مین سبکو اک برگ کاہ

جو ہین جنگ میدان مین فیل مست
سمجھتا ہون تنکون سے بھی انکو پست

دکھاؤن مین یہ راہ فنا آن مین
فرشتے سنے جو کہا ہے یہ کان مین

ترے سر پہ کیا کھیلتی ہے قضا
یہان تین تیرون سے اکھڑ لی کیا

کمان سے جو چھوڑونگا مین اک خدنگ
ہر اک کی اجل کا عیان ہوگا رنگ

یہ میری شجاعت کا آثار ہے
رہا تیسرا تیر بیکار ہے

اب ایسا کی مجکو ہے تجھسے چاہ
کہ ہو دور دل کا مرے اشتباہ

سنو وہ جوان تھا شجاعت شعار
ملا تھا وہ شنجرف کا [illegible]

بتا پانون مین کشن کے جب نشان
شجاعت ہوئی انکے اوپر عیان

کہا اے جوان شجاعت شعار ۔ عروس سخاوت بھی ہے ہمکنار ۔۔ کہا ان سخاوت بھی لکھا ہو نہین ۔ محبت مروت بھی لکھا ہو نہین

سبب سوال تھا کشن پر آشکار ۔ شجاعت سبب لیکن انجام کار ۔۔ کہا گر شجاعت کا بھرتا ہے دم ۔ تو مین تیرے سر کے طلبگار ہم

کہا اس جوان نے کر دیتا ہون سر ۔ مگر سیر میدان ہے مد نظر ۔۔ تماشا لڑائی کا منظور ہے ۔ وگرنہ یہ سر دینا کیا دور ہے

کہا پھر برکیش نے اے جوان ۔ نہو گی تیری آرزو رائگان ۔۔ وہان رن کے میدان مین تھا اک شجر ۔ کر جان بخشش تھے اسکے برگ و ثمر

جو تیغ سری کشن نے توڑ لی ۔ دہرن مین مین نوجوان کے دھری ۔۔ کیا تن سے پھر سر کو اسکے جدا ۔ بر آیا سری کشن کا مدعا

بھو سر لاکے رکھا اسی نخل پر ۔ تماشا میدان تھا پیش نظر

چمن چہارم در بیان باعث کشتہ شدن کرن

قلم اب ہوا جنگ سے مطمئن ۔ مجھے کیفیت سے پھر جدھشٹر کے دن ۔۔ کہا اپنے نارد سے یون ایک روز ۔ نہان لیبن ستو آتش غم کا سوز

خدا جانے کیا سحر و افسون ہوا ۔ یہ بھیکم درونہ کا جو خون ہوا ۔۔ ہوئے قتل اس جنگ مین ہشیار ۔ چچا ان دلاور ستم نامدار

دل زار مین ہے نہایت الم ۔ رگ و پے مین ہے نیش زن خار غم ۔۔ سوا اسکے رنج کرن ہے فزون ۔ پریشان دل ہے بحال زبون

نہ تھا مجھپہ حال کرن آشکار ۔ کہ تھا قوت بازو دل فگار ۔۔ رہا مجھسے پنہان یہ راز نہان ۔ کہ تھا میرا سرتاج وہ نوجوان

اگر قتل کرتا وہ پانچون کو آہ ۔ تو دیتا کبھی دل مین کینے کو راہ ۔۔ نہین کھینچتا اسپہ تلوار کو ۔ نہین مارتا ایسے سردار کو

یہ بولے وہ نارد کہ ای پادشاہ ۔ مقدر پہ لازم ہے کرنا نگاہ ۔۔ ہر اک دیوتا کو یہ منظور تھا ۔ نہو کوئی اس راز سے آشنا

وگرنہ کرن وہ جوانمرد تھا ۔ وہ اپنی قوت جہان مین اک مرد تھا ۔۔ جو تم سب مین ہین جمیع علم و کمال ۔ یہ سب جانتا تھا وہ اک خوشخصال

چلے کیا مقدر سے انسان کی ۔ ہوئین آٹھ چیزین عدو جان کی ۔۔ سنو قتل کا اسکے اول سبب ۔ علم اسکا افشا کرے حال اب

کرن نے لگایا تھا اکدن خدنگ ۔ نہ میلا ہوا جسم آہو کا رنگ ۔۔ خطا کھائی جو تیر نے ایکبار ۔ بر کی سفت مین گاو عابد شکار

دعا زبون نے کی ادلین تنگ ۔ اراپے کا پہیا زمین تحت تنگ ۔۔ جو پکڑے پچھوڑے اسے حشر تک ۔ نہ ہرگز چلے زور پہیہ فلک

سبب قتل کا اب یہ ہے دوسرا ۔ ہنر سیکھنے کو برہمن بنا ۔۔ پرسرام سے جاکے سیکھے ہنر ۔ نہ تھی ذات سے اسکی انکو خبر

کھلا جس گھڑی حال قوم کرن ۔ یہ تھا چھتری پہ بنا برہمن ۔۔ دل اسبات سے انکا ناخوش ہوا ۔ زبان مبارک سے دی بد دعا

لڑائی مین سے آئے نہ یہ علم کام ۔ یہ تیر افگنی رائگان ہو تمام ۔۔ سوم کشن ارجن پہ تھے مہربان ۔ دل و جان سے ہر دم نگہبان جان

چہارم کرن کو دم رزم شل ۔ ڈراتا تھا ارجن سے یہ تھا خلل ۔۔ سبب پانچوان قتل کا یہ ہوا ۔ کرن سے تھے بھیکم پتامہ خفا

ششم اسکو اندر نے لقمہ دیا ۔ زرہ گوشوارہ کرن سے لیا ۔۔ سبب ساتوان عہد کنتی سے تھا ۔ کسی طرح تجھ سے نہ ہو گی خفا

کہ ارجن کو تیر سے مین گشتہ کرون ۔ مگر تیغ ارجن کے سر پہ دھرون ۔۔ سبب آٹھوان یہ ہے اے نیکنام ۔ دغا سے کیا اسکا ارجن نے کام

جدھشٹر کو اس غم سے اک رنج تھا ۔ سنا حال دل مین تاسف کیا ۔۔ طبیعت بہت غم سے رنجور تھی ۔ اسے بادشاہی نہ منظور تھی

بیاں سرکشِ وہ پیے ہوئے
جو قصے تھے وہ پیشِ پیٔے
کیا دور سینے سے اُنکا غبار
نکالے غم و رنج کے دل سے خار

چمن پنجم دربیان تخت نشینی راجہ جدہشٹر

رضا مند تاج و نگین پہ کیا
کہ ہوتا ہے دل سے راضی خدا

قلم بھی ہے اب وہ شاہِ زمن
کہ زیرِ نگین ہو یہ ملکِ سخن
سنو اب تتمہ کو دیدہ کا حال
نہیں دیر ہو داستان ملال

سمجھتا تھا پانچون کو اپنے سپہر
عزیز اسکو تھے شکلِ نورِ نظر
یہی بات ہر دم تھی پیشِ نظر
بٹھاؤن جدہشٹر کو اب تخت پر

نکل آئے جو دن نیک ساعت قرار
ہوئے جمع مجلس میں خویش و تبار
سرکشن جی و دھوم نارد بیاس
ارجن بھیم سہدیوا نکل بھی پاس

بچھایا تھا ایوان جشنِ جلوس
جدہشٹر نہا جان جشنِ جلوس
وہ پہنے ہوئے بادشاہی لباس
لگے سجنے جواہر کہ جتنے تھے پاس

گہر لعل یاقوت سب سر بسر
گریبان کے دامن تلک جلوہ گر
سراپا میں تھا نور خورشید کا
بنا پیرہن تھا تن سپید کا

مرصع جو اک نور سے بہا
زر و مہر و سیم قمر تھا فدا
وہ تخت مرصع جو میراث تھا
بنایا ہوا تھا آبا و اجداد کا

بٹھایا جدہشٹر کو اس تخت پر
لٹائے گہر لعل یاقوت و زر
مراتب جو شاہی کے تھے سب ادا
ہوئی مبارک کی ہر سو صدا

تخت پر بیٹھنا راجہ جدہشٹر کا

ہوئے لوگ خلعت سے بھی سرفراز
لگا تھا ہر اک سمت عشرت کا ساز
جو لکھوں صفت بزم کی بیش و کم
بیاں ہو نہ قلزم عدل و کرم

جدہشٹر نے پایا جو وہ تخت و تاج
زمانہ پہ تھا سبکی مبارک ہو راج
ہو راجہ جدہشٹر بنا تاجدار
گرا پانون پر کشن کے اکبار

کیا دل و جان سے تم پر فدا
ملا آپ کی وجہ یہ مرتبا
جو پیدا کرے سو ہر مو زبان
سرمو نہ احسان کا ہو بیان

رہے خاطر فوج بہ لطف بر / کہ حاصل ہو دشمن پہ فتح و ظفر
غرض یا اقربا اور خویش و تبار / نہیں ہاتھ سے شہ کے سینہ فگار
کرے لشکر و فوج آراستہ / نپائے عدو ملک میں راستہ
کیا دھرم کا بھی مفصل بیان / کوئی بھی عقدہ تھا اسمیں نہاں
جدھشٹر جو کرتے تھے اسے سوال / جواب اسکا دیتے تھے وہ خوش خصال
نصیحت کا لازم تھا اختصار / گلستان کی سب سیر ہیچ بہار
مناسب نہیں نظم میں اختصار / وہ باتیں ہیں شک دُر شاہوار
کہ لکھا ہے سب نثر میں مو بمو / ہوئی مختصر طول تھی گفتگو

کرے بندہ ہر طرح سے راہ ظلم / سخن میں ہے ہرگز نہی مادہ ضم
شہے سے بہتر کو قریب اپنے جا / سنا ہے مشورہ عالموں سے سدا
نظر ملک گیری پہ ہر دم سے ہے / کہ عیش عدو جس سے برہم ہے
ملے جس سے رہنے کو خلد برین / وہ باتیں ہیں سب طرح کیں دلنشین
کوئی بات حکمت سے خالی نہیں / وہ ہیں گنج مضمون جو عالی نہیں
قلم نے کیا اسکا یہ انتخاب / کہ ہر بات حکیم کی ہے لاجواب
جسے شوق صادق ہو وہ نیکنام / شب و روز فیضی کا دیکھے کلام
قلم کا فقط رزم میں نام ہے / نصیحت کی باتوں سے کیا کام ہے

خیابان سبزدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی ساتک پرب کہ درین پرب ہشت ہزار اشلوک است

چمن اول در بیان گفتن بھیکم پتامہ حکایت بازیگر و زن برہمن

مہابھارت جب پوتھی انتخاب
جو آرایش فوج میں تھے کلام
سخاوت کے مطلب جو تحریر تھے
یہ قصے کیے بادشاہوں کی در
روانی میں عاجز تھا کچھ قلم
کیے مختصر سب وہ احوال طول
یہاں کام رہبر کا ہرگز نہیں
کیا سانت بھیکم نے جب سب بیان
عداوت کنہ اس سے سر کر تسمین
اگر آپ سے اب ہے یہ التماس
نہم و رنج دل کے ترقی یہ ہیں
سرپر جو یہ زخم ہیں خون سے چکان
نہایت ہے دل فرط غم سے حزین

کلاون سے ملکا قلم نے گلاب
جو قطعون سے مرقوم تھے انتظام
شجاعت کے مضمون جو تسطیر تھے
وہی تیر روان ہیں کرینگے وہ قدر
عنایت میں مطلب کیے ہیں رقم
کہ انسان ہو دین و دنیا حصول
ہوئی شاسب طرح بہتر زمین
خدیشتر نے کی عرض اے مہربان
یہ باتیں ہوئیں سب طرح دلنشین
کرم لطف فرمائیے بیقیاس
وہ ایذا کہ صدمے سے جی پہ ہیں
چھپے ہیں یہ پیکان تیر و سنان
سبھے خواہش زندگانی نہیں

دکھائی خدا نے مجھے راہ سیر
رعیت نوازی سے کہ جو تھے سخن
یہاں تھے جو عادل کرم کی طرح
رہا جوگ سو جو گیون کو دیا
اگر اب ہوا ایسا کوئی خواستگار
شرک شہر اک جادہ داستان
تو ہم زن انسان ہوا بس راہ مین
طمع جو شہ عیبون کے ہزار ہین
ثوابون کا سر تاج سچ راستی
کرین آپ ساتک پرب کو بیان
جو تیرون سے جسم مبارک سے چور
ہوا قتل جر جودھن نامدار
سنے جبکہ بھیکم نے غم کے کلام

کیا سانت کو پھر دوبارہ جو سیر
جو لکھے تھے شاہ جہان کے چلن
رعیت کو حاصل ہو جس سے فرح
یہ تھا اور کو جو کنارہ کیا
نہیں بندا اپنا قلم زینہار
ملے جس سے گلگشت باغ جنان
ملے اسکو بہشت اسی جاودان
یہی نرن دوزخ کے آثار ہین
ملی جسکو جنت اسی سے ملی
یہ تفصیل ارشاد ہو داستان
سراپا گنہگار کا ہے قصور
در یہ نہ کرنا دعا لی دقار
یہ فرمایا اے راجہ نیکنام

مناسب ہے اسباب کا غم نہ کھا
مشیت نے اسکی جو چاہا کیا

کسیکو نہیں اس جگہ اختیار
مشیت کے وابستہ ہین کاروبار

بیان میں کرون تجھسے اب ایک حال
زن برہمن کے ہوا نونہال

وہ گل کچھ دنون مین ہوا نوجوان
بفضل خالق سے سرو روان

کہ ناگہ ہوا افعی اس سے دوچار
ہوا اسکو تو مادر ہوئی بیقرار

وہان نام ارجن سے تھا مارگیر
نہ رکھتا تھا اس فن مین اپنا نظیر

زن برہمن کو جو دیکھا ملول
ہوا رنج و اندوہ دلکو حصول

گرفتار افعی کو اسنے کیا
جو لایا زن برہمن کو دیا

کہا یہ کہ موذی کا سر توڑیے
کہ پھپھولے جلے دل کے اب پھوڑیے

وہ مسموم بولی کہ اے مارگیر
لگایا مرے دل پہ احسان کا تیر

کچلنا اس افعی کا بیکار ہے
کہ زندہ ہو فرزند دشوار ہے

مناسب ہے تم چھوڑ دو جاے یہ
سزا اپنے کردار کی پائے یہ

نہ آئی یہ تقریر اسکو پسند
کہ پہونچائیگا اور کو یہ گزند

بہرحال قتل اسکا منظور تھا
کہ ناگاہ وہ سانپ گویا ہوا

کہا اس سے اے قاتل بیگناہ
ترحم کی لازم ہے تجھپر نگاہ

مجھے کاٹنے مین نتھا اختیار
بچا لایا مین حکم پروردگار

قضا جسکی آتی ہے خونخوار ہون
وگرنہ بہرحال بیکار ہون

سزا اسکو ملتی ہے اعمال کی
اجل وہین بھی ان اس سے بری

زن برہمن نے سنے یہ کلام
کہا چھوڑ دے اسکو اے نیکنام

وہ اعمال فرزند کی تھی سزا
مشیت کے تابع ہین اور قضا

ہوئی جبکہ یہ داستان اختتام
کیا پھر جگدیشر نے انسے کلام

اجل آپ کی سرپہ اسوار ہے
لیکن آپ پھر مجکو دشوار ہے

یہ ارشاد ہو دل سے تمپر خدا
قضا کو کسی نے مسخر کیا

کہ دن اسکو معلوم تھی آرزو
اب اسباب کو آپ یہن آبرو

کہا آپنے ان یہن داستان
کہ اسباب کا ہو مفصل بیان

چمن دوم دربیان عقد دختر راجہ جرجودھن با آتش

سو درس ایک راجہ تھا عالیمقام
فدا خدمت برہمن پہ مدام

تولد کا احوال یون ہے بیان
سنین سامعین اسکی اب داستان

شہنشاہ جرجودھن نامدار
بنا گلشن مالوہ کی بہت

اسے جگ کرنا جو منظور تھا
سب اسباب سامان مہیا کیا

ہوئے جمیع اطراف کے شہریار
مراتب جدا تھے زنار دار

یہ چاہا کہ آتش کو روشن کرے
پرستش کیے اسکو گلشن کرے

وہ آتش نہ ہرگز ہوئی شعلہ زن
پڑی بحر حیرت مین سب انجمن

ہوا راجہ نے آتش سے کی التجا
نہین ہے سلگتی سبب اسکا کیا

کہا آگ آئی تھی مین تیرے پاس
برہمن کا پہنے بدن مین لباس

ہوئی مجھسے دختر کی مین خواستگار
نیائی نہایت ہوئی بیقرار

اسی ضد سے تجھسے مین ہون خشمناک
ہوا داخل آگ مین جلکے خاک

شہنشاہ ششدر ہوا شرمسار
کیا نقد جان اس سخن پر نثار

یہ سمجھا تھا مین آپ تیرے برہمن
فدا آپ پر ہے وہ رشک چمن

در آئی وہ گل عقد آتش مین جب
فرو کچھ ہوئے شعلہ ہاے غضب

وہ آتش ہوئی جگ کی مشتعل
ہوا شعلہ مشتعل خود خجل

شہنشاہ دوران ہوا شادکام
بخوبی دیا جگ کو اختتام

جو فرزند آتش سے پیدا ہوا
سو درس اسم اسکا جو پیدا ہوا

ملا خوب آغوش راحت مین وہ
شب و روز مشغول عشرت مین وہ

ہوئی اسکی شادی بھی ہو ہم سے
ملی نیکبخت اسکو مقسوم سے

شب و روز شوہر پرستی کا دھیان
فدا حکم شوہر پہ ہر وقت جان

جو سو بار پیدا ہو اُس جہان
لٹائے ریاضت مین نقد جان
ابھی تو برہمن نہ ہو تو محال
یہ کہکر گئے پھر وہ نیکو خصال
پرمشقت ریاضت کی بیکار ہے
بنے برہمن تو یہ دشوار ہے
کہ خلقت سے خالق کے تھا دل اُٹھا
رہا وہ سرانگشت پا سے کھڑا
زمین پہ گر جو ضعف سے تھا قریب
کہ ناگاہ اندر پھر آیا قریب
سوال اسکے شکل جو ہو آرزو
اسی دم وہ موجود ہو روبرو
پھر اُن مین برہمن سہی یہ سوال
پھر اندر نے فرمایا یہ ہے محال
ہوا اسطرح سے جو دل نا امید
کیا صدمۂ غم نے چہرہ سفید
وہ قوت وہ قدرت ہو حاصل تجھے
کہ آسان ہو کار مشکل تجھے
جو صورت مین چاہے تو ہو آشکار
ہر اک شی کا حاصل ہے اختیار
مگر یہ بھی اندر نے اُس سے کہا
ملیگا وہ بعد فنا مرتبا

جو سو مرتبہ مرکے دنیا مین آئے
برہمن بنے اور زنار پہنے
عبادت مین گذرے جو پھر لاکھ سال
پھر اندر نے آکر کہا یہ محال
نظر سے ہوئے پھر جو اندر نہان
عبادت مین مشغول تھا یہ جوان
دو اسطرح سے طی ہوئے سو برس
برہمن بنے وہ یہی تھی ہوس
لیا گرتے گرتے جو اسکو سنبھال
کہا تو برہمن بنے سے محال
دعا مین کہو جو ہو ابھی مستجاب
دیا یون برہمن پسر نے جواب
برہمن نہ ہوگا کبھی زینہار
سبب اسکے سوا دیگا پروردگار
کہا راجہ اندر سے ای نامدار
خدا سے ہوں سبکا خواستگار
زمین آسمان کوہ دریا پھرون
زمین کے تلے جاؤن صحرا پھرون
یہ سنکے جو اندر نے مانگی دعا
بر آیا خدا سے ہر اک مدعا
کسی نے ریاضت سے پایا نہو
جہان مین عبادت سے پایا نہو
مگر تجھکو چندہ کہین گے تمام
کہ دیوتون مین مشہور ہوگا یہ نام

چمن زدہ وا بھیکھم بیان کھتری کہ از ریاضت برہمن شد

جو بھیکھم نے یہ استان کی تمام
کہا یون یدھشٹر سے ای نیکنام
اُسن نام راجہ تھا عالی وقار
پسر اُسکے بیٹون کے تھے نامدار
جو باہم ہوئے دونون پیکار جو
ہوا سچ زن رزم گہ مین لہو
یہانتک کہ آیا لڑائی مین کام
سدیو اُسکا فرزند تھا نیکنام
رہا اک سے باقی پسر یود اس
رعیت کا ملحوظ تھا اسکو پاس
ہوئی جمع تھا دل کی فوج و سپاہ
کہین عدا فزون تھا اقبال و جاہ
پھر آئے عدو لیکے فوج و سپاہ
کشادہ ہوئی پھر عداوت کی راہ
ہوا پست پا اسقدر یود اس
چھٹا ملک لیکن سہا یا ہراس
وہان جمع تھا عابدون کا ہجوم
عبادت کی ہر سمت تھی ایک دھوم
ہوئے حال سے اسکے آگاہ خوب
کہ ہے مہر اقبال و حشمت غروب
دعا سے ہوا عابدون کے پسر
شجاعت مین یکتا تھا اسکا گہر

سنا ہوگا تمنے اک کھتری کا سخن
ریاضت سے ہان وہ بنا برہمن
بنارس مین اک اور تھا بادشا
وہ بر جس زمانے مین مشہور تھا
شہنشاہ بر جس نے پائی شکست
ہوا اوج جوش شجاعت بھی پست
ہوا بادشہ وہ بجائے پدر
سب فوج کشتہ ہوا نامور
پھر آباد شہر بنارس ہوا
نشان مٹ گیا ظلم و بیداد کا
ہوئی دشمنون کو پھر اسکی خبر
بنارس پھر آباد سے سربسر
ہوئی خوب سے ان مین جنگ عظیم
ظفریاب سپر ہوئے پھر غنیم
بچی فوج مین جسکے کھتری بھاگ بھاگ
گریزان ہوا وہ بھی سو پراگ
وہان جبکہ وارد ہوا دیود اس
انھون نے بھی کی خاطرین بہت خاص
کہا اسطرح دیگا خالق پسر
نمایان ہوگا نام عدو سربسر
جو چودہ برس کا ہوا با تمیز
دل و جان سے تھا عابدون کا عزیز

سکھائے انھوں نے اڑانے کے فن
ہوا محکم انداز وہ تیر زن

ستارہ ترقی پہ اقبال کا
پھر آیا وہ حشمت سے گھڑیال کا

ہوئی اسکے ہمراہ فوج قلیل
کیا دشمنوں کو یہانتک ذلیل

نو و اور نوشے برادر سبھی
کیے قتل اسنے یہ سب یکقلم

بڑا تھا جو انمیں وہ تھا تاجدار
نہ ٹھہرا دم جنگ پائے قرار

ہوا پست لشکر گریزان ہوا
کہاں جائے چھپنے کو حیران ہوا

رکھیشتر تھا صحرا میں اک بھرگ نام
سندھی میں چھپا آنکے وقت شام

عدو نے بھی اسکا تعاقب کیا
کہاں بچکے جاتا ہے وہ بھیا

سندھی تلک آیا شجاعت شعار
رکھیشتر سے پوچھا کہ ای ذی وقار

بظاہر تو پنہان یوں ہے کہیں
عدو کو چھپایا ہے سو دیجیے

کہا اس کھیشتر نے ای شہریار
کہ جس شخص نے مجھسے ہو خواستگار

سندھی میں تو وہ شخص آیا نہیں
پتا میں نے کچھ اسکا پایا نہیں

مگر اک برہمن ہے داروبان
مجھے چاہیے کھتری کا نشان

سنے شاہ دوران نے جب یہ کلام
کرایا تو نے پر یہ کہا ہوں غلام

چھپا ہے ابھی آکے وہ کھتری
مگر آپ کہتے ہیں اس سے بری

دیا کھتری کو برہمن قرار
مجھے اب نہیں خوئے کار زار

یہ کہکر وہ رخصت ہوا انتخاب
سندھی میں کھیشتر بھی آیا شتاب

یہ اس کھتری کو سنایا سخن
بتایا تجھے رام سے نے برہمن

جو گذری تھیں باتیں وہ سب کیں بیان
بچائی عدو سے ہر اس طرح جان

رہ کھتری پر نہ رکھنا قدم
طریقہ وہ بیکار ہے یکقلم

پسند نظر ہوں برہمن کے کام
برہمن کہینگے تجھے خاص و عام

سنے جب رکھیشتر کے اسنے کلام
اسی جا کیا اسنے اپنا مقام

جدہشتر پہ یہ حال روشن ہوا
بنا کھتری بچا برہمن ہوا

چمن سیزدہم دربیان پناہ گرفتن کبوتر از باشہ

جو کھیکم نے کی ختم گفت و گو
ہوئی پھر جدہشتر کو یہ جستجو

کسیکو کوئی شخص دے جو پناہ
چھپائے عدو سے شال نگاہ

بھلا اسکو بھی کچھ ملیگا ثواب
دیا اسکا کھیکم نے سنکر جواب

کبوتر نے باشے سے مانگی امان
ہوا پاس راجہ کے جاکر نہان

عقب اسکے باشہ بھی آیا وہان
چھپا ہے شکار آکے میرا یہان

مجھے دیکہ تجکو ہوں طعمہ کرون
تسلی ہو خالی شکم کو بھر دیا

وہ بولا کہ مانگی ہے اسنے پناہ
مجھے حفظ جان ہے اے ہمدم نگاہ

سوا اسکے جس شے کا ہو خواستگار
پرند اور ہیں انکو کر تو شکار

نہ دونگا مگر یہ کبوتر تجھے
ملیگا دوا کو نہ اک پر تجھے

کہا اسنے مجکو نہیں اور چارہ
فقط ہے کبوتر پہ میری نگاہ

کیا اس سے راجہ نے پھر یہ سخن
کہ حاضر ہے اسکے عوض یہ بدن

یہانتک ہے منظور خاطر مجھے
کبوتر کے مقدار دونگا تجھے

لیا اسنے بھی اس سخن کو قبول
ہوا مطلب راجہ آخر حصول

ترازو منگائی اسی دم وہان
چھری لیکے لگا کاٹ کر بوٹیان

رہا پر کبوتر کا پلہ گران
ہوئیں بوٹیاں جسم کی رائگان

ہمہ تن ہوا راجہ اسپر سوار
ہوا سے اسنے لگے گل کے ہار

اسے دیوتا یکدگر مدح خوان
صحابہ بھی حاضر ہوا اک زمان

وہ باشہ جو اندر تھا اندر بنا
سبب اسکی ہمت پہ خوش ہوا

الغرض سب نجم اچھے ہوئے
وہ ایام نکبت کے سب طے ہوئے

صحابی یہ دونوں ہوئے پھر سوار
نظر آئی خلد برین کی بہار

کہ جو کہ دیگا کسی کو پناہ
ملیگا ثواب اسکو بے اشتباہ

چمن چہاردہم دربیان حال خاصیت زنان

ہزاروں منفعت اس گئو میں ل
زمانہ محبت میں ہے پابگل

یہ دنیا گئی یاد گاؤن تک پاس
گلے میں پڑا حسن کا تھا لباس

یہ چاہا کرے اس جگہ پر قیام
دکھایا ہر ایک طرح کا احتشام

نہیں تیری صحبت گوارا نہیں
کسیکا سہارا نہ چارا نہیں

دل زار میرا کہیں شاد ہو
تنفر ہے کیوں مجھسے ارشاد ہو

مگر تجکو اک جا نہیں ہے قرار
اسی وجہ ساقط ہوا اعتبار

جہاں میں دل آتا ہے رہتی ہو تو
نہیں تجکو ہے خواہش آبرو

کہا ہے مرتاض ہیں جو آشکار
ہزاروں دل و جان تجھپر نثار

مری جو ہر شخص کی قدر ہے
اگر ماہ تو بھی ہو تو بدر ہے

سنے مادہ گاؤن نے جبتے کلام
ہوا مشورے کا بہم اہتمام

بھرا سر میں ہے حسن کا جو غرور
ہر اک نوجوان سے رہے دور دور

سراپا میں زیور جڑاؤ سجا
کرشمہ فدا ناز و عشوہ ادا

ہوئی اسکی صحبت انہیں ناگوار
لگائے زبان سنکے غدر شاہوار

جو دنیا نے پائی نہ جائے قیام
ہوئی بالتجا جب تو یوں ہمکلام

دیا مادہ گاؤن نے اسکو جواب
کہ بیشک ہے تو حسن میں لاجواب

سوا اسکے تو غرہ بھی ہے حسن پہ
نہیں نیک بد پہ ہے تجکو نظر

ہوئے گوہر گوش جب یہ سخن
ہوا دل میں دنیا کے رنج و محن

مری جا دکھتے ہیں برنا و پیر
فدا مجھپہ ہیں بادشاہ و فقیر

جو محروم اس جا سے پھر جاؤنگی
یہ عزت کسی جا نہ پھر پاؤنگی

خلاصہ یہ حاصل ہوا مدعا
ملی بول و سرگین میں دنیا کو جا

قلم ور دسرا اب یہ اچھا نہیں
بہت طول دینا یہ زیبا نہیں

چمن شانزدہم در بیان اختتام ساتک پرب

یہ مضمون تھے رنگیں رقم ہو چکے
جو مطلب تھے زیب قلم ہو چکے

لکھا یہ بھی مضمون ہے کچھ جدا
کہ جتنے سو روز ورت ہیں فائدا

یہ غلہ بھی دینا براہ خدا
پس مرگ ہے بخشتا خدا

بڑا سب سے اس گا کا دان ہے
نہیں اجر کا اسکے پایان ہے

کیا شنکلپ جسنے اک گاے کا
جہاں میں جو تھا اسنے سب کچھ دیا

اسی سے ہیں پیدا ہوئے گاؤ نر
سبھی فائدے انہیں ہیں سربسر

پل و مندر و حوض و مہمان سرا
بنائے جو دنیا میں ہے فائدا

ثواب اسکا حاصل ہو بیحد ثنا
یہ تفصیل ہے نثر میں سب لکھا

لکھا سب ہے چاروں کا طریق
کہ ہے نظم کو اسکی موزون سے ضیق

پھر اس میں بھی کئی طرح کے ہیں بیان
ہر اک قوم کی ہے جدا داستان

کچھ اسمیں نہیں صورت بزم و رزم
کیا اس سبب سے نہ موزون کا عزم

کہ کوسک تھا اک اچیہ نامدار
رکھیشر ریستی تھا اسکا شعار

اب آگئے ہیں جو صدقونکی صورت رقم
کرے کیا اسے نظم اپنا قلم

زمین کا ہے دینا نہایت ثواب
ملا کا ہوا افزون کچھ اس سے حساب

بزرگی بہت گاے کی ہے رقم
حقیقت میں ہے قاصر زبان قلم

اسی سے ہیں خوش کل قلم دیوتا
برآیا اسی سے ہر اک مدعا

کہ بن گھی کے ہوتا نہیں کوئی کام
کہ ہر جگ میں صرف اسکا مدام

جو وہ کشتکاری کے آتے ہیں کام
کہ غلے سے دنیا کا ہے انتظام

مکان گاؤ گھر زمین باغ جاہ
یہ ہیں کو دے کچھ نہیں اشتباہ

لکھا خوب ہے کتخدائی کا حال
مشرح عیان ہے حرام و حلال

کیا خوب اولاد کا انفصال
مشرح ہے تقسیم ترکہ کا حال

یہ حالات قصے میں کچھ نا رہین
تو کم نظم میں یوں ہو یکبار رہیں

یہیں اک کھیشتر تھا عالیمقام
کیا اسنے اسباب کا اہتمام

گیا تا کرے راج اسکا تباہ
[illegible] آیا وہ بادشاہ

لیا آزمانش نے ہر وقت تنگ
نہ آئی ذرا شہ کی ابرو پہ چین
اتو جسم کو ڑولے ایسا کیا
کہ تا دست ہر زخم پہ جو ملا
ہر اک بات بھیکم کی ہو لا جواب

نہ چھوڑا مگر شاہ نے اپنا ڈھنگ
وہی اسکی خدمت رہی دلنشین
کہ دریا لہو کا بدن سے بہا
وہ جاتے رہے زخم سب پر ملا
قلم سے نہ چھوٹی رہ انتخاب

زر و مال عابد نے سب پایا
ارادے پہ اکدن ہوا جو سوا
ہوا خوش غرض عابد خوش نہاد
نکالا زبان سے یہ اُسنے سخن
خدا نے جیسے ہی ہو نیت بخیر

بیا تنک کر خالی خزانہ کیا
وہ رانی وہ راجہ بنے راہوا
وہ سمجھا یہ سب راسخ الاعتقاد
کہ ہوگا نصیبہ ترا برہمن
کرے شرین جملہ تفصیل سیر

ساتنک پرب تمام ہوا

خیابان چہاردہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی اسمید پرب و درین پرب دو ہزار سہ صد اشلوک است

چمن اول در بیان ترغیب دادن بیاس راجہ جدہشٹر را برائے اسمید جگ

قلم اپنا جو رشک شبدیز ہے — پرستی کہیں چال میں تیز ہے
ہری اس سے آتش و خاک و آب — ہوا اس سے بنا برق کا ہر حباب

جو سیلم پتامہ نے پائی وفات — ملی انکو دنیا دون سے نجات
برسنے لگا ہر طرف ابر غم — ہر اطفل و پیر و جوان کو الم

قلم کیا لکھے حال رسم عزا — بہ آئین شاہان ہو سب ادا
بیاس آئے اک دن خلف ہشتر کے پاس — کہ کشتوں کے غم سے نہایت اداس

ہوئے گوہر افشاں کہ شاہ زمان — اسی طرح ہو کاروبار جہان
کرو تم بھی اسمید کا انتظام — سمرتی ام نے بھی کیا ہو یہ کام

گنہ اس سے سب دور ہو جائینگے — غم و درد سب دل سے ہو جائینگے
ثواب عظیم اس سے ہوگا حصول — مگر اسکا سامان ہے حد سے طول

سمند سیہ رنگ درکار ہے — کہ اس جگ میں دس ہزار ہے
لجام و رسن سے نہو اسکو کام — جدھر چاہے راہی ہو وہ تیز گام

تنومند خوانوں کا یوں ہو شمار — چھپا پاستا سکی ہوں دس سن ہزار
قلم لکھے تفصیل خیرات کی — نشان چاہیے دنیا ہر بات کی

رقم ہوا اگر ہر برہمن کا حال — تو کثرت زر نقد کی ہو کمال
فلک وج ہو ایک فیل بلند — براق طلائی سے زینت پسند

زبان دانا گا وین بھی ان شیر دار — شمار اسکا لکھا قلم نے ہزار
مطلا ہو سینگ انمین ہر ایک کے — بندھے ہوں سم انکے زر و سیم سے

ہوں سکے بنیں بال سلک گہر — کہ آئے سمان کہکشان کا نظر
ارابہ مرصع ہو اک زرنگار — لگے جسمیں ہوں باد رفتار چار

ہر اک برہمن کو یہ دے بادشاہ — مقرر ہو ساتھ اسکے فوج و سپاہ
بہت نام آ سکے ہوں ہمرکاب — ستاروں میں جیسے ہو سے ماہتاب

جبین پر نصب اسکے اک لوح زر — وہ ہے سب کے تاہم نشان کی خبر
رقم اسپہ ہو اسکے راجہ کا نام — بیان فوج و لشکر کا ہو انتظام

اطاعت ہو جس شہ کو مدنظر — وہ چاکر کی صورت ہو حاضر ادھر
اطاعت سے جو شہ کریگا گریز — بپا ہوگا ہنگامہ رستخیز

ہزار لشکر میں گھوڑے کے ساتھ — صفائی سے پھیرینگے وہ اسپ ہاتھ
وہ گھوڑا کرے بول و سرگین جہان — اسی طرح اسباب دے پھر وہان

کہو پھر اسمید کے جگ کا — کرے ہوم پوجا وہی جا بجا
جو راجہ کرے جگ کی ابتدا — رہے ساتھ رانی کے وہ ایک جا

رسالے سواروں کے با غرور شان — دو فیلوں کے حلقے تھے گردن نشان
عقب اسکے اک اسپ تھا سیام کرن — سراپا بنا جسکا سیام کرن

تزک احتشام اسطرح جسکا نام — پیادوں کا تھا اک طرف اہتمام
پری زاد اڑنے میں مرغ نگاہ — فلک سیر مانند خورشید و ماہ

تصویر سیام کرن اسپ کی فوج کے ساتھ اور آنا ایک نہر نقرئی پر

زمین پر نہ رکھتا تھا ہرگز قدم — روانی میں وہ منشیوں کا قلم
بدن پر ملا صندل مشکناب — وہ خوشبو کہ تھا پانی پانی گلاب
چپ و راست وہ مجمر سیم و زر — جلا پر فدا جسکی تاب قمر
ہر اک مجمر میں آتشا وہ سگھ برن — ہوا دیکھکر شاد وہ سیمگہ برن
کیا ابر و برق وہ ہوا آشکار — زمانہ ہوا ایکبیک تیرہ و تار
نگہبان گھوڑے کے تھے ہمرکاب — پریشان ہوئے وہ بحال خراب
وہ گھوڑے کو لیکر ہوا بنگیا — رہا وہ ہوا پر ہوا بنگیا
شجاعت پہ لڑکے کی تھا مدح خوان — نمایاں ہوئی بارش گل وہان
جو والی تھا اس شہر کا جوہناس
ہوا سخت حیران وہ آئینہ وار — ہوا اسپ کو کوئی لیگیا راہوار

حفاظت سے لائی سپہ شہر پر — بصد احتشام و بصد کر و فر
وہ زنگولہ ہائے جواہر نگار — پڑا اسکی گردن پہ جوڑا نثار
جلاتے ہوئے عنبر و عود کو — جو اس شہر پہ لائے قصہ [illegible]
اسے دیو کے شیشے یاد تھے — جو شاگرد تھے اسکے استاد تھے
سیاہی وہ ظلمات کی چھا گئی — بلا حشر کی فوج پر آ گئی
کلہر دکہ کا فرزند تھا دیوزاد — طلسم اسکو لاکھوں طرح کے تھے یاد
جب اندر کو جینا ثابت ہوا — کہ گھوڑا چھٹا حشر کے دنگ کا
ہوئے دیو تو دیکھ دل باغ باغ — کلہر دکہ کا روشن ہے یہ چراغ
گئی یہ خبر ناگہاں اسکے پاس

چمن چہارم در بیان جنگ راجہ جوہناس با جمیم وغیرہ

خدا آ کہا نازل ہوئی کیا بلا — کسیکا نہ زور اس جگہ آنسے چلا

ہوئی فوج ہاتھوں سے اسکے تباہ
کسیکو ملی بھاگنے کی نہ راہ

ارا یہ سواران و فوج گران
لڑائی کو بھیجے سو آسمان

شکست ایک لڑکے نے دی فوج کو
ملایا وہین خاک مین اوج کو

مٹا فوج دشمن کا نام و نشان
ہوا ٹھیک ٹھ لمین وہ نوجوان

جو راجہ کو حاصل ہوئی یہ شکست
گئے پھول ہر رنگ گل پا و دست

جو بیٹا کرن کا تھا اُس کو پہ
پڑی فوج دشمن پہ ناگہ نظر

کیا دم مین فوج ہراول کو صاف
ہوا قتل سب لشکر بر خلاف

بیان کیا کرون حالت جو تھا اس
پریشان خاطر تھے دل مین اداس

چڑھائی لڑائی پہ وہ آستین
کہا کیا کیا آسمان و زمین

لگے سینہ دل پہ زخم خدنگ
اڑا اُسکے ہوش چہرے کا رنگ

جو وہ شاہ بیہوش آیا نظر
ترحم ذرا آگیا حال پر

یہ تھے تکلم لبِ حرفِ دعا
افاقہ ہو حاصل اسے اے خدا

جو مضبوط تھا رشتۂ زندگی
ہوئی دور کچھ دیر مین بیہشی

مروت شجاعت کا پتلا تھا دم
کہا اے جوانمرد و اہل کرم

مین اپنی تکلیف احسان کی ہون بیار
وہ گھوڑا تو کیا جان تک ہو نثار

قلم لکھے احوال فرزند شاہ
لڑائی کی تھی بھیم سے اسکو چاہ

وہ قوت وہ طاقت وہ زور شباب
نہ شیر ژیان لائے پنجے کی تاب

کہا بھیم سے اب یہ جاتا کہان
یہی رزمگہ ہے ٹھہر جا یہان

یہ کہکر اسلیے سے آترا دلیر
اٹھائی نظر بھیم پر مثل شیر

ہوئے گوش زد بھیم کے یہ کلام
کہا چپ لڑکے زبان منہ مین تھام

کھلونا لڑائی کو سمجھا ہے تو
ابھی گھر مین جا بیٹھ لڑکا ہے تو

جو تلوار کے پھل نظر آئینگے
یہ دیدے جو ہین بند کھل جائینگے

کرون ضرب کے دم صف مین کیا رتھم
اگر کوہ ہو تا نہ حرکت قدم

قیامت وہ برپا ہوئی آن مین
نظر آئی ظلمات میدان مین

تہر مندو پر زور تھا یہ جوان
ہوئی شب ادائی سپہ رائگان

تھندو کی نہ تدبیر کوئی چلی
ہوئی بند مکر و فسون کی گلی

ہوا سے جو آیا ادھر ایکبار
دیا بھیم کو کوہ پہ را ہوار

پھر آراستہ کی لڑائی کی فوج
تلاطم مین جس سے تھے فوج موج

قلم کیا کرے حال میدان بیان
بندھا مجلس رزم مین اک سمان

قیامت کا اس جا ہوا کشت و خون
زمین رنگ خون سے ہوئی لالہ گون

یہ فرزند بجلی سے چالاک تھا
لڑائی مین سب طرح بیباک تھا

کمان سے روانہ کیے پانچ تیر
نشانہ بنا وہ شہ بے نظیر

دلاور تو تھا ہیچ طفل جوان
مروت کا بھی آسکے اب بیان

ہوا خواہ کی طرح دل منتشر
وہ جھیلتا تھا اس تیغ شاہ پر

کہین آئے یہ جامۂ ہوش مین
شرابِ محبت ہوا اب جوش مین

ہوئین تو جوان سے جو آنکھین دو چار
اس احسان سے ہوا شرمسار

ترا اس شجاعت پہ مرتا ہون مین
محبت مروت پہ مرتا ہون مین

بغلگیر باہم ہوئے جنگجو
ملی صلح کو اس جگہ آبرو

سہنگ شہ کا فرزند تھا نامدار
شجاعت سخاوت مروت نثار

سمجھتا تھا وہ کوہ کو مثل کاہ
ہوا ناگہان بھیم سے سدراہ

پیادہ ہے کیون ہے سواری کہان
قضا کھینچ لائی ہے تجھکو یہان

پیادہ ہوا جب کہ یہ شہسوار
دل و جان سے آمادۂ کارزار

یہ چھوٹا سا منہ اور باتین بڑی
اٹھانی پڑیگی مصیبت کڑی

دبستان سے حاصل نہین ہے فراغ
تماشے کی ہے عمر کر سیر باغ

جما الغرض گرز بازی کا رنگ
ہوئے قافیے پہلوانون کے تنگ

گلستان زخمون سے تن ہو گئے
ہوئے خون چکان دو چمن ہو گئے

تماشائی سب لعین حیران تھے
زمین سے اسے بھیم نے ناگہان
بنا آپ مہ اسکو ہالہ کیا
جو گذرا تھا سپہر کھایا اسے
اٹھایا انھیں نے اک فیل نر
مقابل کی جانب روانہ کیا

خدا جانے کاہے کے انسان تھے
اٹھا لیگیا جانب آسمان
خلاصہ زمین پر حوالہ کیا
اٹھا کر زمین پر پٹکھایا اسے
لگایا بقوت سر بھیم پر
نشانہ بنا تھا نشانہ کیا

زمین اس جگہ کی بدل جنگ تھی
کیا سر پہ سو بار اسکو نثار
زمین پر سے اٹھا سنبھل کر لیر
کیا نوجوانوں نے یہ تازہ کام
ادھر بھیم کی تیز دستی تسفو
نہ تھا دلمیں اسکے ذرا اضطراب

بلا تھی قیامت تھی یا جنگ تھی
نظر آئی چرخی کی تازہ بہار
سر بھیم پہ آیا مانند شیر
وہاں تھے جو اہل فلک احتشام
لیا گیند کی طرح سے فیل کو
دیئے تھا ترکی کے ترکی جواب

جنگ کرنا بھیم کا فرزند جوبناس کے ساتھ

برابر چلے دونوں طرفوں سے وار
کسی طرح باہم نہ وہ ہارتے تھے
لگے اسقدر دست و پا شل ہوئے

بدن پر نمایاں تھے زخموں کے نار
بہم ایک سے ایک دہ چند تھے
غرض دو گشتی سے متصل ہوئے

برابر فن جنگ دونوں کو یاد
ہوئی اسقدر کثرت مشت و مشت
قلم لکھے اب قصہ جوبناس

لڑائی کا یہ گھر وہ اصل فساد
شکستہ ہوئے فرق پہلو و پشت
کہ تھا ابن جم ارتھ لاو کے پاس

ہوا رعد پر طعنہ زن طبل جنگ
کہ بھیجا تھا جین نے محل مین سمند
کہا کون ہے بزم مین پہلوان
سنا پردمن نے پدر کا کلام
تو رکھون مین اُسکو تہ تیغ تیز
یہ کہکر جو بیٹے پہ ڈالی نظر
ہوا وہ بھی ہمراہ اُسکے روان
مقابل ہوئے آکے ایسال سے
رہا تن بدن کا نہ میدان مین ہوش
نہ لایا مین ایسال سے تاب جنگ
کیا اُسکے سینے کو گھونسون سے چور
یہان کچھ سمجھائی تو بنتی نہین
غضبناک تھے اُنکو گھیرا کیا
ہوا آکے ایسال سے روبرو
برابر لگے اِس طرح کے خدنگ
سرکیشن جی کو نہ آئی جو تاب
تماشائیون کے جگر شق ہوئے
کہون کیا کہ اُنپر بھی گذرا وہ حال
گئی بیہشی کچھ ہوئے ہوشیار
بحث آپ سے ہو گئے خشمناک
کرن کا پسر تھا جو عالی نژاد
بدن پر کھلے زخم ہمرنگ گل
یہ چاہا کرے بڑھکے راہ گریز

مبدل ہوا غم سے عشرت کا رنگ
مری وجہ سے اُسپر آیا گزند
دکھائے ہنر جنگ کے جو یہان
کہا قتل کر ایسا ہے میرا کام
کرے وہ قالب سے اُسکی گریز
لیا ستعد اور رخش جنگ پر
ہتھیلی پہ رکھے ہوئے نقد جان
ستارہ گرا اوج اقبال سے
فرو ہو گیا سب شجاعت کا جوش
پڑا سینہ وہ لپکا رہی خدنگ
غضبناک ہوکر کہا ہے بے شعور
کہین تیغ ہے اور خنجر کہین
خوشامد سے سب دور غصہ کیا
اُچھلنے لگا زرمگہ مین لہو
اُڑا شکل شفقا جو چہرہ کا رنگ
عوض اُسکے نسبے لگے یہ جواب
جوانون کے بھی تنگ رخ فق ہوئے
پہلوان کو پیدا ہوا اک ملال
تڑپنے سے ٹھہرا دل بیقرار
ہوا آپکا جامہ ہوش چاک
نہیں بھی تھے اُسکو زمانے کے یاد
ہر اک سمت تحسین کا تھا شور و غل
نہ باقی رہی دلکو تاب ستیز

سرکیشن جی نے جو دیکھا یہ حال
وہین پان کا ایک بیڑہ لیا
اب ایسال سے ہو لیگا رخ جنگ
دکھاؤنگا مین اُسکو راہ فنا
پھرے اُسپہ جب خنجر آبدار
کرن کا جو فرزند تھا نامدار
یہ دونون جوان طالب جنگ تھے
لگا سینۂ پردمن پہ خدنگ
گریزان ہوا رزمگہ سے جوان
سنا کشن نے پردمن کا جو حال
یہ میدان نہین گھر ہے اے بھیا
جو آیا نظر بھیم کو حال زار
خلاصہ جو ٹھہرا وہ برہم مزاج
مگر بھیم اُس سے نہ سر بر ہوا
پڑا تفرقہ ہوش مین یکقلم
ہوا اسقدر تیر باران کا زور
شجاعت مین ایسال تھا لاجواب
محل مین جو بیہوش لایا انھین
کہا ستیابھامے نے تب یہ سخن
اگر دل گیا ہو لڑائی سے ہار
ہوا آکے ایسال سے جنگجو
کیے ایسے ایسال پر اُسنے وار
ہوا وہ نہ بچنے سے اسکے رہا

کیا دل مین اپنے بیکایک خیال
طرف ہر جوان کے اشارہ کیا
کرے گرم ہے سر بازار جنگ
ہدف سے ہے ٹمکے تیر دلدوز کا
کلیجہ جگر سینہ پہلو ہوں چاک
شجاعت کے گلشن میں تازہ بہار
دلون مین لڑائی کے آہنگ تھے
کہون کیا کہ فق ہوگیا منہ کا رنگ
کیا کشن جی سے یہ قصہ بیان
وہ غصہ ہوئے صورت برق لال
کھلونا لڑائی کو سمجھا ہے کیا
بغل مین لیا کشن کو اکیلا سے
کہا بھیم نے قتل کرتا ہون آج
وہین دفعۃً ہوش ابتر ہوا
یقین تھا کہ دیکھے وہ راہ عدم
زمین و زمان مین پڑا ایک شور
کہ افلاک پر جس طرح آفتاب
کوئی لخلخہ بھی سنگھایا انھین
مری تھا قصور ون سے وہ پردمن
تو ایسال سے مین کرون کا رزار
چلے خوب سے اسلحہ دو بدو
شہاجات میدان سے پا بے قرار
کوئی فن نہ شمشیرزن سے چلا

دیکھا تھا جو کچھ دکھایا اسے ۔۔۔ سرکشن کے پاس لایا اُسے
خدا بخش نے اسکو بغل میں لیا ۔۔۔ جبین مصفا پہ بوسہ دیا
شجاعت سے فرزند کی خوش ہوا ۔۔۔ زر و گوہر و لعل و خلعت دیا
سرکشن جی بھی ہوئے شادمان ۔۔۔ نہایت دل و جان سے تھی شادمان
ایلیال جس دم ہوا ہوشیار ۔۔۔ کیا آپ کو کشن جی پہ نثار
پسر کا بھی سر بہون احسان ہوا ۔۔۔ کہ باعث تھا پابوسی کشن کا
خدا بخش سے حال صفائی ہوئی ۔۔۔ عداوت سے باہم جدائی ہوئی
اسی وقت حاضر کیا راہوار ۔۔۔ کہا شرمندہ ہوں میں تیرے نثار
بجا لاؤں آنکھوں سے جو حکم ہو ۔۔۔ مربی سمجھتا ہوں میں آپ کو

چمن ہشتم در بیان رہا شدن ارجن ہمراہ اسپ شکل سیر و شگوفہ

چھٹا اسپ جب قید ایلیال سے ۔۔۔ ہوا اتصال اوج اقبال سے
پرستش کی سمجھیں نہیں ہیں یادا ۔۔۔ رہا نہ ہوا اسپ شکل صبا
ہوا بر کہ کیفیت اسپ کے ہمرکاب ۔۔۔ کہ تھا مردم دیدہ آفتاب
جو انمرد تھا ارجن نامدار ۔۔۔ ہوا الوج پہ یکقلم اختیار
ہنر آزمودہ وہ ساری سپاہ ۔۔۔ لیا تھا ہمراہ اسباب جاہ
بڑی شان اقبال و جاہ و حشم ۔۔۔ خدا کی عنایت سے زیر علم
ستو جگ کے اسپ کا اب بیان ۔۔۔ ہوا آشنا پورے وہ روان

شگوفہ اول

مراتب ہیں جو کچھ کہ خیرات کے ۔۔۔ ادا ہر جگہ پہ بخوبی ہوئے
ملا شہر نیل الدہج بادشاہ ۔۔۔ جو بربیر تھا اسکا نور نگاہ
گلستان میں آیا تھا گلگشت کو ۔۔۔ کھلا گل وہاں جو وہ قصہ سنو
مدن منجری اسکی زوجہ کا نام ۔۔۔ پسند آیا وہ شہسوار تیز گام
وہ سمجھی کہ یہ لال ہے باپ کا ۔۔۔ خوشی سے اسے گھر میں پہنچا دیا
پڑا تھا جو لوح جبین پر رقم ۔۔۔ ہوا حال معلوم سب یکقلم
نہ تھی آہ انجام کی کچھ خبر ۔۔۔ وہ عورت بھی راہی ہوئی اپنے گھر
یہ بربیر تھا طالب کارزار ۔۔۔ لیں ارجن کے آنیکا تھا انتظار
لڑائی کا سامان تیار رکھا ۔۔۔ شجاعت سے جو اسے پیکار رکھا
وہ آراستہ خوب جرار فوج ۔۔۔ کہ لے آبرو جس سے دریا کی موج
رقم کیا قلم سے ہو انکا شمار ۔۔۔ شماروں سے افزوں پیادے سوار
مقابل ہوا ارجن پہلتن ۔۔۔ لڑائی کی آتش ہوئی شعلہ زن
میانوں سے تیغیں ہلالی کھنچیں ۔۔۔ شفق گوں نظر آیا سطح زمین
چمکنے لگا خنجر آبدار ۔۔۔ رواں ہر طرف خون کی آبشار
خدنگوں سے سینے کیے چور چور ۔۔۔ اجل خوف سے جان کے دور دور
پڑا جب کہ نیزہ ہوا دل کے پار ۔۔۔ کھٹکے چار آئینے صدمے سے چار
بیان کیا کروں گرز کی ضرب کا ۔۔۔ لیا خود و بکتر زرہ کا نہ تھا
لڑائی کی جس وقت پہونچی خبر ۔۔۔ پسر کی حمایت کو آیا پدر
جو بربیر کی اک عجب تھی ۔۔۔ رقم ہے کہ آتش سے منسوب تھی
وہ آتش ہوئی فوج میں شعلہ زن ۔۔۔ ہزاروں جلے مردم پہلتن
لگائی جو ارجن نے پانی کے تیر ۔۔۔ تو پیدا ہوا ایک ابر مطیر
وہ آتش نہ ہرگز ہوئی آہ سرد ۔۔۔ کیا آگ نے اسکے پانی کو گرد
جو ارجن ہوا دل میں حیران کار ۔۔۔ ثنا خوان آتش لیا ایکبار
کہا شفقت ہی تیرے لیے ۔۔۔ نہ ہو برق اسطرح ہیرے لیے
ترحم کی لازم ہوا اسدم نظر ۔۔۔ کیا پانی پرسے ہیرے اُمید پر
تری آنچ کی اب نہیں لگو تاب ۔۔۔ طبیعت کو پیدا ہے اک اضطراب
جو آتش سے ارجن نے کی التجا ۔۔۔ اسی وقت جلنے سے لشکر بچا
اس آتش نے جسدم کنارہ کیا ۔۔۔ پریشان خاطر ہوا بادشاہ

وہ سمجھا کہ ارجن شاہ بنگالہ راج
سوا صلح کے کچھ نہ پایا علاج

وہ جوالا جو بیوی تھی شاہ کی
پھری تھی قسمت تو گمراہ تھی

وہ باندھے ہوئے جنگ پر تھی کمر
نہ راضی ہوئی حیف اس صلح پر

رلی چار ناچار میدان گرم
زمین تخت نعلوں سے گھوڑوں کے نرم

ہوا قتل اس شہ کا لشکر تمام
قضا کا تھا میدان میں اہتمام

یہ آیا نظر شہ کو انجام کار
عدو سے ہوا صلح کا خواستگار

غضبناک تھی جو زن بادشاہ
روانہ ہوئی وہ بحال تباہ

کہا جاکے بھائی سے اے نیکنام
کیا سارے لشکر کا ارجن نے کام

وہ تھی دست دشمن کی ہرگز تمیز
یہ سنکے قتل شوہر خویش و عزیز

اگر ہوسکے تو مری داد دے
عوض خون کا جلد ارجن سے لے

پہ اہلاک تھا اسکے بھائی کا نام
بہت سے کیے اپنی اسنے کلام

مجھے جنگ ارجن کا یارا نہیں
کروں اس سے ہرگز گوارا نہیں

کیا تونے شوہر کا برباد گھر
نہ رہی خاندان پر سے اسدم نظر

جہاں دلمیں آئے وہاں جائیے
یہاں سے اب اٹھیے ہوا کھائیے

یہاں تک بھی جوالا پھر تنہا آئی
یہ کہہ دلمیں اپنے کہ چہرہ سفید

جو آوارہ ہر سمت پھرنے لگی
بلاؤں کے لشکر میں گھرنے لگی

بیابان و دریا تھا زیر قدم
عداوت ترقی پہ تھی دمبدم

ہوا اسکا گنگا پہ اکدن گذر
کھڑے تا گلا پاؤں پانی میں تر

کنارہ کیا یوں ہوئی تر زبان
گنہگار ناحق ہوئی میں یہاں

سنا جبکہ گنگا نے تازہ سخن
ہوئی صاف عورت سے یوں نغمہ زن

گنہگار ہونے کا باعث ہو کیا
جواب اسطرح زن نے اسکو دیا

جو بھیکم تیا سہ تھا تیرا پسر
کیا ملک ہستی سے آسنے سفر

اسے تیر ارجن نے کشتہ کیا
بدن سارا زخموں نے خستہ کیا

نہ ہو جیسکے باغ جہان میں ثمر
وہ زن بید کی رو ہو ناپاک تر

سنا جبکہ گنگا نے زن کا کلام
چلی مثل تیغ زبان بے نیام

لگے ایسا ارجن پہ زخم خدنگ
کہ اڑ جائے لشکر کے چہرہ کا رنگ

تن زار شش ماہ بیجان رہے
غم و رنج کا ایک سامان ہے

وہ عورت تھی گویا عداوت کا گھر
یہی فکر تھی اسکو شام و سحر

ہوا ارجن ہو کے تنہا میں روان
مٹے لوح ہستی سے نام و نشان

اسی آگ میں جل بجھی خاک تھی
شب و روز اسبات کی تاک تھی

وہ آتش ہوئی شعلہ زن ایکروز
عداوت میں ارجن کی وہ سینہ سوز

گری آگ میں شوق سے جل گئی
وہ پروانگی کے مانند جب گل گئی

دکھایا یہ جلنے نے عورت کو رنگ
نکل آئی آتش سے شکل خدنگ

کیا ترکش پور ارجن میں گھر
کہ اس تھان کی ہے آگے خبر

شگوفۂ دوم دربیان چسپیدن اسپ در سنگے

ہوا اسپ اس شہر سے جب روان
عقب اسکے تھا ارجن نوجوان

ہوا بیدرت کوہ پہ جب گذر
ملا اسپ نے جسم کو سنگ پہ

نمایاں ہوئی تازہ شان خدا
نہ ہرگز ہوا سنگ سے وہ جدا

بہت دلمیں حیران ارجن ہوا
کوئی سحر و افسون نہ اس سے چلا

وہاں ایک عابد تھا صحرا نشین
گیا اسکے نزدیک یہ ل حزین

کہ دکا ہوا اس سے یہ خواستگار
تو راز نہان یوں ہوا آشکار

یہ عابد کی زوجہ ہے پتھر نہیں
یہ جاندار ہے سنگ مرمر نہیں

وہ کہنے پہ عابد کے چلتی نہ تھی
طبیعت اسی وجہ سے تھی پھری

دعا سے زبون نے دکھایا یہ رنگ
بنایا ہے انسان خالق نے سنگ

نجات اسکی اس صورت سنگ سے
فقط آپ کے ہاتھ ملنے پہ ہے

ملا ہاتھ ارجن نے جو سنگ پہ
خدا ساز آئی وہ عورت [illegible]

چسپیدہ ہونا سیام کرن اسپ کا پتھر مین

ہوا دور ارجن کا رنج و محن
چھپا جس گھڑی سنگ سے راہوار
سنا اسنے جسوقت حال سمند
کیا اپنے قبضے مین وہ راہوار
جدا ہر ہزار دگلے بے حساب
شمار انکے فیلون کا لکھے قلم
ارابہ سواران عالی وقار
پیادے جو تھے ساتھ ہمر کمک
سوا اسکے اس شہ کا تھا حکم تیز
سدھنوا تھا فرزند اس شاہ کا
لپہر نے بھرا اسکا جام مراد
جو صحبت سے اسکی یہ فارغ ہوا
ہوئی آگ غصے کی شعلہ فگن

شگوفہ سوم در بیان رسیدن اسپ بشہر ہنس الدہج

روانہ ہوا شکل باد بہار
عقب اسکے ہر ارجن ہوشمند
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
کہ ہفتاد سردار تھے ہمرکاب
ہزار اسپہ ستر کی افزون رقم
برابر تھا فیلوں سے انکا شمار
شمار انکی تعداد کا ہشت لک
لڑائی سے جس شخص نے کی گریز
تہیہ لڑائی مین چلنے کا تھا
یہ سمجھا کہ پیدا کریگا فساد
نہا دھوکے میدان کیجانب چلا
وہ آتش کہ پھنکنے لگا تن بدن

ملی اور اقلیم مابین راہ
قدھو سی کشن کا تھا خیال
برادر تھے اس شاہ کے وسل جری
سنو حال ہر ایک سردار کا
ہر اک فیل انمین سے سرمست تھا
نبرد آزما لاکھ اسوار تھے
جوان اسمین ہر ایک تھا نیکنام
کسی کی سنین گے نہ فریاد گوش
ہوئی حیض سے اسکی عورت جو پاک
ہوئی اسکو خلوت مین تھوڑی درنگ
لیا شہ نے جب فوج کا جائزا
دیا حکم جلدی سے لاؤ اسے

روانہ ہوئی قرب شوہر زن
وہاں کا تھا ہنس الدہج اک بادشاہ
پھرائی طبیعت ہوا دل نہال
شجاعت سے تھا دعوی ہمسری
کر تھا سب کے ہمراہ سامان جنگ
بلندی مین کوہ گران پست تھا
کہین برق سے تیز رفتار تھے
رہا عمر بھر ایک عورت کا نام
اڑیگے یگ مین تیل کے دو نگا جوش
کیا شوق صحبت نے سینہ کو چاک
کہ شہوت کا تھا گرم میدان جنگ
تو فرزند اس شہ کا حاضر نہ تھا
ابھی شکل میدان دکھاؤ اسے

ترے حکم ناطق کو مانا نہیں — وہ گیسو کے مانند اُلجھا نہیں
کرے عذر جو کچھ وہ بیکار ہے — سزا دون سزا کا سزاوار ہے

سنا جا کرون نے جو یہ حکم شاہ — گرفتار کرنے چلے روسیاہ
ملا راہ میں ناگہاں وہ دلیر — کہ آتا تھا میدان میں مانند شیر

جو محکوم تھے وہ پے جستجو — سنے مفت میں دشمن آبرو
گرفتار زنجیر کی صورت کیا — شہ بے تمیز کو جو لا کے دیا

توقف کا پوچھا و لا در حال — کہا کچھ اشارے سے تھا انفعال
ادب نے مفصل نہ کہنے دیا — جو کچھ کہ کہا پردہ رہنے دیا

دکھاتا ہے وہ اپنی قدرت کا کھیل — کہ اک دیگ میں جوش کھاتا تھا تیل
اٹھا کر تبھی اسکو دیا اسمیں ڈال — نہ میلا ہوا جسم کا ایک بال

ڈال دیا سدھنوا کو گرم تیل کی کڑاہی میں

زبان پر ولا در یہ نام خدا — کہیں برف سے سرد روغن بنا
مقرر جو تھے اس جگہ برہمن — انھون نے کہا شاہ سے یہ سخن

ابھی جوش پر تیل آیا نہیں تھا — اسی وجہ اسنے جلایا نہیں
نہ جلنے کا اسکے یہی ہے سبب — ہوئے مستعد امتحان پر وہ سب

وہ جلدی سے لے آئے اک ناریل — خدا نے کیا انکو کیسا ذلیل
وہ روغن میں پڑتے دو پارہ ہوا — یہ حکم قضا کا اشارہ ہوا

لگے اس سے مجروح وہ برہمن — کھلا اور لوگون پہ تب یہ سخن
کہ بیشک یہ فرزند ہے بے قصور — کدورت ہوئی دل سے راجہ کے دور

جو میدان میں آیا وہ شیر ژیان — قضا نے کہا الامان الامان
وہ لڑکا ہوا مستعد جنگ پر — لیا تیغ ارجن کا سینہ سپر

خدنگون کا باران برسنے لگا — بنا ابر نیسان برسنے لگا
وہان تھی جو سفاکیون پر اجل — تنون سے گئیں جان وہ چین نکل

جدھر دھر لیا اسنے تلوار پر — گرے ایک دم تو دو چار پر
سپر نے کرن کے دکھائے ہنر — سپر کر دیا صاف سینہ جگر

گرایا مگر زخم نے تب کیے — ہوئے راستے بند سب کے
ہوا پردمن کا بھی احوال غیر — بستر ہوئی صاف غفلت کی سیر

ہوا گرمی پر نا پہ بھی وقت تنگ / نہ باقی رہا دل کو یارائے جنگ
کوئی کام آیا نہ جنگی ہنر / زمین پہ گرا بنکے وہ بے خبر
اڑا لیے تھے وہ بھی گرا بے کے بل / گئی قوت زور کے بل نکل
وہاں آتا تھا جو شہ لشکر کا دل / ہوئی شرمگین اور کوئی خجل
کسی سے نہ کچھ بھی وہان بن پڑا / کہ تھا اس دلاور کا لوہا کڑا
جو اس نوجوان نے سنا یہ کلام / کہا کیا شجاعت کا لیتا ہے نام
بنا آپکے صدقے سے وہ نامدار / تعجب کیا جیسے ہوا آشکار
شجاعت تری بھلاتا ہوں بنا / ہنر کا تماشا دکھاتا ہون مین
وہ میدان نیچا دکھاؤں تجھے / کہیں آفرین دیوتا سب مجھے
یہ کہکر بیاپیسے لگانے خدنگ / ہوئی رن میں جب سے آغاز جنگ
کیا آنسے ارجن پہ جو وقت تنگ / اڑا شکل سیماب چہرے کا رنگ
جھکی تھی قضا طائر جان پر / کوئی اور چارہ نہ آیا نظر
اسی وقت پہونچے مدد کو وہان / تصور سے گویا ہوئے وہ عیان
جو ارجن نے دیکھا سری کشن کو / کہا ایسا ہی چاہیے کیون نہ ہو
یہ کہکر پھر ارجن سے بولا جوان / بھلا چھپکے جاتا ہے مجھسے کہان
کرونگا قیامت بیان وہ بپا / تماشے کو آئینگے سب دیوتا
وہین تیر دان سے لیے تین تیر / کہا یہ شکے خاموش ہو ای شریر
پسر نے بھی یہ عہد و پیمان کیا / تجھے ناوکون کو بفضل خدا
سری کشن نے جب سنے یہ کلام / یہ فرمایا ارجن سے اے نیکنام
وہ بیشک ہے اسکا ثانی نہین / یہ تحقیق ہے لن ترانی نہین
یہ ہوتا ہے ضبط آدمی سے کہین / کہ ہم تم سے یہ کام ہوتا نہین
قلم لکھے دونون کا احوال جنگ / جو ارجن نے رکھا کمان پر خدنگ
کمان سے وہ ناوک روانہ کیا / مقابل کو جسدم نشانہ کیا

جو ایسا ل آکر مقابل ہوا / پڑے تیر ایسے کہ بیدل ہوا
قلم کیا کرے حال سا تک بیان / جو تھین یاد بھولین وہ چالاکیان
پسر نے کیا گرم میدان سرد / ہر اک پہلوان کا ہوا رنگ زرد
کسی کو نہ آئی لڑائی کی تاب / ہر اک شخص تھا صورت اضطراب
جو ارجن نے دیکھین یہ چالاکیان / شجاعت کا اپنی ہوا سچ گمان
سری کشن تیرے سہایک تھے / بھلا بھارتا میں وہ نگہبان تھے
وہ ہمراہ تیرے نہین ہین جو آج / سمر جنگ کرتا ہون تیرا علاج
رکو گے کہان لڑ کے تم کے بل / اگر عشق بش کر گئی زبان جل
جو تیر افگنی پر ہے تجھکو غرور / کرونگا ترے سر سے وہ آج دور
ہوئی دونون جانب سے وہ ضرب حرب / کہ روکون جال تھا زخمون سے کرب
ہنر تھے جو کچھ یاد بھولے وہان / بنے حادث نقلی وہ تیر و کمان
سری کشن جی کو کیا دل سے یاد / نہایت انھین اس سے تھا اعتقاد
ہوئے کشن ارجن سے جسدم دوچار / دل و جان سے آپ پر ہوا یہ نثار
جہان مین نہین تمسا بندہ نواز / نہ کس طرح واسطگون کو ہو ناز
جتاؤنگا میدان مین وہ رنگ جنگ / کہ ہوگی تری عقل کی عقل دنگ
سنے جبکہ ارجن نے حرف گزاف / غضب آ گیا اسکے چہرے پہ صاف
خطا جو دم رزم یہ تیر کھائین / تو آبا و اجداد دوزخ مین جائین
نہ کاٹون جو تیر وہ تیرا میں اس گھڑی / تو دوزخ کی جھیلون مصیبت کڑی
پڑا تیری عقل و خرد مین خلل / جو کھائی قسم تو نے یون برمحل
وہ مرد ایک عورت کا ہے آشنا / کسی دوسری پر نہ راغب ہوا
وہان جمع تھے اندر اور دیوتا / تماشے کو آئے بروے ہوا
گوبردھن اٹھانیکا تھا جو ثواب / دیا تیر کو کشن جی نے شتاب
نہایت تھا چالاک وہ نوجوان / ہنرمند زور آزما پہلوان

یہ غافل رہا اپنی تدبیر سے
سنو حال پھر بخشش کشن کا
کہ کاٹون اگر تیر سے تیر کو
خدنگ اُسکا ناوک سے ٹکڑے کیا
مدد کشن کو تھی جو مد نظر سے
یہ تدبیر بھی سوجھ جب کر چکے
دیا تیر کو مین نے وہ بھی ثواب
اُسے ٹکڑے ارجن نے حالی قسم
پسر تھا حقیقت مین عالی نژاد
عذاب اُسکا گردن پہ پیری رہے
گیا ایک ٹکڑا سوئے آسمان
جو دونون کے پیمان پورے ہوئے
اُٹھایا سرکیشن نے جب وہ سر

گرا یا اُسے کاٹ کر تیر سے
جو ارجن نے ناوک لیا دوسرا
یہ سوگند سے وہ گنہ مجھپہ ہو
زمین پر گرا پارہ پارہ ہوا
کیا نصب برہما کو سوفار پہ
زبان تبارک سے گویا ہوئے
پسر نے دیا سنکے تازہ جواب
کہ جون تیر سے تیر کو دو قلم
اُسی وقت کی یہ قسم اُسنے یاد
جو ناوک کو ناوک نے ٹکڑے کرے
زمین پر گرا ایک ٹکڑا سیان
دلون کے سب ارمان پورے ہوئے
ہوئی اُس سے پیدا ضیا بے تھمر

جو دیکھا یہ حیرت فزا ماجرا
زمین نے بخشی دیا وہ ثواب
جو ہو قربت زن سے استادگی
جو ارجن کے تھا ایک گیسو دونون الٰہ
قضا کو ملا اُسکے اوسط مین گھر
مجھے جو کرا تار مین رام کے
ایا ارجن بے اسوقت ارشاد ہو
جو راہ عدم کا نمونہ رہنمون
جو وصف جمادی تو منھ چھپا کے
کمان سے ہوا تیر ارجن رہا
کہ ناگاہ وہ آسمانی بلا
ڈھلکتا ہوا شکل غلطان گہر
در آئی درمیان سرکیشن کے

ہوئے سخت حیران سب دیوتا
پسر نے کہا کرشن سے یہ جواب
یہ کہکر کمان کو دو ہی جا شتی
لیا تیر سے تیر کو ایکبار
مسلط ہوئے آپ پیکان پہ
پدر کی اطاعت سے رتبے ملے
کہ تازہ کرے مجھسے پھر عہد کو
تو گردن پہ سر دیوتا کا ہو خوش
بنارس میں جا کر گنگا نہا کے
دلاور نے اُسکو دو پارہ کیا
گری سر ہوا نوجوان کا جدا
سرکیشن کے پاس آیا وہ سر
جو آذر اثر سر پہ تلکہ دو لکھے

اُٹھا لینا سر ششوپال کو سرکیشن کا ہاتھ میں اور پیدا ہونا روشنی کا اُس سے اور در آنا دہان مبارک سرکیشن میں

مقابل کے لشکر میں پھینکا وہ سر ۔ ہوئی فوج دہشت سے زیر و زبر
روشنے لگا شمع ساں زار زار ۔ گریبان و دامن کیا تار تار
ہر اک چشم سے جوش آئی شرار ۔ شرہ رشک فوارۂ آبدار
دلاور کا تھا سر تہ بھائی بڑا ۔ لڑائی میں سب سے شبیہ او کڑا
دم تیغ مارا گیا نوجوان ۔ ملیگا تماشے کو باغ جنان
کہا شستے میں غم سے دیتا نہیں ۔ پسر یہ میں یہ جان کھوتا نہیں
سرکیشن نے سر جو پھینکا میان ۔ قضا آسکا تو نہیں کچھ عیان
سرکیشن لے وہ سر نوجوان ۔ روانہ کیا جانب آسمان
بیان اب کرون حال دختر دلیر ۔ وہ تھا گو کہ تھا ہر طرف مثل شیر
جو تھا پردہ دشمن وہ جویاے جنگ ۔ نظر آیا میدان میں مقتل کا رنگ
لگا اسکو ارجن سے تھی جستجو ۔ تجسس تھا میدان میں چار سو
کیئے ملزم ہمرہون میں پیروان ۔ مقابل ہوا ارجن نوجوان
صفت تیر ارجن کی کیا ہو رقم ۔ ارابہ عدو کا ہوا جب قلم
وہ بیرق ابیر ہیجن کے تھی جلوہ گر ۔ بڑھائی دم اپنی ہاں اسقدر
رہا کر دیا کشن نے قید سے ۔ چھٹا صید شاہین کی صید سے
کیا کچھ نہ احسان کا دل میں پاس ۔ گیا تیر ساں جلد ارجن کے پاس
زبان پہ یہ لایا کہ اے پہلوان ۔ بتا اس ارابے کو پھینکوں کہان
کہا ہستناپور کی سمت جا کے ۔ بیابان کا یا تھا تماشا دکھاے
کہا اسکے لوگوں سے ارجن نے تب ۔ امان جی اسے میں نے لیجاو اب
خلاصہ و لشکر میں جب آ گیا ۔ گئی بیہشی کچھ افاقہ ہوا
جو چالاک تھا ارجن نامدار ۔ کیا کار تازہ دم کارزار
لیا دست چپ میں جو گرز گران ۔ مٹایا ہزارون کا نام و نشان
شجاعت کا اسکی ہو کس سے شمار ۔ کیے چور اسنے ارابے ہزار

شہنشاہ ہنس الدھج نامدار ۔ ہوا اس غم نو سے سینہ فگار
جو دامن پہ آئے گریبان کے چاک ۔ سلے چاک سے خوشدامن کے چاک
وہ آنکھیں تھیں تحیر ز اشک تھیں * ۔ بنی چادر آب ہر آستین
کہا بادشاہ سے کہ میرے پدر ۔ لٹاؤ نہ ہمکو ن کے غم سے گھر
عوض اپنے بھائی کا لیتا ہوں میں ۔ جواب اسکا ارجن کو دیتا ہوں میں
سر اپنا اس غم سے ہر چاک چاک ۔ اڑاتا ہوں اس حیہ سے سر پہ خاک
اٹھا کر زمین سے شہنشہ نے سر ۔ دھر آجا کے جوڑا نوسے کشن پر
وہ ہر سکی نظر سے نہان ہوا ۔ چھپا اسطرح طائر جان ہوا
شجاعت میں یکتا تھا یہ بینظیر ۔ بہت خوب معلوم تھے علم تیر
دو دونوں جو دست و گریبان ہوئے ۔ گل زخم کر چاک دامان ہوئے
جو دس کوس تھا موج ن بحر موج ۔ در آیا یہ مانند شمشیر موج
ہوئیں الغرض ناوک اندازیان ۔ ہدف تیر حیرت کا تھا آسمان
دہ کودا زمین پہ کہا الامان ۔ نچھوڑی ہنومان نے اسکی جان
کہ اس نوجوان کو کیا آہمیں بند ۔ جو لایا وہ پیش سرکیشن چند
مقید کو جب دم رہائی ملی ۔ قضا نے یہ پردہ اٹھائی اسکو دی
ارابہ لیا ہاتھ میں شکل گل ۔ یہ چاہا کرے شمع دشمن کو گل
اشارہ ہو پھینکوں سر کوہ پر ۔ کہ دریا میں ڈالوں بشکل گہر
کرناٹکا ارجن نے مارا جو تیر ۔ ہوا صاف بیہوش یہ بینظیر
جو خنجر کو سینے پہ اسکے دھرون ۔ شجاعت کا ہرگز نہ پھر دم بھرون
قضا اسکو پھر لائی میدان میں ۔ کیا قتل لاکھوں کو اک آن میں
ہوا دست راست اسکا تن سے جدا ۔ مگر وہ دلاور جوانمرد تھا
کرون پہلوانوں کا میں کیا شمار ۔ کیے قتل میدان میں تھی ہزار
پھر ارجن نے اسپر جو مارا خدنگ ۔ اڑا دوش سے دست چپ مثل چنگ

پہاڑ جب کہ بیست یہ نوجوان / ہرن جیسے ارجن سے یوں تن زبان
کہو کون ہوتا ہے اب سد راہ / کوئی دم میں کرتا ہوں لشکر تباہ
یہ کہکر چلا سوے ارجن شریر / کمان سے روانہ ہو جیسے طرح تیر
جو ارجن نے دیکھا کہ آتا ہے وہ / بلا کوئی ہمراہ لاتا ہے وہ
کئی تیر سے پاؤں اسکے جدا / وہ زانو کے بل اس طرف کو چلا
جو الگ کیے تیر ارجن نے پھر / زمین پر گرا تن سے اکبار سر
شجاعت تھی [illegible] و پاکی عیان / وہ جوش ہے کہ لرزان تھا ہر پہلوان
ڈھلکتا ہوا گیند کی طرح سر / فدا کیوں نہ ہو اسپہ غلطان گہر
شجاعت تھی بیحد اسکے حضور / ارا [illegible] کیا آکے چور
لیا کشن نے سر کو اسکے اٹھا / گرڑ کو جو اسنے کیا یہ کہا
چلا اس جگہ سے وہ نزدیک تر / وہاں جاکے تم پھینک آؤ یہ سر
مہادیوجی نے سنی یہ خبر / کہا [illegible] اپنے [illegible]
گرڑ نے جو گنگا میں پھینکا وہ سر / روانہ ہوا ایسے تندی سے دھر
مہادیوجی کو جو وہ سر ملا / [illegible] الین [illegible] سکو چیا
ہوا اس سے آگاہ وہ شہریار / ہوا کشن سے صلح کا خواستگار
تمنا سے پابوس حاصل ہوئی / سپہ دونوں طرفوں کی اکدل ہوئی
ہوئی صورت صلح جب آشکار / لگا ہاتھ ارجن کے وہ راہوار
ہوا جب وہ دروازۂ جنگ بند / گئے ہستناپور کو کشن چند

شگوفۂ چہارم در بیان شدن اسپ باز بصورت شیر نر

وہ گھوڑا ہوا پھر وہاں سے روان / ستیزی کے مشتاق [illegible]
درآیا وہ اک حوض میں ایکبار / ہوئی صورت مادیان آشکار
جو آگے ہوا اس جگہ سے روان / گرا وہ بسر حوض میں ناگہان
وہ صورت گئی شیر نر بنگیا / دل ارجن کا حیرت کا گھر بنگیا
جناب خدا میں وہ رونے لگا / وہ اس فکر میں جان کھونے لگا

نچانا اسپ سیام کرن کا بصورت شیر

ہر عجز سے خاک منہ پر ملی / دعا کی جو دل کو ہوئی بیکلی
ہوئی صورت شیر ناگاہ دور / کیا شکل اصلی نے اسکی ظہور
و خورشید آگے ہوا پھر روان

شگوفۂ پنجم در بیان رسیدن اسپ بشہری کہ زنان ہمہ تنہا بودند

نظر آیا ارجن کو شہر زنان

سوا عورتوں کے تھا ایک مرد
کرے کس طرح انسے کوئی نبرد

کیا اپنے تابع تین اسپ کو
کہا فوج سے جلد تیار ہو

چلی لے کے میدان جو وہ مرد وار
سوار اسکے ہمراہ تھے ہشیار

جو ارجن سے آکر ہوئی روبرو
زبان پر تھی پہلے یہی گفتگو

کہ حاصل ہو کچھ لذت زندگی
اسی بات میں خیر ہے جان کی

مگر منہ ہوا ہے سخن گوش زد
دکھاتی ہے صحبت تری وزبد

سوا اسکے چلتی نہیں زندگی
بھلا مجکو دوبھر ہے کیا زندگی

مگر ایک ہو آسمان و زمین
مرے ہاتھ سے جان بچتی نہیں

بنی اب ہے اس گھڑی جان پر
خوشی میں کئی روز ہونگے بسر

وہ سمجھا کہ اب آفت ہے جان پر
مگر تیر کا کچھ دکھاؤں ہنر

فن تیر میں وہ بھی تھی بےنظیر
شکستہ کیا اسکا ہر ایک تیر

کہ ناگاہ آئی اک آواز غیب
کھلا اسپہ یوں پردۂ راز غیب

کریگی یہ انتوں کو کشتا ضرور
کہ ہو زندگی ترش اسکے حضور

مجھے تیری صحبت سے کیا ہے گریز
نہیں مجکو منظور ہرگز ستیز

میں کہتا ہوں یہ عہد بعد از فراغ
اٹھاؤنگا لیکے یہ فرقت کا داغ

وہ سمجھی کہ ہوگا یہ مطلب حصول
کیا عہد ارجن کو لیکے قبول

وہاں بادشہ تھی جو پرمیلا نام
وہ کرتی تھی اقلیم کا انتظام

ہوئی جنگ کو فیل پر خود سوار
شجاعت و دلیری پہ اسکی نثار

ادھر عورتیں تھیں نہ تھا کوئی مرد
ادھر پہلوانوں کے چہرے تھے زرد

دم تیغ مرنا سمجھ سب فنا
مزا اسنے پایا نہ چکھے وصل کا

دیا اسکو ارجن نے ایسا جواب
کہ بشتاب ہے تو غیرت آفتاب

رہو تیرے نزدیک جو نوجوان
وہ پچھیس دن کا ہو مہمان

سنیے آ سنے ارجن سے پھر یہ کلام
کہ آخر کو تیرا کروں گی میں کام

ترے سر پہ سودا جو چڑھی ہے قضا
چکھاتی ہوں انکار کا بھی مزا

وہ ارجن نہایت ہی چالاک تھا
لڑائی میں سب طرح بیباک تھا

سمجھکر یہ دل میں لگا کہنے خدنگ
سماں بندھ گیا جنگ کا وقت تنگ

یہ پہونچا قریب آ سکے کوئی خدنگ
ہوئی عقل ارجن کی اکبار دنگ

اسی عہد و عقد سے نہ دے فریب
دکھائیگی ورنہ فراز و نشیب

جنابا جو نوجوان نے سنی یہ صدا
کہا میں فدا تجھپہ اے مہ لقا

مگر جنگ کے جو قریبا ایام ہیں
تعلق ہے اسکے سب کام ہیں

ہر ایک ہستنا پور میں ہے مکان
خوشی سے لیے تشریف لانا وہاں

دیا لاکے ارجن کو وہ راہوار
ہوئی حاجت توقف سب کا روا

اٹھائے وہاں سے جو اسنے قدم
ہر اک تھا فدا اسکے قدموں پہ دم

شگوفۂ ششم در بیان سیدن اسپ بشہر دیوان

ولایت میں پریوں کے پہونچا سمند
وہاں کے بھی راجہ کو آیا پسند

جو وہ نخل پھلتے تھے وقت سحر
تو ہوتا تھا پیدا ہر اک جانور

اسی طرح کے تھے طلسمات سب
قلم لکھے احوال دیووں کا اب

کہ مارا تھا اک دیو کو بھیم نے
عدو جان کا تھا یہ اسوقت سے

لڑائی کا میدان پایا قرار
مقابل ہوا ارجن نامدار

سر کوہ سے دیو نے کی نظر
پڑی تا کمان شکل ہنومت پر

طلسمات کا کارخانہ وہاں
عجب رنگ کا نخل ہر بوستان

بیان کس سے ہو شان رب جلیل
شجر کی جگہ آدمی اسپ و فیل

جو دیووں کا فرمانروا تھا وہاں
عداوت تھی ارجن سے دل میں نہاں

اس اقلیم میں تھا جو دیووں کا شور
بلائے جنگ کو جمع سب کر کے زور

ادھر لشکر دیو کا تھا ہجوم
ادھر فوج ارجن کی میدان میں ہو

کہا کچھ چلیگا نہ اس سے فسون
کیا اسنے لشکا میں دیووں کا خون

جلی لاش شوہر کے ہمراہ زن / پسر ایک تھا سرو رشک چمن
پڑا بادشاہت میں جب تفرقا / ہوئی شہر سے دایہ لیکر جدا
گدائی سے کٹتے تھے وہ دن بسر / وہ دایہ تھی اور شیرخوارہ پسر
قضا کار دایہ کو آئی اجل / پڑا پرورش میں پسر کی خلل
وہ تھا ساتھ لڑکوں کے پھرتا مدام / گلی کوچہ زیر قدم صبح و شام
یہ پھرتا تھا اکدن بشکل فقیر / بشکل آیا زیر مکان وزیر
نجومی تھے حاضر وہاں غیب دان / وزیر اُنسے بولا پئے امتحان
نجومی تھے وہ فتنۂ روزگار / کیا اُنگلیوں پہ اُسی دم شمار
یہ سنکر لگا صاف سینے پہ تیر / پریدہ ہوا رنگ رخ سے وزیر
بلا کر دیا حکم جلاد کو / کرو قتل پر راز افشا نہو
اگر خوش ہوا اسطرح سے مزاج / بہشت دونگا انعام میں تمکو آج
کہا قتل معصوم سے ہے ناروا / مجھے خون ناحق سے کیا فائدا
چھٹی تھی جو انگشت پائے پسر / پڑی اسپہ ناگاہ اُسکی نظر
کٹا دشمن جان کو بتلا دیا / جو انعام موعود تھا وہ لیا
نتھا رو برو اُسکے نور نظر / بنایا اُسے اپنا لخت جگر
جو بیکس کا فضل خدا یار تھا / اُس عامل کو حاصل ہوا فائدا
مفصل سنی داستان پسر / یہ ہوا اسکی خوش طالعی کا ثمر
طبیعت کو اُسکی نہ آیا قرار / دم صبح اکدن ہوا خود سوار
ہوا تر زبان یوں کہ اے حق شناس / بتاؤں تجھے کام آ میرے پاس
پہونچ جائے اُس تک جو نامہ مرا / تو احسان سر پہ ہو بیشک ترا
یہ بیچارہ جو اُسکا محکوم تھا / ولیکن نہ بردست مقسوم تھا
نتھا کارسازی سے اُسکی خبر / ہوا قریۂ اُس شہر کے جب گذر
وہاں آکے یہ نوجوان سو گیا / گذر دخت دستور کا ہو گیا

فقط طے ہوئے عمر میں چار سال / پلا پاس میں ایسے کے وہ نونہال
جو تھا کوتوال ایک آباد شہر / وہاں پہونچے دونوں کہ تھا پر قہر
مگر تھی دل و جان سے اُسپر فدا / لگاتی تھی پہلو سے ہردم جدا
اُسے ساتواں آٹھواں سال تھا / نگہبان خالق بہر حال تھا
کسیکو اگر رحم کچھ آگیا / تو روٹی کا ٹکڑا کہیں پا گیا
جو تھی اسپہ افضال ربّ قدیر / پڑی تھی کہاں زخم چشم وزیر
کرو حال اس طفل کا تم بیان / مقدر کا لکھا ہو یہ پسر عیان
کہا اس گھڑی بولتی ہے یہ فال / ترے گھر کا مالک ہو یہ خورد سال
نہایت ہوا دل میں اندیشہ مند / یہ تدبیر اُس وقت آئی پسند
کہ ہے پاس ہر وقت اسباب کا / یہ فتنہ نہ مورد ہو آفات کا
وہ جلاد بیشک خدا ترس تھا / پسر کو بیابان میں لیگیا
بلاشک یہ معصوم ہے بیگنا / چھری اُسپہ پھیری نہ وقت پگاہ
کیا اُسکو خنجر سے اپنے جدا / ہوا ہاتھ سے موت کے وہ رہا
خدا اُس پسر کا نگہبان تھا / گذر ایک عامل کا اُس جا ہوا
مقرر ہوا چندر ہاس اُسکا نام / نظر پرورش پر تھی ہر صبح و شام
بنا کچھ دنوں میں امیر و کبیر / ہوا اطلاع حال سے وہ وزیر
پڑی دل میں اُسکے عجب کھلبلی / ہوئی غنچۂ دل کو اک بیکلی
گیا گھر میں عامل کے وہ بیقرار / کیے خرچ مکر اور افسوں ہزار
مدن نام ہے اُسکا جو فرزند ہے / شب و روز دل اُس سے خرسند ہے
نتھا اُسکو معلوم انجام کار / رقم کیا ہے اُسمیں بخط غبار
قضا کی نشانی وہ فرمان تھا / بنا نامہ بر وہ جوان چھبیلا
بنا غیرت خلد تھا ایک باغ / کرے سیر گلگشت سینے کا داغ
وہ گلگشت کو باغ میں آئی تھی / بحکم قضا زندگی لائی تھی

ہوئی بلبلِ حسن سے وہ دوچار
جو سبزہ و کیسا آئی وہ شگفتہ عذار
قریبِ لبِ چہ تھا مہر کا جو نشان
وہ نامہ تھا اُس گل کے بھائی کا نام
یہ یوسف کی تازہ خریدار تھی
پڑھایا فقط لکھ ہیں اک حرف نہ پایا
اُسی حال پر اسکو چھوڑا وہان
مدن کو جو خط اُسنے آکر دیا
جو شادی کی جلد اُس گل کے ساتھ
وزیر اپنے گھر مین جو داخل ہوا
وہ کہتا تھا دل مین کہ یہ کیا ہوا
کہا ایکدن اُسنے ای چندر ہاس
دمِ صبح تنہا روانہ ہوا
مگر حق تعالے کی وہ شان ہے
خبر اسکو اختر شناسون نے دی
جو تھا چندر ہاس اُس جگہ نامور
تو یہ سلطنت اسیر کی ترقی پذیر
تھی شاہ کو بادشاہی کی چاہ
پڑھی تھی جو سر پہ مدن کے قضا
بنایا خدا نے اُسے شہریار
بنا اسکا شوہر یہی چندر ہاس
وہ پہونچا جو اُس جا سے خود پر
پہ پہونچی خبر جب گلوش [illegible]

بنا چار الفت سے سینہ فگار
ہوئی شکل پر نوجوان کی نثار
ہوا باپ کا نام اُس سے عیان
پڑھا زہر آلودہ مضمون تمام
دل و جان سے اک عاشقِ زار تھی
جو لکھا تھا لکھ اسکو لکھیا کیا
موافق جو تھی گردشِ آسمان
تیا کام مضمون خط نے کیا
غرض لکھ کے لکھیا لگی اسکے ہاتھ
پراگندہ کچھ اور بھی دل ہوا
تیا یہ فساد اور پیدا ہوا
کہ دیوی کا مندر ہے بستی کے پاس
نہ کچھ حال تھا اسکا جانا ہوا
فرشتون کی بھی عقل حیران ہے
کرشمہ ہ باقی ہے گل زندگی
عیان سب ہے اوصافِ علم و ہنر
صفاتِ حمیدہ مین ہے بے نظیر
نظر آئی کیا تازہ شان اُسکی
غرض اسکے صحرا کی جانب گیا
نگین تاج و تختِ شاہی نثار
ملائک جاہ و حشم بھیجا س
لیا کاٹ جلاد نے تیغ سے سر
لگا تیغ کے سینے پہ اک و تیر

محبت کا سینے مین جو گل کھلا
پڑی ناگہان ایک تھیلی نظر
جو تھیلی کا سینہ کشادہ کیا
رقم یہ عبارت صحیفے مین تھی
یہ قدرت ہے اُس گل کا لکھیا تھا نام
کیا پھر اسی طرح اُس خط کو بند
کوئی دم مین جاگا وہ بیدار بخت
چمکتے جو تھے طالعِ چندر ہاس
خدا نے قضا سے اُسے دی نجات
حقیقت ہوئی اُسپہ جب آشکار
وہ اس فکر مین سخت حیران تھا
پرستش وہان کی ہے رسمِ قدیم
جفا جو کو تھا قتل مدِ نظر
جو بوڑھا تھا اُس شہر کا بادشا
وہ رکھتا تھا فرزند سے دل مین داغ
جو راجہ کے تھا وہ پسند مزاج
مدن کو دیا حکم حاضر کرے
مدن کو ملا راہ مین چندر ہاس
ترقی پہ تھا اوج اقبال و جاہ
جو اُس بادشہ کے تھی اک ماہرو
گدا کو خدا نے کیا بادشاہ
یہ تھا حکم جو پہلے آئے وہان
مکان جابہ مین آیا دوان

وہ حسن و ادا خاک مین سب ملا
کہ اُس نوجوان کے تھی زیبِ کمر
پتا خط کے مضمون سے یہ دیا
کہ دینا لکھ ابن نامہ بر کو ابھی
وہ چالاک تھی کیا کیا اُسنے کام
کہا اب نگہبان ہین گلشن چند
بہر حال تھا جو مددگار بخت
خوشی اسکو حاصل ہوئی بے قیاس
وہ دیکھ نگیا جامِ آبِ حیات
تیا بیٹھے بیٹھے یہ اُٹھا غبار
غدر دیکھا طفل کی جان کا
نہ آگاہ تھا مکر سے وہ یتیم
نبی ابن عم نو سے تھی جان پر
یہ نازل ہوئی سر پہ طرفہ بلا
تھا خانۂ سلطنت مین چراغ
کہا دیجیے جو اُسے تخت و تاج
ابھی تاج زر اسکے سر پہ دھرے
روانہ کیا جلد راجہ کے پاس
جو یہ چندر ہاس آیا نزدیک شاہ
وہ پائے ہوئے حسن مین آبرو
مدن کا سنو اب وہ حال تباہ
اُسی پہ جو تلوار کا امتحان
لبوں پر عجم درنج سے نقد جان

جو آنکھوں سے دیکھا یہ حال پسر ہوا ٹکڑے ٹکڑے الم سے جگر
ہوا باپ پسر کی محبت کا جوش نہ باقی رہا اسکو کچھ عقل و ہوش
یہ احوال سنکر گیا چندر راس گرا دونوں لاشوں پہ دیوتا آس
وہ دیوتا دل سے ثنا خواں ہوا کرم جی کی شکلوں پہ حیران ہوا
دیا مژدہ سنئے یہ اسکا جواب کہ پیدا ہو دو لیکن سر اضطراب
اثر میں ہوئی وہ دعا مستجاب ہوا سبح زن چشمک یا یہ آب

گیا غم سے فرزند کے سینہ چاک اٹھا لائے لگا سر پہ چڑھ دو خاک
گلا کاٹ کر اپنے ہاتھوں ہوا پسر پہ پدر بھی تصدق ہوا
جو کچھ دیر میں اسکو آیا شعور ہوا عالم بہشتی حشر سے دور
خدا ساز آئی وہاں یہ صدا پڑی تیر سے دشمن پہ تیغ قضا
عداوت سے پہلا نہیں ہے نظر کہ پہونچا نہیں اُن کے ہاتھوں ضرر
خدا ساز اٹھے وہ دونوں ہوئے وزیر و مدن جاوت زندہ ہوئے

زندہ ہونا راجہ کا مع فرزند چندر راس کی بدولت

لیا سر پہ احسان داماد کا مروت کو ان سب میں حصے کیا
وہ آباد تھا کشور چندر راس کہ تھا وہ شہر صفت میں بہشت ارم قیاس
ہوا انکا اس شہر میں جب گذر شکار افگن اس شاہ کے تھے پسر
گئے شاد گھر اپنے لائے انہیں طلیدے بنا کر کھلائے انہیں
کرشن ارجن کا پایا نشان نہایت ہوا لیکن وہ شادمان
یکایک منتظر تھا حرج کار ملاکش سے آکے وہ شہریار

سنائی جو نارد نے یہ داستان سر کرشن ارجن پہ تب دان
قلم لکھے ان اسواروں کا حال کہ حاصل ہو اندر پرستان کا آل
گئے تھے جو فرزند بہر شکار نظر آئے رستے میں دریا ہموار
جو مضمون تھے لوح جبین پہ رقم پڑھے اس شہنشاہ نے یکقلم
مروت کا گھر تھا جو خوش نصیب یہ سمجھا کہ میں جنگ کے دن قریب
بہت سن رسیدہ تھا وہ شہریار برس کا تھا میں تین سو کا شمار

ہوا تھا جو پدم الدیح اسکا پسر
کیا جانشین اسکو سونپا وہ گھر

ہوا آپ بھی ساتھ اُنکے سوار
حوالے کئے دونون رہوار

روان پھر ہوئے اسپ سمت شمال
ملائک نے رہا سنو انکا حال

شگوفہ یازدہم دربیان پہنچنے ارجن بدریاے عظیم و ملاقات بگدال

کہ دریاے اخضر سے تھا ہکنار
سمندر سے شاہ پہنچے ہزار

در آئے جو دریا مین تون سمند
ہراسان ہوا ارجن ہوشمند

کوئی پیچ آتی تھی تدبیر آہ
پڑی اک جزیرے پہ ناگہ نگاہ

وہان ایک عابد تھا دیرینہ سال
جو پہونچا وہان لشکر بے ملال

یہ ارجن جو عابد کے آیا قریب
نظر آیا اک جا سے عجیب

کہ ران و زانون کے مابین نخل
نمودار تھا تھی پریشان عقل

نہایت ہی وہ نخل تھا بارور
نہ نخل ہزارون وش کے ثمر

لگائے تھے چڑیون نے بھی آشیان
سنو ان کھیشر کی اب داستان

کہ نام اسکا بگدال مشہور تھا
کمال انکو حاصل بہر حال تھا

یہ فرمایا ارجن جو آیا قریب
مبارک ہو یہ جگہ اے خوش نصیب

رکھیشر ہون بگدال ہی میرا نام
مجھے رات دن ہے عبادت کا کام

مجھے عمر کی کچھ نہین ہے خبر
گئے بیس برہما یہان پر گذر

جو برہما کی ہوتی ہے طے زندگی
تو صورت نظر آتی ہے ہشر کی

ہر اک سمت آتا ہے پانی نظر
نکلتا ہے برگد کا ہمین شجر

پسر ایک آتا ہے اسپر نظر
فدا حسن پہ جیسے شمس و قمر

فقط چھپتا ہے نہ انگشت پا
اشارہ سر کیشن جی پر کیا

تماشا ہے اس سے بہت یہ پسر
سراپا مین ہمشکل ہے سر بسر

ہر اک عمر برہما مین دیکھا یہ حال
گذرتا نہین جسپہ وہم و خیال

ہزارون کھیشر سے ہو نہین خبر
پرستش پہ آنکی ہے ہر نظر

خلاصہ وہ شہر پر آئے جو ہاتھ
لیا ان کھیشر کو بھی اپنے ساتھ

وہان سے روان پھر ہوئے وہ سمند
سر ہو کسی جا نہ پہونچا گزند

شگوفہ دوازدہم دربیان رسیدن ارجن بشہر جیدرتھ

غرض پہونچے اس شہر مین ناگہان
پسر جیدرتھ کا تھا حاکم جہان

یہ وہ جیدرتھ ہے جو میدان مین آہ
ہوا دست ارجن سے کشتہ تباہ

سنا اس پسر نے جو ارجن کا نام
کیا آہ جانکاہ نے صاف کام

شلا اسکی مان کا تھا مشہور نام
نظر مین ہوا روز مانند شام

جو آنکھون سے دیکھا یہ حال پسر
ہوئی اپنے احوال سے بے خبر

جو کچھ دیر مین وہ ہوئی ہوشیار
تو رونے لگی مثل ابر بہار

بہایا وہ اشکون نے دریا وہان
زمین پہ ہوا قلزم تو روان

گئی پاس ارجن کے وہ خستہ جان
کیا حال رو رو کے اپنا بیان

کہ شوہر کا پہلے کیا تو نے خون
پسر کا ہوا اب یہ حال زبون

کہ جسوقت اُسنے سُنا تیرا نام
گئی جان شیرین ہوا وہ تمام

کہین کیا کہین کا نہ رکھا سبھے
نہ آیا ذرا رحم مجھپر سبھے

جو بھائی تھا جرجودھن نامدار
ہوا قتل وہ بھی دم کارزار

ہوا آپکے ہاتھون سے وہ گھر تباہ
دکھایا مجھے تو نے روز سیاہ

یہ کہکے لگی رونے وہ زار زار
کیا آج فرزند کو بھی نثار

بہن پہ کیے خوب ظلم و ستم
دکھایا ذرا حال پر رنج و غم

اٹھاؤن بھلا آہ کس کس کا غم
بٹھایا ہے سینے پہ نقش الم

سری کیشن جی دادرس سب کے ہین
ہر اک وقت فریادرس سب کے ہین

جو ارجن کی خاطر تھی مد نظر
کیا لطف زندہ ہوا وہ پسر

دل اطہر و مہربان خوش ہوا
فزودہ غم و رنج سرکش ہوا

ہوا درد دل سے غم نور عین
ذرا بھی نہ باقی رہا شور و شین

ہوا گوشزد یہ جب ماجرا
لٹے رام سے بھی یہ نون سپہر
قلم اب مفصل لکھے داستان
بھبھیکن کو حاصل ہوا تخت و تاج
کھلے ہر طرف باب عیش و طرب
جو لچھمن تھے بھائی یہ اُنسے کہا
بیابان مین بہتر ہو اُسکا مقام
کہا رام سے یہ جو بیجا خیال
کھلا غیب کا تم پہ سب حال ہے
جو تھی پاکدامن وہ رشک چمن
مقدر سے کچھ زور چلتا نہین
گریبان سحر کا ہوا چاک چاک
لیا آہ لچھمن نے سیتا کا ساتھ
وہ جنگل کہ دشوار جسمین گذر
بلاؤن کا گھر آفتون کا مکان
قلم الامان کا ہے اسدم مقام
غرض آئے تب اہ تھا اتنک وہان
وہ طاری ہوا عالم بیہوشی
جو لچھمن نے دیکھا یہ احوال زار
خدا سے طلب کی جو اسدم دعا
یہ کہکر جو قدمون پہ سر رکھدیا
کہ ناگہ ہوا اُس جگہ پہ گذر
کلیشر سے سیتا بھی گا تھین

سلطنت مین بھی گذرا یہ سماں تھا — کلیشر جو کہ بیاں تھے خوش کلام

شگوفہ اول بیان جنگ لوکش و بن باس رام چندر مشتمل بر چہار غنچہ

لٹے رام سے کس طرح وہ جوان
کیا افزوا اسکے لنکا کا راج
خوشی چین عشرت کے سامان سب
طبیعت ہو سیتا سے ناحق خفا
کرین تا نہ ملعون مجھے خاص و عام
زمانے پہ روشن ہو عصمت کا حال
زمانے کا روشن سب احوال ہے
نہ میلا ہوا رنگ مٹے بدن
وہ شک چمن لب پہ سحر انشیت
کیا دامن شب سے سستے خاک
زمین پر مقدر نے دی ٹیکا ہاتھ
تھکے جسکی وسعت مین مرغ نظر
نمودار غول بیابان وہان
ذرا چپ سنہ مین نہ بات اپنی تمام
یہی حکم بھائی کا سہے بیان
اُلجھنے لگا آہ قالب مین جی
ہوا برق سے تیز کے دل بیقرار
گئی بیہوشی کچھ افاقہ ہوا
غرض چلے گھر کا رستا لیا
یہ بیکس خرابی مین آئی نظر
پریشان خستہ جگر آہ تھین

جو لنکا سے سیتا کو لے آئے رام
اودھ کے گلستان مین آئی بہار
جو لنکا مین سیتا رہین چند ماہ
مجھے پاس ہے ننگ ناموس کا
لگا دل پہ لچھمن کے تازہ خدنگ
سمجھتا تھا راون کی دختر سے کم
ورآئی جو آتش مین کھائی قسم
مگر حکم کا وہ جو محکوم ہے
ہوئی شب اسی فکر مین جب تمام
غرض مہر تابان ہوا جلوہ گر
بہار اودہ مین جو آئی خزان
گروہ دن مین تھی ہزارون مین شعر
نہ کوئی وہان آدمی زاد تھا
دل زار لچھمن جو مغموم تھا
وہ رونے لگین سنکے یہ زار زار
زمین پر گری غش رخصت ہوا
یقین تھا یہی اڑ گیا مرغ جان
تسلی بہت انکو لچھمن نے دی
جو تھا بالمیک رکھیشر کا نام
گئے خود آگاہ اس حال سے
بیابان مین ٹھہرا دل بیقرار

سنایا وہ لوکش کا قصہ تمام
پڑھے ہین سب شاعرون نے گہر
کیا قتل راون کا لشکر تمام
جسے پھر خزان کے نہ آئے قرار
دل رام مین داغ تھا ایک آہ
رہی گھر مین اودھ کے وہ مہ لقا
تغیر نظر آیا چہرے کا رنگ
سہن کا وہ بھرتا تھا ہر وقت دم
تو گلشن کا پھرنے لگی آگ دم
جو قسمت کا لکھا وہ معلوم ہے
نہ تھی صبح اندوہ کی تھی وہ شام
نہ سیتا کو اسباب کی تھی خبر
گئے باغ سے سو صحرا روان
وہی تھا جو زندگی سے ہو سیر
وہ صحرا ودندون سے آباد تھا
سخن یہ قمر روشن سے رو کر کہا
برسنے لگا ایک ابر بہار
جو تھا نقد نذر محبت ہوا
روانہ ہوا اسکے باغ جنان
کرو صبر شوہر کی ہے یہ خوشی
ریاضت تھی مد نظر صبح و شام
خبردار تھے جملہ احوال سے
ہوئے دل سے کچھ وہ اس غم کو خاک

کھیشتر نے اس سے یون تھی زبان
بھلا اسکا بھی ہوگا انجام کار
بندھی تھی ہما انپر لائی انھین
مصیبت پڑ گئی رتھ جو دن جمل کے
سخاوت شجاعت مین تھی انتخاب
کیے خوب تعلیم جنگی ہنر
ہنر جنگ کے ہونگے اکدن عیان
یہ راماین آنکو بہت یاد تھی
اگر وصف ان گنون کے رقم
دیا رام نے جگ کو انتظام
سب اسباب عشرت مہیا وہان
وہان تینون کے بھی تیار تھے
یہ وہان جب ہوا جگ کا راہوار
برادر جو تھے شترگھن رام کے
جو ملکونکو طے کر چکا راہوار
بہت خوش ہوے اسپ کو دیکھکر
شجاع و بہادر تھے دونون لیے
درخت ایک کیلے کا تھا باردار
جو سردار تھے ساتھ اس فوج کے
برسنے لگے اسپ پر باران تیر
پہونچا کوئی اسپ تھم خدنگ
گئے جس طرف سب لیکے تیر و سپر
کمان کا تھا حرق کہان کا کفن

دلاو غم و رنج کا دل مین عیان
مشیت سے اصلا نہین اختیار
ریاضت کے سامان کھلائے انھین
تو لوا اور کش دونون پیدا ہوے
نرکھتے تھے قوت مین اپنا جواب
ہر اک علم سے وہ ہوے بہرہ ور
مٹا دینگے فوجونکا نام نشان
وہ پوتھی کھیشر کی ایجاد تھی
تو ہو لال گویا زبان قلم
کہ اسمید مشہور ہے جسکا نام
بندھا تازہ جشن خوشی کا سمان
بہت ڈھیر یاقوت و الماس کے
عقب اسکے فوجین بھی تھین شہسوار
وہ اس فوج نامی کے سردار تھے
بیابان مین لائی قضا ایکبار
پڑی صاف لوح جبین پر نظر
وہ اس صید پر آئے مانند شیر
بصد شوق باندھا وہان راہوار
لڑائی کے موجود سامان تھے
غضب در پہ تھا وہ نیسان تیر
ہزارونکو زخمی کیا وقت جنگ
بس آتے تھے کشتون کے پشتے نظر
لہو کے سمندر کی تھی موج زن

غم و رنج کی کچھ حقیقت نہین
تسلی بہر حال بیدل کو دیا
دیا فرقت رام نے وہ الم
پلے اس بیابان مین شمس و قمر
وہ لڑکے تھے کچھ دنو مین جوان
بنائین نئی ناوک اندازیان
نہوگا کوئی انسے سر پر کبھی
کوئی بند پڑھنے سو چھوٹا نہین
یہ سب طول قصے ہوے مختصر
اگر زینت اس بزم کی ہو رقم
وہ سامان تھا جگ کا جیسا سب
برہمن تھے اس بزم مین بیشمار
وہ سب تین اچھوہنی فوج تھی
ہزارون بہادر بھی تھے ہمرکاب
وہ صحرا کہ سیتا جہان تھین مقیم
ہوئے مطلع اس سے وہ ہوشمند
کھلونا نگاہین تھا مست فیل
دلاور جو تھے مستعد جنگ پر
ادھر ایک فوج گران بیشمار
شجاعت بہادر کی ہی یون قسم
گری جسطرف فوج پر برق تیغ
گرا جس طرف خنجر آبدار
دلاور جو تھے فوج مین نامدار

پھر و حکم شوہر سے الفت نہین
ہوئی دور اس گل کی کچھ تشنگی
تشفی جو سیتا کو تھا رنج و غم
کہین شہر و مسکن تھے وہ جلوہ گر
رکھیشر دل و جان سے تھا مہربان
وہ حیرت بدرت تھا آسمان
دکھائینگے خنجر کے جوہر کبھی
نتھے بند علمو نہین ہرگز کہین
سنا دل ودہ کی ہین تازہ خبر
بنی غیرت شاخ گل یہ قلم
جو لکھون تو موزون ہو تازہ کہا سب
بہت جمع تھے شاہ عالی تبار
سمندر کی جیسے خجل موج تھی
تزک جاہ و حشمت کا کیا ہو حساب
وہ لوا و رکش دونون در یتیم
کہ مالک ہین اس اسپ کے رامچند
سمجھتے تھے فوج گران کو قلیل
کہ ناگاہ وہ فوج آئی نظر
ادھر لو فقط طالب کارزار
کیے تیر سے تیر لاکھون قلم
کیا صاف میدان کو بیدریغ
بنی زخمیون سے زمین لالہ زار
بہ تیغ مارے گئے بیشمار

بھینے لگے دونوں طرفوں سے تیر / نظر آئی اک شان رب قدیر
ہوئی فوج لچھمن کی بے سبب پا / ٹھہر سکا میدان مین یار نہ تھا

کیا کام اک دیو نے ناگہان / عقب سے گئے لی دوش لو سے کمان
ہوا کی طرح جب ادہ روان / پریشان خاطر ہوا نوجوان

تعاقب کیا دیو کا ایک بار / کہا اسطرح اسکو اے نابکار
بھلا بچکے جاتا ہے زندہ کہان / ڈھونڈھے ملینگے تیرے استخوان

زمین پر نہ ٹھہرا جو پایے قرار / اڑا آسمان کیطرف نابکار
دلاور نے دیکھا جو یہ انکا حال / خدا سے کیا اسگھڑی یہ سوال

یہ قوت یہ قدرت ہو مجھکو عطا / عقب اسکے پہونچوں شتاب ہوا
آسی دم ہوئی یہ دعا مستجاب / روانہ ہوا آسمان پر شتاب

وہ دونوں میں سے ہوا پر گئے / وہ آگے یہ پیچھے برابر گئے
جو فوج مقابل نے دیکھا یہ حال / اٹھا تھا کسی شخص نے سر پہ حال

کسی نے دھری سر پہ شمشیر تیز / نیائی سر جنگ راہ گریز
ارابے کے پیچھے کوئی جا چھپا / نہ سر پہ گرے آسمانی بلا

بیان کیا شجاعت دلاور کی ہو / کیا قتل اس دیو ناپاک کو
ہوا قتل وہ دیو پائی امان / ہوا تو یہ تھی فوج کے الامان

وہ میدان میں تھی فوج گشتہ ہوئی / گری لاش پر لاش پشتہ ہوئی
جگر سینہ پہلو تھے زخموں سے چور / نہ باقی رہا جنگ کا وہ غرور

شنارام نے جب یہ حال اسیر / لچھمن سے جو میدان مین بخیر
وہ فوجیں سر رزم آئین جو کام / ہوا قتل افسوس لشکر تمام

پہنچنا سوم ویر کا بیان اجازت ادن رام بھرت راجا سے جنگ

پھر آراستہ ایک لشکر کیا / وہان بھرت کو حکم تازہ دیا

دلاور جوانوں سے لو انتقام / کیا بھائیون کا سر جنگ کام
کہاں کے دلاور ہیں وہ نوجوان / عیان بھید پہ ہو انکا نام نشان

لڑائی میں چالاک نے کیسے شجاع / دیکھے تھے ہمنے ایسے شجاع
غرض بھرت لیکے وہ فوج گران / ہوا باد صرصر کی صورت روان

پہونچی لب گنگ پر یہ سپاہ / ہنومان پر بھرت نے کی نگاہ
کہا ڈھونڈھنا چاہیے یہ نشان / کہ ہیں شترگھن اور لچھمن کہان

آنکو ہنومت نے یہ جواب / نہ فرمایئے اسقدر اضطراب
یہ دریا سمندر سے ہے ہمکنار / بھلا اسطرح جاؤن میں اسکے پار

کہا بھرت نے اے دلاور جوان / وہ قوت تمہاری گئی اب کہان
کیا طے سمندر کو اک آن میں / نہ لائیے تم ذرا دھیان میں

درست ہے آپکا یہ کلام / کہ اسوقت تھی مجھکو قوت تمام
تصور تھا سیتا کا قوت یہ تھی / خیال انکا دل میں تھا جرات یہ تھی

کہ سیتا جو ہیں رنج میں مبتلا / ہوئے رام بیوجہ انسے خفا
کیا گھر سے باہر انہیں بے قصور / پڑا زور و قوت میں میرے فتور

سنا بھرت نے جو ہوا سو ہوا / بلا شبہہ بھائی سے کی یہ خطا
کروں کیا میں بھائی کا اپنے گلا / بلا میں وہ ناحق ہوئیں مبتلا

ہوا مناسب ہے جس طرح ہو / خبر بھائیوں کی مجھے لاکے دو
کیا میں نے اس حال کو اختصار / گئے جبکہ ہنومت گنگا کے پار

کہا کہ فوجیں ہیں گشتہ پڑی / نہ پہونچا کسی نے ذرا تک گزند
پڑی ہے ہر طرف لاش پر لاش جو / کہ مشکل ہے مرغ نظر کا گذر

مردوں ہی ہاتھی پچھے ہوئے / وہ گھوڑے وہ گھوڑی کے پشتے ہوئے
ہنومان نے کی بہت جستجو / کچھ پتے آخر سبب ہیچ چار سو

دیا تک پیادے پاؤں بھی شل ہوئے / جو بھی زور بازو میں شل ہوئے
کنارے آئے وہ دونوں نظر / بدن چور زخموں سے ہیں بیخبر

خیابان پانزدهم از چمنستان سواد هندوستان یعنی بیاس آسرم پرب و درین پرب پانصد اشلوک است

یہ دار سخن ہے سعت م الم
قلم کی زبان پر ہے تازہ سخن
یہ لینے ہی مطلب کی ہو آشنا
سوا دل جلانے کے آتا نہین
جدائی مین ہوا سکی راحت کمال
چچا کی اطاعت کیے تھے کام
فدا اگاندھاری پہ تھین رہتی
جدھشٹر کو ہر چند تھا اسکا پاس
شہ کور دیشٹ کے پاس تھا بسا
شکیبون اسپہ سندل اون صبح شام
تقضا کبھی تو بیوقت آتی نہین
جدھشٹر کو اسکی نہ تھی کچھ خبر
جدھشٹر سے اس شہ نے اکدن کہا
کہ سون کیا گذرے تھے ہین اب وبرس

چمن اول بیان درین خستگی خاطر دهرتراشت از تعلق دنیا

یہ دنیا ہے بے شبہ دار محن — محبت اس عورت سے اچھی نہین
کسیکا نہ کام اس سے ہرگز بنا — یہ خود حسن پر اپنے مغرور ہے
کوئی اس سے آرام پاتا نہین — خدا اسکی صحبت سے رکھے بری
بسنو اس شہ کوردیدہ کا حال — جدھشٹر کو بیٹھے ہوئے تخت پر
پہونچتے تہ ہیوس کو صبح و شام — مگر تھے سر مو اطاعت مین فرق
اطاعت پر انکی تصدق تھا جی — مگر بھیم اس شاہ کا تھا عدو
نہ اس عار رضہ کو وہ آئی راس — نہ تھا بھیم کو نیک بد کا خیال
کہا بھیم نے اپنے خم ٹھونک کر — یہ بازو وہی ہین بھر زور کے
کیا ہے سر جنگ میدان مین کام — جو کانون سے شہ نے سنا یہ کلام
یہ کیا کیا کسیکو دکہاتی نہین — سوا صبر کے کچھ نہ پایا علاج

چمن دوم دربیان عزم دهرتراشت بسوی صحرا بهر عبادت

سبب عقل ناقص کے جو خون ہوا — دو لڑکون کی الفت کا تھا سر بجوش
نہین ہیچ کستی کی باقی رہوس — سفر ہی بس آٹھوین ن طعام

نہایت بیان اب الجھتا ہے دم
وفا کی ہر اپنے کسی سے کہین
یہ قہر ہے ہر شخص کی دور ہے
خدا اسپہ ہین ہیچ روا انسان پری
گئے پندرہ سال سنیئے خبر
شب و روز تھا خدمت مین غرق
سنا تا تھا باتین گھڑی رو برو
قلم لکھے اک وزکا تازہ حال
جنھون نے مٹائے نشان کرکے
یقین تھا کہ غم سے ہو قصہ تمام
مگر در رہا اس گھڑی سے مزاج
چچا کا ہوا اس غم سے ٹکڑے جگر
نصیحت کسیکی نہ تھی لینے کی گوش
زمین پر پہنچتا ہون ہر صبح و شام

کہ چلنے کی ساعت ہوئی تھی قرار ۔ برآمد ہوا گھر سے وہ شہریار

حکایت ششم و بیان شدن دھرتراشٹ بطرف بیابان

روانہ ہونا راجہ دھرتراشٹ کا طرف بیابان کے عبادت کے واسطے یہ لباس فقیرانہ

غرض ... پدولت کو بوسہ دیا ۔ پرستش بھی کی اسکی اور یہ کہا
بہت جس سے آرام دل کو ملا ۔ نگہباں و حافظ ہے تیرا خدا

پکڑ لیا کاندھاری کا ہاتھ ۔ وہ کنتی ہوئی کاندھاری کے ساتھ
اٹھایا بیاباں کی جانب قدم ۔ یہ رستا تھا باران اندوہ و غم

زن و مرد سب پاپیادہ رواں ۔ وہاں ساتھ تھے طفل پیر و جوان
خلائق کا انبوہ پھر چار سو ۔ تھا ان شور و غل کا غلو کو یہ کہ

روانہ جلو میں پھر اک خاص و عام ۔ کہ چلنا تھا دشوار وہ اژدحام
جو بستی کے باہر پہونچا ہجوم ۔ پہنچی آہ و زاری کی پھر تازہ دھوم

... اس وقت کا حال کیا ۔ کہ وہ ہستناپور تھا غمکدا
وہاں سے کیا شہ نے سبکو جدا ۔ ملے اور اک اک کو رخصت کیا

بدن پر تھا بادشاہی لباس ۔ زباں پر فقط لفظ شکر و سپاس
جدھشٹر نے کنتی سے اسدم کہا ۔ کہ تم کاندھاری سے ہو اب جدا

غم و مہر سے اپنا دامن بھرے ۔ کرے صبر و لیکن تھمے نہ مرد
کہا ماں نے یہ بات اب دور ہے ۔ مجھے پھر کب آنکا منظور ہے

چھوڑونگی ہرگز میں انکے قدم ۔ رہونگی میں ساتھ انکے جبتک ہے دم
نہ کہنا کبھی اس طرح کے کلام ۔ زباں سے نہ لو گھر کے چلنے کا نام

... کھیت اور سہدیو کو ۔ کسی طرح کا رنج دنیا نہ ہو
کرن کے یہ دونوں پسر رہیں باہم ۔ نہ دیکھیں کسی طرح شکل الم

... ریدی کا بھی لمیں خیال ۔ نہ پہونچے کسی طرح دلکو ملال
کرن تھا تمہارا جو بھائی بڑا ۔ شجاعت سے میدان ہارا گیا

... پاس آ سکا بھی لمیں مدام ۔ ملے روح کو اسکی آب طعام
وہ سب گلشن پانڈو کے گلعذار ۔ سخن سنکے رونے لگے زار زار

... پھر جدھشٹر نے ماں پھر چلو ۔ مجھے اس طرح سے نہ بیکس کرو
کیا ماں نے ہرگز نہ کہنا قبول ۔ ہوا دل کا مطلب نہ انکے حصول

... سونپتی ہوں خدا کو تجھے ۔ یہاں تب تو بھی خدا کو تجھے
نہ بھولے کسی وقت یاد خدا ۔ نہ پہونچے رعیت کو ایذا ذرا

نصیحت بزرگانہ جب کر چکی ۔ ہوئی الوداع اس گھڑی دروپدی
لیے دھرتراشٹ نے سنجے کا ہاتھ ۔ چلی کنتی و کاندھاری کے ساتھ

... تھے ہمراہ انکے رواں ۔ یہاں کی ہوئی ختم یہ داستان
کنارے کنارے لب گنگ کے ۔ یہ پانچوں مسافر برابر چلے

خیابان شانزدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی موسل پرب درین پرب سہ صد اشلوک است

چمن اول دربیان ظہور اسباب تمام شدن سلطنت پانڈوان

ترقی جہان ہے وہان سے زوال
مخالف نہ دشمن نہ کوئی عدو
وہ تیرہوے تھے ظاہر ان بدشگون
نشان قافلے کا نہ تھا آشکار
دل آرزمین سب کے اندوہ وغم
یدہشٹر کے دل کو ہوا انتشار
وہ سارن جو بھدریکا تھا پسر
بنایا اسے سوانگ سنے وہان
چلے اسکے ہمراہ بیرو جوان
جو سارن اسے لیگیا انکے پاس
کہے کی یہ کیا کیجیے آشکار
یقین ہے یہ آہن کا دستہ جنے
ہوئی یہ خبر کو جو ہر رن بین فاش
ہوا جبکہ ایسا وہان دوسرا

گھٹا جب ملا ماہ نو کو کمال
طبیعت تردد سے تھی ایک سو
کہ ہو جب کا انجام بیشک یون
نمایان مگر ایک گرد وغبار
دکھائینگے یہ بدشگون کچھ الم
طبیعت نہایت ہوئی بیقرار
طبیعت سے پیدا کیا ایک شر
ننگا کردیا جو لباس زنان
چھپے است تھا مجمع کو دکان
کیا اسطرح مضحکہ بے ہراس
جو بیباک تھے بولے وہ ایکبار
کہ جانو نہ یہ سب دوا ان کے ہے
کلیجا ہر اک کا ہوا پاش پاش
تو اک دستہ آہن کا پیدا ہوا

یدہشٹر کو گذرے جو چھتیس سال
عدو تھی فقط گردش آسمان
ہوا سے برستی تھی آتش کبھی
کہ چھپتا تھا جس سے رخ آفتاب
کہ ناگہ تنی دوارکا کی خبر
مفصل وہان کی سنو داستان
پسر سانت تھا جو سر کیشن کا
حقیقت مین جو مرد عورت بنا
رکھیشر یہ دو تن فرزانے جہان
زن جادوان سے یہ ہر گلعذار
یہ عورت نہین کشن کا ہے پسر
یہ کہکر سخن زاہد غیب دان
کہا کشن نے اسکا چارہ نہین
وہان وہ گرہ بین ایک تھا ہوشمند

رہا انکے قبضے مین سب ملک و مال
سنو ہستنا پور کی داستان
کہ دہشت سے جلتا تھا پانی کا جی
کبھی آسمان سے ہالے کا تازہ عذاب
ہوئے قتل سب جادوان یکدگر
کیا آکے اک شخص نے یون بیان
غرض اسنے بہروپ سپر بھرا
حیا دور کی سب بے مروت بنا
وہ ارد وہ وزیا سارکہ غیب دان
برابر جو پوچھے دنون کا شمار
سمجھے ہے سے مضحکے پر نظر
قریب یدہشٹر جو تھے سب وہ ان
کہ حکم خدا پر اجسا دہ تھین
یہ تدبیر معقول آئی نہ نسبتہ

بھی حسّلم آہنگروں کو دیے
بس طرح سوہن سے اسکو گھسا
جو آہن کا ٹکڑا اسلم رہا
کیا پیٹ مچھلی کا جو اُسنے چاک
بتایا گیا اُس سے پیکان تیر
گزار دگر سینہ نکو نام سے
تن زار کا ہیدہ مانند کاہ
جبنی مادہ سگ نے بھی بلیان
خزان کی ہوجا دوان کی بہار
لیا قضا اقبال نے منہ کو پھیر
کہا کشن نے سبکو اکدن وہان
ارابہ سواری کا اور گھوڑیان
رتھ بیٹھ بھی پران ہوا کی طرح
بدن خوف سے اُنکے تھرا گئے
کہ زنار دارون کو تقسیم ہو
جو کھانے پینے چھڑک دی شراب
تنزل ہوا اقبال کا آفتاب
روانہ ہوئی کرکے تسلیم شرم
پلائی وہ بلبھدر جی نے شراب
کہ اس چھتری کو ٹرا ہے غرور
جو کاٹا پور سردار کا اسنے ہاتھ
نہین ستراجت کو کشتہ کیا
ہوئی طول باتون مین جو گفتگو

بتاؤ اُسے شرمسار ہے کے
کہ ایک ٹکڑا اسلم رہا
آتے ایک مچھلی نے چارا کیا
پڑی اسکی آنکھون غفلت کی خاک
دکھائیگا یہ شان رب قدیر
دیا حکم دریا کو کوئی سپید
شراب ۲
عصاے خمیدہ سے چلتی تھی راہ
زبونی کا آثار ہر سو عیان
ہوا اُنسے فسق و فجور آشکار
تنزل ہوا اوج کے کیا ہو دیر
تماشا کرین شہر کا جادوان
زمین سے گئین جانب آسمان
نظر سے چھپین وہ صبا کی طرح
ہوئی صبح سب سو درپا گئے
وہان کا نیا سانحہ یہ سنو
ہوا کارخانہ سراسر خراب
مرتب ہوئی ایک بزم شراب
ہوئی نشہ سے سو وہ بزم بزم
وہان سے کیا شرم نے پاتر آب
شراب شجاعت کا دلمین سرور
تھی راستی اُس گھڑی آکے سات
جو اہر نہین تونے اسکا لیا
لڑائی کا سامان بندھا پھر وہ سو

بتاؤ اُسے سحر زنّار ہین
جو دریند کے پیدا ہوئی ایک گیا شر
جو مچھلی پڑی دام صیاد مین
وہ آہن ملا جب کہ صیاد کو
جو اس سانحے کو ہوئے چند روز
اجل شکل انسان مین آئی وہان
شگون زبون وزبر کے کار
نمایان ہوئے جا بجا دوان سے خر
زمانے کی باتین ہوئین خلاف
زحل مشتری زہرہ شمس و قمر
یہ تھی گفتگو ناگہان اُنکا چکر
جو تھین ہیر فاکشن و بلبھدر کی
ہوا اس علامت سے سبکو ہراس
ہوا جادوان کا وہان اژدحام
کہ اُس قوم مین ایک چالاک تھا
برہمن سے اُس سے محروم سب
پیا سب وہان جام چلنے لگے
چھلکنے لگا بزم مین تنگ سے
کہ ناگاہ ساتک کو سوجھی ہنسی
دیا کیرت برمانے بھی یہ جواب
سرکیشن ساتک سے بولے کہ ہان
جو ساتک نے اُس سے کہا یہ سخن
میانون سے تیغین کھنچین ایکبار

نمایان ہوئے خار گلزار مین
ملیگی یہ جیسر نہ لیگا وہ سانس
اجل آگئی دست جلاد مین
اُسی دم دیا جاسکے حداد کو
فرو ہوگیا آتش غم کا سوز
سراپا سیہ فام تھی الامان
کہ راسے چھپے ہوئے آشکار
نظر خیر کی کب ہے انجام پر
بہت قرب پہونچا ہے وقت مصاف
ستارون مین باقی نہین ابر شر
ہوا کے ہوا بس اُسی وقت قدر
کھنچی شکل سیمرغ و ہونٹ تھی
تعجب ہر اک شخص کو بیقیاس
سرکیشن جی نے منگایا طعام
برا شور و تشویش اور بیباک تھا
عیان چہرۂ کشن جی سے غضب
جتا کے جو پردے تھے جلنے لگے
کسی پر نہ ظاہر تھا آہنگ سے
بھی کیرت برمانے کی دل لگی
کہ ساتک کو بھلا نہین ہے حجاب
جواب اس سخن کا یہ دے تو یہان
ہوئی آتش غصہ اک شعلہ زن
ہوا گرم ہنگامہ کارزار

سرکیشن جی نے خطا کی معاف — دل آئینہ تھا آئینہ مہر سے صاف
نمایاں ہوئی کشن سے روشنی — تجلّی تھی وہ شعلۂ طور کی

صرت آسمان کے ہوئی جیب و دامن — بنے غیرت نور دونوں جہان
مہادیو برہما ہر اک دیوتا — مقاموں تلک اپنے ہر اک ساتھ تھا

نہ تھی ایک کو آگے بڑھنے کی تاب — ہر اک نے کیا نور سے یہ خطاب
اگر یک سر موی برتر پرم — فروغ تجلّی بسوزد پرم

قلم ہو ادب کا یہاں پر مقام — زبان آوری کے نہیں اب کلام

چمن چہارم در بیان فرستادن جیدھشٹر ارجن را بدوارکا

یہاں لب ہلانا بھی دشوار ہے — اگر ہے بات کوئی سو ہوچکا ہے
یہ راز نہاں آشکارا نہیں — یہاں فہم کا کچھ اجارا نہیں

ہر اک دیوتا کو ہے حیرت وہاں — کھلا یہ کسی پر نہ راز نہاں
کوئی کنہ کو انکی پہونچا نہیں — کیے ایک جا آسمان و زمین

یہاں عقل اور دل کے جلتے ہیں پر — لیا چاہیے داستان کی خبر
جو تھوڑا سا باقی ہے احوال زار — قلم اب کرے اسکو بھی آشکار

یہ قصہ جو کچھ تھا وہ طے ہوچکا — رقم سے قلم ہاتھ بھی دھو چکا
جہاں میں نہیں ہے کسیکو قرار — خزاں اس چمن کی ہے آخر بہار

جو تھا اصل مطلب کیا سب رقم — نہ اٹھا کبھی رزمگہ سے قدم
فقط چار دن کی یہ تھی چاندنی — جیدھشٹر کی اب جان پر ہے بنی

جیدھشٹر سے دارک نے آکر کہا — کہ نام و نشان جادوان کا مٹا
مفصل سنایا وہ قصہ تمام — خبر جا کشتوں کی دی نام نام

ہٹا دم میں وہ گھر بشکل حباب — وہ سب کا رہا نہ ہوا نقش آب
پیام سرکیشن لایا ہوں میں — بلانے کو ارجن کے آیا ہوں میں

ہوا ہستناپور میں تازہ غم — پھری سبکی گردن پہ تیغ الم
عجب حال تھا مرد و زن کا وہاں — کہ شیموں سے دریائے عمان رواں

دونوں نے پریشان کیے سر کے بال — والا وہ غم جس سے جینا محال
جیدھشٹر نہایت ہوئے بیقرار — گیا دل سے اکبار صبر و قرار

روانہ ہوا اب ارجن نامدار — کہ بسدیو کو حد سے ہے انتظار
یہاں سے وہ ارجن جو پہونچا وہاں — یہ دیکھا کہ گلزار میں ہے خزان

ہر اک سمت ہے شور ماتم بپا — گئی آہ کی آسمان تک صدا
پڑی عورتوں کی جو اسپر نظر — ہوا موج زن قلزم چشم تر

وہ رونے لگیں اس طرح زار زار — برستا ہے جس طرح ابر بہار
اڑے ہوش ارجن کے بھی ناگہان — وہ غم آئی تھی جس سے ہونٹھوں پہ جان

جو کچھ دیر میں ہوش آیا اسے — تو بسدیو جی نے سنایا اسے
کہ گذرا ہے اس طرح کا حال زار — چھپے ہیں دل زار میں غم کے خار

مناسب جو سمجھو کرو اب وہ کام — کہ اس گھر کا اب ہوچکا اختتام
مجھے تاب ہے کشن کے اب کہاں — قدم بھی ٹھہرتے نہیں ہیں یہاں

ہوئی غم سے اب زندگانی وبال — مجھے ایکدم بھر سے جینا محال
کہ ناگاہ وارد ہوا ابر بہمن — سنایا یہ ارجن کو تازہ سخن

جو یہ شہر آباد ہے دوارکا — بہا اسکو طوفان لیجا ئیگا
مٹیگا کوئی دن میں شکل حباب — زمین صاف ہوجائیگی نقش آب

مناسب ہے تدبیر اسکی فردس — زن و مرد سب شہر سے جائیں در
ہوئی آہ و زاری میں جو شب تمام — نمایاں ہوئی صبح مانند شام

یکایک محل سے یہ آئی صدا — کہ بسدیو نے پی شراب قضا
روانہ جنت کے سوئے باغ ارم — بڑھا رنج پہ رنج اور غم پہ غم

غم و رنج سے تلخ تھی زندگی — بسرعت یہ تدبیر ارجن نے کی
کر تجہیز و تکفین انکی ہر دو — باعزاز و اکرام و رسم و ہنود

خیابان ہفدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی جان پرب و درین

پرب سہ صد و بست اشلوک است

چمن اول دربیان ترک سلطنت پانڈوان و رفتن بطرف شمال

جدہشٹر کو جا کر سنایا یہ حال
اب اقبال کا کچھ نہیں اعتبار
کبھی اس سے ہو عیش و عشرت نصیب
سنا کشن کا جب جدہشٹر نے حال
پریکھیت کا جو کہ پوتا تھا جو بخت
سکھائی اسے آپ ہی شہ نے راہ
دیا اسکو ارجن نے دہلی کا راج
نہ رکھا دریغ اسنے آپ طعام
کیا تقرکہ سنت اولاد و مال
تو نے قرض ہو اسی سے کیے نقد جان
سہ گو شہ نہ جس گھڑی سید ان

کہ ہو اوج اقبال کا اب زوال
کسیکو نہیں ہے یہان پہ قرار
کبھی یہ بناتا ہے غم کو حبیب
لگا ایک سینے پہ تیر ملال
دیا سلطنت کا اسے تاج و تخت
رعیت پہ رکھنا کرم کی نگاہ
نہ کرنا نظر جانب تخت و تاج
رہو دھیان اس امر کا بھی مدام
عوض سیم و زر کے و زیتو نکی چھال
بدلا سا تب اپ چھوٹا ہے کہان
رعیت کا قصہ کرون کیا بیان

کہا کشن و بلبھدر کا جملہ حال
تماشا دکھاتا ہے سب آسمان
کبھی دولت و جاہ دیتا ہے یہ
اسی وقت دنیا سے دل پھر گیا
جو تھا بس انکو کار عالی مقام
نبیرہ جو تھا کشن کا بجر نام
سپے بروح ہر جادوان پر نظر
جدہشٹر نے آخر بحکم بیاس
سنو بھائیون کا بھی اب انکا حال
اطاعت پا نچون کی تھی دہ دہ ہی
دہ رشتے تھے مانند ابر بہار

ہوا جادوان کا بھی گھر پائمال
گدا ہے کوئی کوئی شاہ جہان
کبھی دیکے پھر چھین لیتا ہے یہ
زر و مال نظرون سے سب گر گیا
وزارت مقرر ہوئی اسکے نام
سپے پاس الفت کا انکی مدام
قضا نے کیا صاف سب انکا گھر
بدن سے کیا دور شاہی لباس
جدہشٹر سے چارونکو الفت کمال
کہ پیش لے اسباب دنیا نہ تھی
کہ سا ہی ہوا شہر کا شہریار

اجل کی جو سہدیو نے پی شراب
داخل شفاسوں میں تھا انتخاب

نکل نے کیا پھر جہان سے سفر
کہ تھی حسن پر اپنے اسکو نظر

جو ارجن نے کھایا خدنگ قضا
فن تیر میں اپنے منفرد تھا

جو تھی زور و قوت پہ پھر دم نگاہ
زمین پر گرا بھیم بیچارا آہ

چمن دوم در بیان روانہ شدن راجہ جدھشٹر بنفس نفیس

جدھشٹر اکیلے جو مغموم تھے
لیا ساتھ کتے کو آگے چلے

سفر راہ اندر روانہ ہوئے
کہین مہرسے بڑھکے تابان ہوئے

جدھشٹر سے فرمایا اے تاجور
اندر آیا ہو جیسے جلوہ گر

محبت وداع اس جہان کی کرو
چلو سیر باغ جنان کی کرو

جدھشٹر سے اندر نے اسدم کہا
سنتے دل کا حاصل ہو یہ مدعا

جہان ہو مرے بھائیون کا مقام
عنایت ہو مجکو وہان پر قیام

دیا تبکے اندر نے انکو جواب
ارم مین ہین سب جیسے ہین آفتاب

تمہارا فقط انکو ہے انتظار
جدائی سے وہبھی ہین بہت بیقرار

جدھشٹر نے اندر سے پھر یہ کہا
دل اسبات سے میرا ایکسو ہوا

یہ کتا ہوا اسوقت میں جو رفیق
سمجھتا ہون اسے مین اپنا شفیق

سنبھالو ارا اسے یہ اے مہربان
رفاقت کا اب ہو چکا امتحان

سنا جبکہ اندر نے طرفہ کلام
کہا سگ کا ہی خلد مین کچھ نہ کام

یہ کتا نہ ہرگز وہان جائیگا
ارم مین نہ تل بھر جگہ پائیگا

جدھشٹر نے جسدم سنے یہ کلام
کہا کیا ہے پھر مجکو جنت سے کام

مجھے باغ رضوان کی پروا نہین
جدا مجھسے ہوتا ہے کتا کہین

ہوئی طول آپسمین جب گفتگو
وہ سگ دھرم بنکے ہوا روبرو

جدھشٹر سے بولا یہ عالی مقام
مین کتا نہین دھرم ہے میرا نام

جو اسدم بھی منظور تھا امتحان
ہوئی جامہ سگ مین ست عیان

ہزار آفرین ایسے اخلاق پر
یہان بھی رہی راستی پر نظر

وہان سے چلے پھر سوے جنان
ارابہ بشکل ہوا تھا روان

کہ ناگہ ہوئے آکے نارد دوچار
جدھشٹر تھے آنسے یہ خواستگار

جہان تھے ان کے بھائی پہونچون وہان
یہ سنکر وہ نارد ہوئے تر زبان

یہان پر کسیکا نہین اختیار
فقط اسمین ہے فضل پروردگار

کیا پھر جدھشٹر نے حق سے طلب
مراد دلی جلد حاصل ہو اب

جہان میرے بھائی ہون پہنچون وہان
وہ دوزخ ہوا ہو وہ باغ جنان

جان پرب تمام ہوا

خیابان ہیجدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی سرگاروہن پرب و درین پرب دو صد اشلوک است

چمن اول در بیان رفتن راجہ جدھشٹر در بہشت و دیدن برادران را

جدھشٹر نے رکھا قدم بیشتر — نظر آیا جب جودھن ناسور
جدھشٹر نے دیکھا جو یہ احتشام — کیا دلمیں غصّے نے اپنا مقام
جو نایوں نے راجہ کا دیکھا یہ حال — کہا یہ نہیں ہے مقام ملال
ہوئے بیشتر جو وہان سے روان — ملی راہ تاریک تر ناگہان
بھرے جا بجا تھے وہاں گوشت و خون — بلائیں تھیں دوزخ کی سب بہنون
جدھشٹر کی خاطر پریشان ہوئی — طبیعت نہایت ہراسان ہوئی
جہان پائے جب جودھن پر غرور — سے بھائیوں پہ سقر کا ظہور
سنو مجھسے اندر کی اب داستان — کیا دیوتوں نے یہ آنسے بیان
ہوا جبکہ اندر کا اس جا گذر — ہوا صاف کافور رنج سقر
نمایاں ہوئے دھرم پھر ایکبار — جدھشٹر سے بولے نہو بیقرار
خفا اسقدر دیوتوں سے نہو — مناسب ہے غصّے کو تم تھوک دو
وردشے بولے تھے جھوٹا سخن — نظر آئے تمکو یہ رنج و محن
سر راہ تھا ایک چشمہ رواں — ورآیا جو پانی میں شاہ جہان
نہایا جدھشٹر نے آگے قدم — جو شامل خدا کا تھا فضل و کرم
ہوئی دم میں ناگاہ پہونچے وہاں — سرکیشن دلفزا تھے جہان
ملی انکے پہلو میں ارجن کو جا — مہیا سب اسباب آرام کا
بھی عیش و عشرت سے تھے اتحاد — نظر بھیم آئے با غوش باد
دروپدی کو بھی جنت میں گھر — قریب انکے [illegible] پانچوں پسر

کہ تخت مرصع پہ ہے جلوہ گر — ستارے سے بیٹے دیوتا وہ قمر
پھر ہوا اس جگہ سے یہ عالی دماغ — طبیعت اس اللہ وہ ہو داغ داغ
عداوت حسد بغض کینہ جفا — یہ دنیا ہی سکے واسطے ہے بنا
کہ دیکھو اسے بڑھکے تھی ننگ و عار — طبیعت دکس طرح ہو بیقرار
عیاں اسمیں دوزخ کا سارا عذاب — وہ دوزخ کی گرمی کا تھا کچھ حساب
جو تھے دیوتا ساتھ آنسے کہا — کرم یہ غریبوں پہ ہو آپ کا
روانہ ہو تم میں رہونگا یہان — یہ دوزخ بھی ہے مجھکو باغ جنان
کہ دلکو جدھشٹر کے ہو کچھ ملال — اٹھائی جو دوزخ کی ایذا کمال
عذاب سقر بے نشان ہو گیا — وہ آتشکدہ گلستان ہو گیا
پھر اسوقت میں نے لیا امتحان — نہایا ذرا فرق لے مہربان
کہ راجاؤں کو دیوتا ایکبار — دکھاتے ہیں دوزخ کی بھی کچھ بہار
یہ دوزخ دکھایا اسی جھوٹ نے — نیاجی جلایا اسی جھوٹ نے
صفت آدمی کی ہوئی صفا دور — ملی جسم خاکی کو پوشاک نور
بزرگا ور عابد ملے راہ میں — وہ مقبول تھے یاد اللہ میں
مگر چار بازو سے تھے جلوہ گر — بنا مہر تابان جبین کا قمر
نگین تھے جہاں بارھواں آفتاب — کرن تھا وہاں دلکش ماہتاب
شکل اور سعد یو عالی وقار — یہ بیٹھے تھے نزدیک اسنی کرا
بہشت بریں میں ہر اک کا مقام — مہیا خوشی جنمیں ہر صبح و شام

جو بشنو منتر سے اندر ہوئے تر زبان
کہ تھی قدرت پہ ہی عجائب دولت کی کان

پو سلطان آنکھوں سے سعد ور تھا
ملا انکو اوتار گندھرپ کا

سنائی جو بیشم نے یہ داستان
کیا انسے جنمیجے نے یہ بیان

جہاں پر تھا ہر اک کا اصلی مقام
کیا پھر وہاں جاکے اپنا قیام

وہ ملبھید رنگ زار تھی جنکو آگ
ملا تھا انھیں جامہ سین ناگ

ہوئیں قلزم ستی میں جو غرق
بنی ابلا کچھ نہیں اسمیں فرق

یہ بیر جو دھن اوتار کلجگ کا تھا
سکن کو دواپر کا جامہ ملا

گھٹوتکچ نے دیوونمیں اپنا شمار
خزاں آگئی اس چمن کی بہار

لبل لب او قلم سے زبان اپنی تھام
نشین رفاقی میں جاے قیام

یہ حاصل ہوا مختصر کا مآل
مہابھارت جملہ ہو خواب خیال

دعا سے مہادیو سے وہ قہر
تولد ہوئی تھی وہ ور باپ کے گھر

سے پانڈو اور کنتی و مادری
مریں پا پر میں رنج و غم سی بری

کہ آخر ہوا سب کا انجام کیا
کہا انسے ہر ایک اوتار تھا

درون بہ سپت کے اوتار تھے
قضا آئی سب علم بیکار تھے

زنان سرکشن سولہ ہزار
ہزاروں دل و جان سے جو رہیں شمار

سنو نیدر کس بیراٹ و شل
سب اوتار بندیوں کے بر محل

جو بشنو نے پائی تھی پہنا کو ہم
اٹھائے زمانے کے سب سرد و گرم

جہاں سے یہ آئے تھے عالی وقار
وہاں کی ہر ایک چیز پر تھا اختیار

روان ہو درفت کی راہ ہے
جو کچھ ہے وہ سب شان اللہ ہے

ہر آغاز کا یہ سر انجام ہے
فنا رنج و نابود آرام ہے

خاتمہ کتاب مہابھارت

جو ہے خاتمہ اسکا ہر بنس نام
نہیں کچھ مہابھارت سے اسکو کام

تعلق ہے اس سے اصلا نہیں
مہابھارت کے ساتھ دیکھا نہیں

رقم ہو سرکشن کا اسمیں حال
کہ اظہر من الشمس ہے سب کمال

لکھے ہیں جو آسان و دشوار کام
تصریح ہے شرح اسکی تمام

پڑھا ہوگا جسنے یہ احوال کل
پسند آئینگے اسکو ہنجار گل

اگر جانب طول جھکتا قلم
تو ہوتا نیا شاہنامہ رستم

نظر صاف تھی بندش بیت پر
ہر اک بیت تھی رشک سلک گہر

جو رکھے قدم پڑھکے تو ٹھوکر کی کھائے
جگہ نکتہ چینی کی تل بھر نپائے

نہ وہ ہاتھ سے دینگے انصاف کو
نہ الجھائینگے بندش صاف کو

جو حاصل ہو گلگشت اس باغ کی
تو ہو خار غم دور اکبارگی

پڑھے صدق سے تو بے اشتباہ
ابھی نفع ہو جائیں سارے گناہ

یہ اک گنج ہے غیرت ہفت گنج
رہے قربت جسکے ہو دور رنج

جہاں سے یہ اندوہ و غم سب اٹھائے
کسی دل جلے کو نہ کوئی جلائے

تولد کرو دن سے ہیں مطلب رقم
سب اعجاز ہیں انکے زیب قلم

اگر حرف با حرف ہو وہ رقم
ہزاروں قلم کی ہوں جنگل قلم

تسلسل یہ قصے کا اسمیں نہیں
ملا یا ہے مطلب کہیں کا کہیں

کیا او جانب دل نے خیال
فقط روز محشر کی ہے بول چال

صفائی سے ہو وہ صفائی بہم
نہ ٹھہرے جہاں نکتہ چیں کا قدم

سخنور جو ہیں نکتہ دان ہوشمند
انھیں آئیگی کچھ زبان یہ پسند

تواریخ ہے نادر روزگار
سخن اسکا ہر اک در شاہوار

دکھائے ارم اس گلستان کی سیر
سے ہے طبع پر رقت جو لائے خیر

یہ قصہ نہیں طرفہ اعجاز ہے
عجب اسکا انجام و آغاز ہے

جو یاد آئیں اسکے نشیب و فراز
کرے دولت و جاہ پر پھر نہ ناز

رہے راستی پر ہمیشہ نظر
کہ ہے جھوٹ سے آدمی کو ضرر

قائل ہوا انسان تدبیر کا | ہے دل سے پابند تقدیر کا
ہے اسکے لطف و کرم پر نگاہ | وہ رزاق عالم ہے بے اشتباہ

بہرحال شایان خموشی ہے خوب | یہی داستان وا لکھی ہے خوب

مناجات

کرم کس جس وقت فرمائیں گے | یہ افلاس و غم جملہ دھو جائیں گے
بھروں کیوں نہ بندہ نوازی کا دم | کہ چھایا ہے عالم پہ ابر کرم
چڑھایا ہوں نقد سخن بہر نذر | پھرا ہوا کس و اسکو قدر
تہیدستی ان کچھ نہیں میرے پاس | خجالت ہے سرگرداں دل ہراس (?)
طبیعت ہے غم سے بیہوش ہے | مری یاد کیونکر اب فراموش ہے
یہی وقت ہے دستگیری کا آہ | نہ بھولو وہ بندہ نوازی کی راہ
کوئی تیش تا دہر در پیش اب | کہ مشغول ہے اسمیں دل روز و شب
خبر لو مری آنی فرصت نہیں | دل زار ہے اب نہایت حزین
کہوں کیا کہ منتی نہیں کچھ کی بات | پھسلتا ہے اب اپنا پائے ثبات
غرض اپنی جانب نظر کیجیے | نہ ہو دیر یہ جلدی خبر لیجیے

خاتمہ طبع سابق نتیجہ طبع وقاد سخنور نازک فکر شاعر عدیم المثل محمود اقران منشی ططا رام شایان

دم شکر شکر فشان ہے قلم | یہ قند مکرر کا بھرتا ہے دم
وہ کی نظم شیرین کو لذت عطا | مقابل میں ہے تلخ نابات خطا
یہ شیرین زبان شکر شاخ نبات | کرو مصری یوسف ہے مکرر نبات
وہ نکتے کہ ہر نکتیوں کا مزا | بھرا نعمتوں سے یہ سب تمرا اچھا
زبان پر رواں شکر مبسوط ہے | کلام اپنا شکر آسے دوش ہے
بیاں زبان ان شیرین کلام | بحرتے بھارت کیے با حسن انتظام
کتابوں میں ہے معتبر یہ کتاب | فروغ اسکو ہے صورت آفتاب
مرتب ہوئی فارسی نثر جب | کیا ترجمہ حرف حرف اسکا سب
تو مشرق سے روشن ہوا آفتاب | ہوئے نور سے تیرے سب فیضیاب
ہوئی نثر میں یہ کئی سو برس | کہ شہرہ تھا شل صدائے جرس
فزون حد سے تھا پر حجم کتاب | یہ ہوتی تھی بسیار کم دستیاب
ملی گرچہ میں صرف زر سے ملی | پر آئی غرض آرزو سے دلی
یہ آسانی تھا سیر کرنا محال | تھا منزل کا طے کرنا مشکل کمال
خلاصہ مضامین ہیں اسمیں طول | کہ ہو پڑھتے پڑھتے طبیعت ملول
جو ہیں تنگ فرصت یہ اہل جہان | میسر نہیں سیر اسکی کہاں
جہاں میں جو اردو نے پایا رواج | رہی فارسی کی نہ کچھ احتیاج
جو شاعری کا طبیعت میں رنگ | کیا قافیہ نظم موزوں کا تنگ
طبیعت بدل شوخی و مست تھی | فسانوں میں چرچا ہی یہ شاعری
اولو العزم و دل طبع ہمت بلند | نہ تھی مجکو پر خوشہ چینی پسند
وہ ہوں نظم جسکی صف آرائیاں | کہ جو ہر ان تیغ زبان کے عیاں
مہر جنگ میدان میں رکھا قدم | لکھے دم زبان سنان کا قلم
کہ وہ صفحہ زہ مضمونکی صاف | مقابل کا سینہ جگر ہو شگاف
ہوا اس مطلب میں صلا در فروغ | کہ ہے راستی کو جہاں میں فروغ
تصور یہ تھا دل میں آیا خیال | تھی ایجاد پر طبع مائل کمال
مہا بھارت تاریخ مشہور ہے | یہ قربت سے اس عیب کے دور ہے
یہ گوہر ہیں ناسفتہ و آبدار | رہیں عالی گہر اسیر لے شمار
گر رشتہ نظم میں یہ در آئے | تو موتی کی دریا دل کچھ دکھائے
یہاں بند کب تھی یہ طبع رواں | اٹھی اشہب کلک کی جو عناں

قصاویر سے بھی یہ معمور ہے ۔ کہ بیشک یہ نورٌ علیٰ نور ہے
غرض داستان بہاری منظوم ہے ۔ کہ ستارون مین نظر آ معلوم ہے

ہر شعر یہ ہے الف لیلہ کتاب ۔ جدا اسکی بھی نظم کا ہے حساب
مجلد ہین و نظم ان چار ہے ۔ ہر موہرن نظارون نہاستا ہے

کیا چاہیے پوری منیران کا شور ۔ سہولت ہے شاعران و کر اور
جو ہین صاحب مطبع ذی اقتدار ۔ کہ ہیر نظم و نثر انکے او پر نثار

سخندان تھے یہ ہی مجکو پڑا انگی ۔ جو شمع وش جو بہت خانگی
رہے اپنے پیرایہ نثر مین ۔ پراس گل کو آپ آئی بھی نگہ مین

ہے تازہ تو یہ عروس کہن ۔ کہ ہو ول سے مطبوع اہل سخن
غرض حسب ارشاد عالی جناب ۔ لکھی نثر و چھپین یہ کتاب

قلمبند کین الف راتین جدا ۔ حصول اسسے اصلی ہوا مدعا
ہوئی جبکے تیار جب یہ کتاب ۔ تو روشن ہوئی صورت آفتاب

دیا زیور طبع نے حسن اور ۔ نظر آئے محبوب گلشن کے طور
جو یوسف کے مانند تھی وہ عزیز ۔ یہ دل لیگئے مول اہل تمیز

فقط دیر چھپنے کی تھی بک گئی ۔ نہ مطبع مین باقی رہی بک گئی
خریدار مشتاق تھے خواستگار ۔ سر شمع یہ واہ صورت نثار

دوبارہ ہوئی چھپ کے تیار پھر ۔ ہوا سودا اب گرم بازار پھر
نہ مطلب سے خالی نہ تمہید سے ۔ غرض نثر یہ قابل دید ہے

مگر اس نثر سے نثر ہے یہ جدا ۔ ہر باتون مین اردو زبان کا مزا
فصاحت سے خالی نہین بول چال ۔ وہ لفظیان مین کہ دل ہو نہال

طلب اسکو مطبع سے فرمائیے وہ ۔ شگفتہ پھول سیر مین لائین وہ
یہ وہ باغ ہے جسکی گلگشت سے ۔ گلون کی روش غنچہ دل کھلے

اگر دل مین ہو کاوش خار فکر ۔ طبیعت مین ہو کوئی آزار فکر
تو فی الفور بانشین سب دور ہو ۔ شگفتہ ہو دل طبع مسرور ہو

تمت

خاتمة الطبع

...ح احسان خدا کیا کیجیے + شکر بیحد ہے ادا کیا کیجیے + ان دنون جو اسکی مشیت ہوئی سلک سخن کی سطر زینت
...ئی جمال شاہدان معنی پردہ الفاظ سے باہر نظر آیا شمع کا نور ہے کہ فانوس سے چھنکر نظر آیا کوکب تمنا اوج حصول پر چمکا
...ردمندان خوش طالع کا مقدر چمکا یہ تو بطریق اجمال ہے آگے تفصیل مقال ہے جاننا چاہیے کہ شان شوکت اور عظمت
...عبارت کی مخفی نہین بیان حقائق ہندوستان مین ویسی کتاب لکھی نہین تواریخ کے علاوہ دفتر اخلاق و آداب ہے
...اصل اسکی حکمت کا ایک باب ہے زبان سنسکرت مین تالیف کی گئی شرح و بسط کے ساتھ لکھی گئی جس طرح سے مکمل ہوئی
...لے قبول سے متحمل ہوئی پانچہزار برس سے مسند آرایان ہند نے اسکو اپنا دستور العمل ٹھہرایا قانون فرمانروائی آئین ق
...یا اس سے ہاتھ آیا جب ہندوستان تحت تصرف اہل اسلام ہوا یہانتک کہ سلطنت تیموریہ کا استحکام ہوا عہد اکبر شاہ مین ترجمہ تا

اُسکے اصول و ضوابط کی طرف احتیاج پیدا ہوئی اس لیے دانایان روزگار نے دانشمند پنڈتون کے مقابلے سے حسب الحکم
فارسی مین ترجمہ کیا نہایت جہد و کوشش عمل مین لائے تمام کتاب کو اٹھارہ جلدون مین ترتیب پایا یہ نسخہ بھی کمال دلپذیر
ہوا پسندیدۂ ہر صغیر و کبیر ہوا ہندو مسلمان نے پارس کھا سمجھون نے گنج گوہر سمجھا غالبًا ایسا کوئی خاندان عالی ہوگا جہان
یہ گوہر بیش بہا نہ ہوگا اب بھی وہی روز بازار ہے ہر ادنی اعلی طالبگار ہے لیکن بسبکہ قیمت اُسکی سو ڈیڑھ سو روپے
سے کمتر نہین بیشتر بیدرون تہیدستون کو میسر نہین ہر چند سبھون کو ہوس ہے مگر کسکو دسترس ہے بارے سخندان شیرین
کلام منشی تولارام شایان تخلص مرحوم نے طرفہ ہمت باندھی افادۂ انام و افاضت خاص عام پر مستعد ہوئے کمر
عزیمت باندھی اول سے آخر تک خلاصہ اُس ترجمہ فارسی کا اردو مین نظم کیا جس مقام پر کچھ شبہہ گذرا اصل کتاب سنسکرت سے
ملا دیا ..... ہزار ابیتون مین سب مضمون آگیا دیکھیے دریا کوزہ مین سماگیا سبحان اللہ کیا داد سخنوری دی ہے عروس معنی کی
کیسی زیوری کی ہے غرض یہ مثنوی کہ ترجمۂ فارسی کا انتخاب ہے اتنے بڑے کارنامۂ دانش مہابھارت کا لب لباب ہے
اس سے پیشتر پانچ بار مطبع اودھ اخبار واقع لکھنؤ مین چھپی تھی اور اب بسبب وفور خواہش طلبگارون کے چھٹوین مرتبہ بمقام
کانپور مطبع نامی منشی **نول کشور** صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ بسرپرستی امیر والاشیم رئیس عالی ہمم سرچشمۂ
فیض و کرم ستودہ خصال فرخندہ خو معلی القاب عالیجناب منشی بابو **پراگ نراین** صاحب بھارگو مالک مطبع
دام اقبالہ بماہ ستمبر ۱۹۰۵ء مطابق سمبت ۱۹۶۲ بکرماجیتی چھپکر تیار ہوئی حسن صورت و معنی سے قابل
نظارہ اولی الابصار ہوئی تصحیح کا ذکر کیا کیجیے کہ جو خود مصنف کی نظر سے گذری تھی یہ نقل اُسی کی ہے اہتمام کی
کیا کیجیے کہ کارگذاران نے بڑی مشقت کی ہے صفائی خوش خطی لکھنے کی حاجت نہین عیان کو بیان کرنیکی ضرورت
نہین بالجملہ اہل دید اس شاہد رعنا کو دیکھکر پھڑک جائینگے مشتاقان بینش منتظر ہنگام معاینہ [illegible] اٹھاتے ہین

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسسٹنٹ مطبع

ترجمہ ممتاز کتاب سے	شائع گشت چنین لطافت	عاقل سال بہی گفت	اکرم نظم مہابھارت ۱۹۰۵ء

اعلان

بھاشا بخط ناگری اتہاس

رامائن رام بلاس - از ایشری پرشاد

رامائن تلسی کرت - مع تصاویر چھپکے سات ان کانڈ

رامائن تلسی کرت مع تصاویر اور حاشیہ پر انس دیپکا

دنگا سادھان مع اینکار تھ کوش عمدہ چھاپہ

ایضاً بہت جلی قلم مع تصاویر و چھپک

ایضاً خورد قدیم مع چھپک بہت ہی پرانوں سے مقابلہ کی گئی ہے کوئی دوہا چوپائی رہنے نہیں پایا بہت سدھوا دیا گیا ہے

ایضاً حسب مراتب بالا چھاپہ ٹیپ جدید طبع

ایضاً - رامائن تلسی کرت مع ٹیکا سکھدیو جی بڑا مرغوب ٹیکا ہے جس نے دیکھا پسند کیا۔

ایضاً - ساتوں کانڈ رامائن تلسی کرت منفرد اور علیحدہ علیحدہ بکتے ہیں

رامائن بالمیکی - ساتوں کانڈ رامائن بالمیکی بھاشا کے جدا جدا کانڈ بھی فروخت ہوتے ہیں حسب تفصیل ذیل -

(۱) بال کانڈ (۲) اجودھیا کانڈ (۳) ارنیہ کانڈ (۴) کشکندھا کانڈ (۵) سندر کانڈ (۶) لنکا کانڈ (۷) اوتر کانڈ

رامائن مشید ارتھ کوش - از مہاراجہ بنارس

رامائن کا اتہاس - از رگھوناتھ کب

رامائن مانس دیپکا - از ایشر کب

رامائن گیتاولی سٹیک ٹیکا - از بیجناتھ جی

سکھ ساگر جلی - مترجمہ بابو مکھن لال -

بھی پتر کا مول از گشائیں تلسی داس جی

ولش پرکاش - حالات ریاست بوندی از گنگا سہائے

سیتا بن باس - بنگلہ زبان سے اسنھا ہوا مترجمہ ہر بنس لعل

سری رام بیاہوتسو از مہادیو شوکل

سندر بلاس - از سندر داس جی

کرشن بال لیلا بھاشا - از جگناتھ سہائے

نج بلاس سارا ولی از گوردھن داس

نام ماہاتم - از منشی رام دیال

ستیلا ماتم یعنی جنکپور کا ماہاتم از منگل داس جی

نیجے چندر کا - از منگل داس جی -

اودھیت رامائن - ناگری از لالہ لال من

بگیان لہری از جمنا شنکر جی ناگر برہمن

بہار یہ پہت - از بابو طوطا رام علیگڈھ

رام چندر کا سٹیک از رامچرن جی وتلک از جانکی داس

اپدیش چندر کا

رام چی سٹیک

رام کلیوہ - مع تصاویر -

دیوی بھاگوت - بارھواں اسکندھ

پران

لنگ پران - مترجمہ پنڈت درگا پرشاد صاحب